



انقلابِ تاریخی

جہی نریان کے شہر تاریخی ناول کا پہلا جلد

جس میں انجمن اتحاد و ترقی کے سیاسی کارنامے، سلطان عبدالحمید شاہ دوم کا طرز حکومت، نظام حکومت کا افسانہ، احمد شاہ بابا کی انجمن کی سیاسی و عسکری حیثیت، انجمن کا نظام عمل، حکومت و سلطان کا عزل و دستور کا قیام، نہایت دلچسپ تاریخی واقعات درج ہیں عشق و محبت کے لطیف بہت سو بھی ناول کو رنگین بنایا گیا ہے۔ نیازی بہ مرحوم شاہ و رانور بے حیرت انگریز کارنامے کتاب کی جان ہیں

مفتی محمد

مولانا آغا رفیق بلند شہری

فراموش جناب مولوی محمد حمید حسن صاحب لکھا اخبار مدینہ منورہ ترجمہ کیا گیا

عرض مترجم

انقلاب عثمانی جبرجی زیدان کے تاریخی سلسلے کے ناولوں کا
آخری کڑی ہے اس میں مصنف نے سلطان عبدالحمید خان مرحوم کا
نسبت جو خیالات ظاہر کئے ہیں اون سے مجھے پورے طبع
اتفاق نہیں ہے۔ دوران ترجمہ میں مجھے اتنا وقت نہیں ملا کہ
میں واقعات کی تنقید کا فرض ادا کرنا اسلئے ناظرین کو سلطان
عبدالحمید خان مرحوم کے دہن پر جو بدنامی ہے نظر آئیں۔ اون کو
مصنف کی طبع آزمائی خیال فرمائی جائے مترجم کے معتقدات
سے اون کو کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔

آغا رفیق بلند شہر

بجنور (روہیلکھنڈ)

۱۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مترجمہ

مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلاویک کا ایک باغ

سلاویک یا سلاویک دولت عثمانیہ کے مقبوضات میں سے ایک بہترین شہر ہے جو انجمن اتحاد ترقی کا صدر مقام رہنے کی وجہ سے خاص شہرت حاصل کر چکا ہے۔ اس کی آبادی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ہے جس میں سے تقریباً ساٹھ سزار یودی اور باقی ترک البانی اور مقدونی وغیرہ ہیں۔ یودی جب نقل مکان کر کے اسپین سے دولت عثمانیہ میں آئے تو ان کا زیادہ حصہ سلاویک ہی میں آکر آباد ہوا۔ اس وجہ سے سلاویک میں یودیوں کی آبادی دوسری قوموں سے زیادہ ہے۔ اور باوجود عرصہ دراز سے یہاں رہنے کے وہ اس وقت تک اپنی اسپینی زبان بولتے ہیں۔

شہر تمدن اور معاشرت کے لحاظ سے ترقی کا اعلیٰ نمونہ ہے عمارت سرفرازیں دار کشادہ اور سڑکیں صاف و پتھری ہیں۔ شہر کے قریب ہی ایک چوڑی سڑک ہے جو سمندر کے کنارہ کنارہ دور تک چلی گئی ہے۔ اور اس کے دونوں جانب بڑے بڑے درخت ہیں۔ یہ سڑک شہر کی ایک بہترین تفریح گاہ ہے۔ جہاں سچ و شام تفریح کرنے والوں کا ایک مجمع رہتا ہے۔

شہر کے اندر میٹروپولیٹن کا ایک وسیع باغ ہے جو جائے وقوع اور پانی خوبوں کے

لحاظ سے ایک بہترین تفریح کی جگہ ہے۔ باغ کے اندر ہر قسم کے درخت پھولدار پودوں اور درختوں کی روئیں بڑے قہر خواہنے اور تھینے وغیرہ میں۔ تفریح کرنے والوں۔ لہو و لہب کے متوالوں اور تماشائیوں کے لئے باغ ایک نعمت ہے۔ جہاں صبح سے شام تک اور خصوصاً دو بجے سے رات کے دس بجے تک آدمیوں کا کثیر مجمع رہتا ہے۔ کہیں روئوں پر لوگ ٹل رہے ہیں۔ کہیں بچوں اور سب گھاس کے قدرتی فوٹو پر بیٹھے باتوں میں مشغول ہیں بہت سے لوگ بوتل اور تہہ خاندن میں کھاپی رہے ہیں۔ غرض ہر قوم اور ہر قسم کے لوگ باغ میں تفریح کے لئے آتے ہیں اور فرحت حاصل کرتے ہیں

سلطان عبدالعزیز خان کے عہد حکومت سے پہلے یہ باغ اس لحاظ سے زیادہ رونق تھا کہ یہاں ہر قسم کے لوگ آتے تھے۔ اور سب تکلف ہر قسم کی باتیں اور معاملات سیاست پر سب و ہر ملک گفتگو کرتے تھے۔ لیکن سلطان مرصوف کے آخری دور حکومت میں سیاسی پیچیدگیوں سے معمولی تفریحی باتوں کے سوا اور کسی قسم کی گفتگو یہاں اور دوسرے تفریحی مقامات پر تقریباً ناممکن تھی حکومت کے جاسوس ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اور جاسوسی کا اس قدر زور تھا کہ کوئی شخص دوسرے شخص پر اعتماد نہ رکھتا تھا۔ اس لئے باغ میں بیٹھ کر انتظامی یا سیاسی معاملات پر تبادلہ خیالات یا گفتگو کرتے ہوئے لوگ ڈرتے تھے۔ اور اگر کوئی خاص بات کسی سے کہنی ہوئی تھی تو نہایت احتیاط سے اس طرح کہ کوئی دوسرا نہ سنے۔

۱۹۰۷ء کے موسم بہار میں ایک دن صبح کے وقت جبکہ باغ کی رونق موسم بہار کی نشوونما بخشنے والی ہوا سے شباب پر تھی۔ باغ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ تفریح کر کے ملے مصروف گلگشت تھے کہ دو عورتیں باغ میں داخل ہوئیں۔ اور عام گذر گاہوں سے دور باغ کے ایک گوشہ میں ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئیں۔ ان میں سے ایک ادیبہ عمر کی تھی۔ اور دوسری نوجوان جس کا قیامت خیز شباب عالم سوز حسن اور نازک اعضا قدرت کی بے نظیر صنایعوں کا ایک نمونہ تھا

دوسرا باب

شیرین

دونوں عورتیں جو شکل ہونے سے ماں بیٹیاں معلوم ہوتی تھیں ترکی لباس پہنے ہوئے تھیں۔ لڑکی کے ہاتھ میں ایک فرانسیسی اخبار تھا جس کو اس نے اس خوف سے کہ کوئی دیکھ نہ لے موڑ کر ہاتھ میں دبا رکھا تھا۔ اور جس قدر سطرین کھلی ہوئی تھیں ان کو پتہ نہ تھا کہ اسے کاحصہ کھول کر مڑھ لیتی تھی۔ وہ خاموش اخبار کو پڑھ رہی تھی۔ اور اس کی ماں غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی کہ وہ اس کو اس کا ترجمہ نہ لے۔ جب ویر ہو گئی اور لڑکی نے کوئی بات نہ سنا لی تو ان کے کہا

شیرین کچھ نہیں جانتا۔

شیرین نے گردن اٹھائی اور ادھر ادھر دیکھا گویا کہ وہ اپنا مافی الضمیر ادا کرنے میں خائف ہے اور جب اسے اطمینان ہو گیا کہ قریب کوئی نہیں ہے تو اس نے آہستہ سے کہا

اماں کیا سناؤں راتر نے یہ مضمون تو نہایت ہی سخت لکھا ہے۔

مان کیا تم راتر کا مضمون دیکھ رہی ہو، تمہیں یہ کیوں نہ پتہ چلا کہ یہ راتر ہی کا مضمون ہے کیا مضمون کے نیچے اس کا نام لکھا ہے۔ راتر حکومت سے ڈرتا نہیں۔

شیرین۔ اماں راتر مضمون کے نیچے اپنا نام نہیں لکھتے۔ صرف حرف الف لکھ دیتے ہیں۔

جو مضمون الف کے نام سے ہو گا وہ امنی کا مضمون ہو گا۔ اور یہ راتر صرف مجھ کو ادا لایٹر

صاحب اخبار کو معلوم ہے شیر اس سے واقف نہیں۔ اماں یہ مضمون جو میں پڑھ رہی

مہل آنا سخت ہے کہ اگر سرکاری آدمیوں کی نظر سے گذرے تو وہ غضبناک ہو جائیں گے۔

مان جس کا نام تو حیدہ تھا، مضمون کا مضمون کیا ہے۔

شیرین سلطان عبد الحمید اور ان کے وزراء کے انتظامات کی خرابیاں دکھلا کر اس کی دیکھی

دی ہے کہ یا تو وہ قوم کے مطالبات کو تسلیم کر لیں ورنہ ملک ان کے ہاتھ سے نکل جائیگا۔

امک میں اس وقت جو ظلم و غارتگری ہو رہی ہے۔ راتر نے اس کو بھی سلطان عبد الحمید سے

منسوب کیا ہے۔ خدا نیاہ میں رکھے۔ راتر نے نہایت سخت لب و لہجہ میں اپنا مضمون ادا کیا ہے۔ لیکن اہل حقیقت یہ ہے کہ سلطان اور ارکان حکومت اس سے بھی زیادہ کئے ستھی ہیں۔ توحیدہ بیڑی راتر کو سمجھانا چاہئے۔ اندیشہ ہے کہ کہیں حکومت اس کو گرفتار نہ کر لے۔

شیریں ایک حسین و جمیل لڑکی تھی جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور چمکدار تھیں۔ پسند قامت لیکن معتدل فکری احسن اور قوی المارودہ ترکی و فرانسیسی اور رومی زبانیں نے تکلف بولتی اور ان میں لکھو پڑھو ملتی تھی۔ ظاہری حسن و جمال میں مستحق غور و خیال مسوسہ پر سہاگہ کے مصداق تھیں۔ اس کی ماں نہایت ذہین اور عقل مند تھی جس کی تربیت نے شیریں کو حریت پسند اور صادق اللہ بنادیا تھا۔ وہ ظالم و ظالم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ اور حق پرستی کو کعبہ و ظلم سے تعبیر کرتی تھی۔ راتر سے بیچیں کا مضمون وہ اس وقت اخبار میں پڑھو رہی تھی۔ اس کو محبت آتی۔ اور راتر بھی بچپن سے اس سے محبت رکھتا تھا۔ راتر اس کی خالہ کا بیٹا تھا جس کی ماں مرچکی تھی۔ ابا نے اس کو پرورش کیا۔ اور اس کے دل و دماغ میں حریت پسندی اور ظالموں سے نفرت کے خیال کو نشا و نما بخشا۔

راتر اور شیریں جب بڑے ہوئے تو باہمی محبت بھی جو ان ہوئی۔ اور دونوں باہمی معاونہ سے قرار دیا کہ وہ باہم شادی کے کئے لطف زندگی حاصل کریں گے۔ راتر نے اپنی تعلیم یورپی کر کے سیاست کو اپنا مسلح نظر بنایا اور سیاسی معاملات پر مضامین لکھنے شروع کئے۔ اور چندی روز میں وہ ملک کا ایک مشہور مضمون نگار اور اہل قلم مانا جانے لگا۔ فرانسیسی زبان پر اسے ایسی ہی دسترس حاصل تھی۔ جیسے کہ اسے اپنی مادری زبان ترکی پر علماء اور اہل قلم لوگوں میں وہ حریت پسند مشہور تھا۔

راتر نے اپنی تعلیم ختم کر کے عام لوگوں کی طرح سرکاری ملازمت پسند نہیں کی۔ بعض ذہنی اثر لوگوں نے اسے کئی دفعہ سرکاری ملازمتوں پر بھیجا۔ لیکن چونکہ اسے ملازمت اور پھر سرکاری ملازمت سے انہما ہی سے نفرت تھی۔ اس لئے وہ زیادہ عرصہ تک سرکاری خدمات ادا نہ کر سکا۔ اور چھوڑ دیا۔

گھر میں اہلیان سے بھیج کر اس نے مضمون نگاری کو ذریعہ معاش قرار دیا۔ ترکی اور

فرانسیسی اخبارات میں ترکی حکومت کے انتظامات کے خلاف اجرت پرالف کے نام سے مضامین لکھتا اور بے غل و غش زندگی بسر کرتا تھا۔

رامن کا طرز تحریر شوخ اور دلچسپ و دلکش تھا اس مضامین شوق سے پڑھے جاتے تھے اور اخبار میں ان سے نطفہ اٹھاتے تھے بشرط خاص طور پر رامن کے مضامین سے ذوق حاصل کرتی اور مظلوم ہوتی تھی رامن اپنے مضامین سے شیریں کو محفوظ ہونا دیکھ کر بہت خوش ہوتا اور شیرین کو سب سے پہلے اپنے مضامین دکھاتا اور اس کی رائے حاصل کرتا اس کے بعد اخبارات کو بھیجتا تھا اکثر ایسا ہوا ہے کہ شیرین کی رائے نے رامن کے مضامین میں جان ڈال دی اور رامن کو شیرین کی صاحب رائے کے سامنے سراطاعت حکم کرنا پڑا۔ رامن انتہا پسند تھا مضامین میں اس کا لب و لہجہ سخت ہوتا تھا لیکن شیرین اس کو پسند نہ کرتی تھی وہ اعتدال پسند تھی اور ہمیشہ رامن کو لب و لہجہ میں اعتدالی پیدا کرنے کا مشورہ دیتی رہتی تھی

شیرین اس وقت جو مضمون پڑھتی تھی وہ اشاعت سے پہلے اس کی نظر سے نہ گذرتا تھا اور اسی وجہ سے کہ وہ اس مضمون میں رامن کو کوئی مشورہ نہ دیکھی مضمون نہایت سخت ہو گیا تھا اور وہ مخالف مافی کر کہیں اور کان حکومت اس پر گرفت نہ کریں۔

تفسیر باب

رامن

شیرین کی زبان نے جب یہ کہا ”مجھے خوف ہے کہ ہمارے عزیز رامن کو کہیں حکومت گرفتار نہ کرے“ تو شیرین کے چہرہ پر اضطراب کے سے آثار پیدا ہو گئے اور وہ چونک پڑی گویا اسے کوئی بھولی ہوئی بات یاد آگئی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور ماں کی طوط دیکھ کر اس نے کہا ”اماں آپ کا اندیشہ بجا نہیں ہے رامن اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں اگر اشاعت سے پہلے میں اس مضمون کو دیکھ لیتی تو اس کو مستدل کر دیتی۔ ان کو اس نے دیکھے میں سمجھا دوں گی کہ وہ احتیاط سے کام لیں اور اپنے لب و لہجہ میں اعتدال پیدا کریں یا اسے کیا برا وہ الہی تم نہیں آئے۔“ یہ کہہ کر اس نے برجے کے دروازہ پر نظر ڈالی لیکن رامن نظر نہ پڑا ایک اس کی نظر ایک

خوش روز جوان پر پڑی جس کے چہرہ سے شجاعت و شہامت چمکتی تھی اس نے دیکھا کہ اس کی ماں اس کی طرف دیکھ کر سکارا رہی ہے اس نے پوچھا۔

اماں یہ کون ہے جس کو دیکھا تم سکارا رہی ہو

توحیدہ شیرین تم ان کو نہیں جانتی یہ رامن کے دوست اور کلاؤں فیلو نیازی بک ہیں۔
شیرین۔ وہی جو سرکاری فوج کے افسر ہیں۔

توحیدہ۔ ہاں وہی ان کے چہرہ سے اس وقت ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ یہاں اپنی خوشی سے نہیں رہے ہیں دیکھو نا چہرہ پر تکرر پایا جاتا ہے۔

شیرین نے نظر اٹھا کر نیازی بک کی طرف دیکھا اور یہ دیکھ کر اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا کہ رامن نیازی بک کا ہاتھ پکڑے ان کو ادھر ہی لادیا ہے نیازی بک ہاتھ چڑا کر واپس جانا چاہتے ہیں لیکن رامن ان کو نہیں جانے دیتا۔

دونوں جب اس درخت کے قریب پہنچے جہاں شیرین اور اس کی ماں توحیدہ بیٹھی تھیں تو توحیدہ نے منہ لگا کر نیازی بک کو آواز سے کہہ رہا ہے۔

رامن مجھے جانے دو وقت بہت گزر گیا ہے اور مجھے جلد سے جلد اپنی جگہ پر بیچنا ہے۔

رامن۔ (سکرتے ہوئے) غوثی دیر اور دھڑو بھر چلے جانا۔

نیازی بک رامن کے ساتھ ساتھ درخت کے نیچے پہنچ گیا اور نہایت ادب سے توحیدہ کو سلام کیا جس کے جواب میں توحیدہ نے دعاوی شیرین نے نظر اٹھا کر دیکھا اور نیازی بک کے آنے پر اظہار مسرت کیا۔

شیرین نیازی بک سے اچھی طرح واقف تھی اور سنا ستر میں جس لڑکی سے نیازی بک کی سنگینی ہوئی تھی اس سے شیرین کا بہنا پاتا تھا نیازی بک بھی شیرین کو جانتا تھا۔

رامن نے شیرین کے قریب پہنچ کر مہذرت کے لہجے میں کہا۔

معاف کیجئے راستہ میں میرے غلط دوست نیازی بک مجھے مل گئے۔ اس وجہ سے یہاں پہنچنے میں مجھے دیر ہو گئی۔

نیازی بک نے رامن کی طرف دیکھ کر کہا۔

میرے کرم و درستی راز مجھے اجازت دیجئے میں یہاں چپ چاپ آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ رات کو اپنی جگہ پر پہنچ جاؤں۔ مجھے انوس ہو کہ میں اس دلچسپ صحبت کا لطف اٹھانے سے محذور ہوں۔ مجھے اس قسم کی محبتوں میں بڑا لطف حاصل ہوتا ہے لیکن میں یہ ضارب نہیں سمجھتا کہ مجھ پر اس وقت تک کوئی شخص اعتراض کرے جب تک کہ خداوند تعالیٰ اس کا سیاسی بخشنے۔

تو حیدرہ کی آنکھ پر رات کو کہیں ہالچراپا تھے مگر کہاں کا ارادہ ہو۔
نیازی باجی صاحبہ محترم خاتون میں مناسبت چاؤ کھا اور وہاں سے رستہ
یہ کہ کہ نیازی بک شخصہ تہہ ہوا اور اس کے چلے جانے کے بعد راز نے فرسکر اگر شیریں
کی طرف دیکھا اور کہا۔

آپ کو میرا انتظار دیر تک کیا پڑا صاف کیجئے آپ کو معلوم ہے کہ نیازی بک میرا غم
دوست ہے۔ میں اس سے باتیں کرتا رہا اور ان سے باتوں میں دیر ہو گئی اس کے بدلے
نے چاروں طرف دیکھا اور اس کا اطمینان کر لیا۔ پر کہ کوئی آدمی تیرے نہیں ہوا اس نے
آہستہ سے کہا۔

نیازی بک یہاں انہیں اتحاد و ترقی کے مہزون سے ملنے آئے تھے اور ہم سب اپنے
محترم دوست اور بک کے ہاں جمع ہو کر دیر تک باتیں کرتے رہے۔
شیریں رات کا فکر کیا آپ لوگوں نے نیازی بک کو بھی انہیں کا مہر بنا لیا ہو۔

راہز۔ جنور ملن پرست محترم اور بک نے اس کو انہیں میں داخل کر لیا ہے لیکن یہاں
ہمیں ایک دوسری جگہ نیازی بک کے انہیں میں داخل ہو جانے سے ہمیں بڑی توجہ
ہو گئی ہے۔ نیازی بک ایک شجاع اور باہرست افسر ہے اور اس کی جاتی تو کامیو جی
وطن پرستوں کے ہاتھوں ملک آزاد ہو گا جبر و استبداد کا خاتمہ کیا جائیگا اور ناپارہیزیت
تائیم ہو گی؟

پارلیمنٹ کا نقطہ منہ ہے جھلکتے ہوئے راز کے چہرے پر افقہ باغ و نگار کے آئینہ نمایاں
ہوئے۔ اور وہ گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔ شیریں نے اس کے چہرے کو دیکھا کہ

رامن اضطراب و پریشانی کو راہ نہ دو گہرے کی کوئی بات نہیں ہر خد کے آپ کے والد کو استاذ گئے ہوئے بہت دن ہو گئے ہیں لیکن خطرہ کی کوئی بات نہیں ہر انشا رائند وہ جلد واپس آجائیں گے۔

رامن خدا کرے ایسا ہی ہو اور وہ جلد تشریف لے آئیں.... آہ میں کیونکر ان کی واپسی کی امید باندھوں ان کو گئے ہوئے کئی سال گزر چکے ہیں اور اس وقت تک ان کی کوئی خبر مجھے نہیں ملی ہے.... آہ ان کا واپس آنا ممکن نہیں ہو بہت سے اصرار و آقا خیال یا انتہا پسند لوگ ملعون قسور زمین داخل ہوئے اور پھر زندہ نہ بچے.... مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ بھی عتاب شاہی میں ان سیکڑوں آدمیوں کی طرح جو وطن پرست تھے باسفورس (دریا) میں غرق نہ کر دیئے گئے ہوں.... اگر خدا بخواتم وہ مار ڈالے گئے تو انشا رائند میں انتقام لوں گا اور انتقام کا وقت دور نہیں ہوگا۔

آخری الفاظ رامن نے دانت پیکر والے اور اس کی آنکھوں میں آنسو بھر کر شیریں نے رامن کو مضطرب پا کر اس کی توجہ بٹانے کے لئے کہا۔
رامن خداوند تعالیٰ آپ کو خطرات سے محفوظ رکھے یہ مضمون آپ نے نہایت سخت لکھا ہے۔
رامن حکمران اور اس کا حکومت اس سے بھی زیادہ کے متحق ہیں۔ شیریں ان سے بدلہ لینے کا وقت قریب آگیا ہے اور تم بہت جلد دیکھو گی کہ عثمانی مقبوضات میں خون کی میدان ہتی ہون گی۔

شیریں خدا نہ کرے ایسا موقع پیش آئے میری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ حق کی حمایت کرے اور باطل کو مٹائے۔

رامن۔ میں بھی اسی کا آرزو مند ہوں لیکن ظالم اس کا حکومت سے اس کی امید نہیں کہ وہ آسانی سے قوم کے مطالبات مان لیں گے۔ سارونیک کی سپاہ کے افسر اعلیٰ ناظم کب ہی کو دیکھ دو وطن پرستوں پر کتنی سختیاں کر رہا ہے نوح کو اس نے حکم دیا ہے کہ وہ انہیں اتحاد دہی کے ممبروں کو تلاش کرے کہ گرفتار کرے تاکہ ان پر نہ صرف جب ظلم کیا جائے بلکہ ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے انہیں اتحاد و ترقی کے سلائیٹ میں ایک جوش پیدا کر دیا ہے اور اس کا

حکومت اُس سے مخالفت نہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے ممبروں کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ انہیں اطمینان سے جبر و ظلم کا موقع ملے۔

شیرین نامہ کی باتوں کو غور سے سنا غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور چاروں طرف خریف کی نگاہوں سے دیکھ لیا۔

نامہ کی واقعی ناظم ملک نے کوئی ایسا حکم جاری کیا ہے۔ آپ کو کیونکر معلوم ہوا۔

راہنہ یار زاد (استاد) میں ہمارا ایک جاسوس ہو اس نے .. اطلاع دی ہے کہ عبدالحمید کو یہ معلوم ہو کر کہ قوت کے افسر بھی انہیں میں شامل ہوتے جاتے ہیں بڑا فکر پیدا ہو گیا ہے اور اندیشہ ہو چلا ہے کہ سپاہ بھی کہیں انہیں کا ساتھ نہ دے اس لئے انہوں نے ناظم ملک کو ترقی دیکر حکم دیا ہے کہ وہ انہیں کے ممبروں اور سرکاری کو تلاش کر کے گرفتار کر لے اور وعدہ کیا ہو کہ اگر وہ اس میں کامیاب ہو گیا تو اس کو فزید ترقی دی جائیگی۔

توحیدہ نامہ خاموش کوئی سن نہ لے۔

شیرین خاندان کے لئے آپ کے والد بزرگوار کو جزائے خیر ہے اگر وہ کوشش نہ فرمائے تو انہیں کیا قیام اور اس درجہ تک کامیابی و ترقی ناممکن تھی۔

راہنہ یار زاد کے غیر کا متح تو وہ بہادر ہے جس کو حکومت نے اُس کے ہوا خواہ اور ہم خیال لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے قتل کر دیا ہے اور جس نے مرتے وقت میرے والد کو مصیبت کی تھی کہ وہ انہیں کو قائم رکھیں اور آنا و خیال وطن پرستوں کو انہیں کا ممبر بنا کر اس کو ترقی دیں آہ میرے والد کمان ہیں اور اس مرحوم کی وصیت کیا تھی کاش ہم وصیت کے مفہوم کو معلوم کر لیتے اور آج اُس سے فائدہ اٹھاتے۔

توحیدہ بیاباں اسبچہ رہو راز کو محفوظ رکھو میں تم کو تنبیہ کرتی ہوں کہ اس قسم کی باتیں شیرین کے والد کے سامنے نہ کرنا وہ کمزور طبیعت کے آدمی ہیں اگر خدا نخواستہ انہیں کوئی بات معلوم ہوگئی تو اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی جاسوس انہیں دہوکہ دیکر حالات معلوم نہ کرے اور پھر بے بصیرت آئے۔

پہلو تہا باب

طہاز اور صائب

آفتابِ نوحہ صبح ہو گیا اور بارغِ صراف و شغافِ رخنی سے بقیہ نورِ نیکیا شیرین نے باغ کے دروازہ پر دیکھا کہ اس کا باب طہاز آ رہا جو ان کو اس نے مخاطب کر کے کہا
امان! اباجان تشریف لارہے ہیں۔

اُس نے اگر یہ مان کو مخاطب کر کے یہ نصیب کے تھے لیکن متصو و اُس کا یہ تھا کہ راجہ کو متنبہ کر دے تاکہ وہ کوئی بات ایسی نہ کہے جس سے کسی قسم کے خطرہ کے پتہ ہو جائے گا اندیشہ ہو رہا مرنے نہ کر دیکھا کہ شیرین کے باب کے ساتھ ایک نوجوان بھی ہر قیمتی ترکی لباس پہنتا اور تہمت لگاتے ہوئے ہے راجہ اُس نوجوان سے واقف تھا یہ اس کا مدرسہ کا ایک دوست تھا طہاز اور وہ دونوں باتیں کرتے آ رہے تھے جب قریب پہنچے تو راجہ ان کو نوجوان سے ملا اور توجیہ اور شیرین کو مخاطب کر کے کہا یہ میرے دوست صائب یک ہیں۔

شیرین نے صائب یک کے چہرے پر ہنگامہ ڈالی اور نفرت سے منہ پھیر لیا انقباض کے آثار اس کے چہرے سے پیدا ہوئے لیکن اُس نے فوراً مان باب کے خیال سے اپنی حالت کو درست کر کے صائب کو تعظیم دی۔

طہاز ایک لمحہ و شمعِ زادی تھا کھانے کا بہت شوقین تھا اور ہر وقت کچن نہ کچن کھاتا رہتا تھا چنانچہ اس وقت بھی وہ کچن کھارہا تھا۔

طہاز اور صائب یک دونوں جب اطمینان سے بیٹھ گئے تو صائب یک نے باغ کے ایک ٹوکرو بلایا اور شربت لانے کا حکم دیا راجہ شیرین اور توجیہ نے شربت کے پیئے سے منہ پر کر کے انکار دیا اور طہاز و صائب یک شربت منگا کر پیئے لگے۔

صائب یک شربت پیا جاتا تھا اور شیرین کی طرف منوج ہو کر اپنے اندر نفوذ کے قصے سنا دیا تھا کبھی وہ عزت پاشا اور حسین پاشا سے اپنے تعلقات اور قریب کا ذکر کرتا اور کبھی ظاہر کرتا

کہ بڑے بڑے لوگ اس سے ڈرتے اور اس کا حکم مانتے ہیں میرین صاحب کی ان فعلی باتیں
باقوں کو نفرت کے ساتھ سن رہی تھی اور چاہتی تھی کہ جلد اس سے شجاعت سے بڑا بچہ اس سے
اپنی بات سے کہا کہ اسے سروری معلوم ہوتی ہو ماننے اس کی تائید کی اور چاہا کہ اب وہاں
چلیں لیکن ملتان نے ترش رو ہو کر کہا تم لوگ بہت دیر سے یہاں پہنچے ہو اس وقت سے
سروری معلوم نہیں ہوتی اور اب میرے آؤ ہی سروری معلوم ہو جائے گا عمارت بیکر نہ
راہر کی طرف دیکھا اور کہا۔

دوست راہر مجھے وہ دن نہیں بھولتے جبکہ ہم اتر مہر میں پڑھتے تھے.....
بچپن کا زمانہ بھی کیا زمانہ ہو قلم ہے ایک بادشاہی ہوتی جو جس سے زیادہ پھر لطف کا زمانہ
زندگی بھر کی حصہ میں نہیں آتا..... راہر تو میں معاذم ہے اس زمانہ میں ہمارے ساتھ
اور کون کون لوگ تھے۔

راہر بہت سے تھے ان میں سے ایک نیازی بک اور
صائب بک (بات کا لگا) نیازی بان نیازی بھی تھے وہ تو شاہ بابک کی فوج کے افسر ہیں۔
راہر بان وہ فوج میں کسی مغرور حمد سے ہیں۔

صائب بک ساتھ تھے کون فوج میں داخل نہ ہوئے
راہر میں نے اس کی کوشش نہیں کی اور میں اپنے کو فوج میں داخل ہونے کے قابل نہیں
پاؤں

صائب بک اگر تم پسند کرو تو حکمت کو کسی صیغہ میں نہیں کوئی عمدہ ولو اور ان فوج
نہ سہی کسی دوسرے صیغہ میں ہی تم باشار اقد فزین اور نخل آدمی ہو کسی نابین جاننے
ہوا اور مدد میں ہمیشہ سب بہتر رہے ہو تمہارے لئے بہت سی ملازمتیں اگر تم چاہو تو
سرپرستہ تعلیم یا اور کسی انتظامی صیغہ میں تمہارے لئے کوشش کروں تم بے تکلف مجھے دکھاؤ
اور مجھے اپنا ایک بے تکلف دوست بھیر میں اس وقت تمہارے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں میل
اثر حکومت کے صیغوں اور انتظامی معاملات میں خاصا ہے تم جو خواہش کرو گے وہ آسانی
پوری ہو جائیگی میں نے ابھی بھی ملان بک سے وعدہ کیا ہے کہ میں ان کے لئے کوشش

کر ڈنگا اور اٹا راضہ جلد ان کو حکومت سے کوئی خطاب مل جائیگا۔
صائب بگ جہ ختم ہونے ہی پھر شیرین نے سر دی کی شکایت کی اور کانپنے لگی گویا اُسے
سر دی نہیں ہو رہی ہے لیکن حقیقت یہ تھی کہ صائب بگ کو انقباضِ دل سے اُسے غصہ آگیا تھا اور وہ
وہ غصہ بین کان پر ہی تھی اُس سے زیادہ زیادہ ہو سکا اور وہ کٹری ہو گئی شیرین کے کہتے
ہی تو حیرتہ اور لرزہ بھی اٹھ کر پڑے ہوئے اور آخر صائب بگ اور چمڑ کو بھی اُٹھنا پڑا اور سب کے
سب باغ سے نکل کر اپنے گھر وں کو روانہ ہوئے۔

پانچواں باب

غمازی

باغ سے نکل کر صائب بگ رخصت ہو گیا تو شیرین نے فرانسیسی زبان میں رازم سے کہا کہ
اُسے صائب سے سخت نفرت ہے اور رازم کو مشورہ دیا کہ وہ اس سے الٹا چھوڑے۔
رازم نے کہا کیوں شیرین کیا بات ہے صائب سے تمہیں کیوں نفرت ہے۔
شیرین اس کا سبب بین خود نہیں جانتی البتہ آنا کہہ سکتی ہوں کہ اس کی آنکھوں سے شر
ٹپکتا ہو رہا ہے وہ جاسوس ہو۔

رازم اور وہ جاسوس ہو گیا تو ہولے دو۔

تھوڑی دیر میں ایک راستہ پر پہنچ کر رازم نے فرانسیسی میں شیرین سے کہا۔

میں اجازت چاہتا ہوں رات کو ایک مضمون لکھنا ہے۔

شیرین فی امان اللہ صبح میں آپ کا انتظار کروں گی۔ دوپہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیگا
اور مضمون ساتھ لیتے آئیگا۔

صائب بگ ملازمت سے رخصت ہو کر ٹول کی طرف جہاں وہ مقیم تھا گاڑی پر سوار ہو کر نکلا
ہوا اسے یہ محسوس ہو کر سخت تکلیف ہوئی کہ شیرین اُس سے نفرت کرتی ہے اور اس کی طرف

محترم باب میں نے ایک عجیب اور کاپتہ چلایا ہے جو نہ صرف انجمن اتحاد و ترقی کا ممبر ہے بلکہ انجمن کے تمام بظہر انداز اس کے پاس ہیں یہ سلجھے میں نے اس یادداشت میں اس کے تمام حالات انکو بیان کیا ہے اسدعا کرتا ہوں کہ آپ اسے گرفتار کر لیں اور اس کی خیر تار پر مابین ہمایونی کو دو بین تار کا نام لکھائی اگر یہ ہو تو بہتر ہے۔

صائب کبہ جیاسوس نے ایک نو بیوان کا جو انجمن اتحاد و ترقی سے تعلق رکھتا ہے پتہ چلا اور اس نو جوان کے پاس انجمن کے تمام کاغذات ہیں ہم نے اس کو گرفتار کر لیا ہے اور آپ کے حکام کے منظر میں ہے۔

ناظم آپ نے سامی باب پولیس افسر کو حکم دیا کہ رامز کو فوراً گرفتار کر کے گورنمنٹ ہاؤس میں لائیں اور جو کاغذات اس کے رکھا دیں میں کیوں انجمن بھی ضبط کر لیں۔

صائب کبہ نے اپنی اور اثبات ناظم کت واپس ایک راہ میں ہمایونی کے پاس سب ڈی کر کے لے لیا اور پٹی اس کا سیاہی پر وہ بہت خوش ہوا اس نے ترقی سے رخصت ہو کر اپنے گھر پہنچا اور دوسرے ملک مضمون کشاں ہاؤس رات کے بعد وہ ضعیف لکھڑو گیا، صبح کو وہ سکاڑا لائی نہ تھا، پوچھ کر لایا گیا اور اس کو اور اس کے لازمہ کو گرفتار کر لیا اور مکان میں جتھار کاغذات تھے ان سب کو کس نے میں بھجوا کر ان پر عبیرین لگا دیں اور گورنمنٹ ہاؤس میں لے جا کر بند کر دیا مقرر نے واقعات پر غور کیا، دماغ اس منہ پر پہنچ گیا کہ یہ تمام کارروائی صائب کی ہے۔

صائب کبہ نے رات کو بارش سے رخصت ہونے وقت گھانٹے سے وعاد کیا تھا کہ وہ صبح کو اس کے شریک بر قعود خانہ میں لیٹکا جو سالونیک کے باہر رہا کے کتا سے کتا سے دو رنگ چلی گئی جو ناظم کبہ کے ان سے واپس ہو کر وہ سید متا قوہ خانہ ہنچا جہاں ہاکا کو اپنے شاہدار میں بیٹھا پایا صائب کبہ نے گھانٹے کو دیکھتے ہی کہا۔

کتنے رامز کو کس حال میں چھوڑا تھا۔

طہم نے انہما کو آپ کے تشریف لیجانے کے بعد وہ ہمارے ساتھ رہا اور پھر اپنے مکان کو چلا گیا صائب سامنے ایک قابل نوجوان ہے لیکن بہت مغرور ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا غور اسے کسی دن سے نہ ہو سکے اور ممکن ہے اس کی جہت صائب پر بھی کوئی فتنہ ہے مجھے رامز کے غور

تو کمکت سے سخت نفرت ہو لیکن میں اس سے صرف اس وجہ سے ملتا ہوں اور اس کی خاطر کرنا ہوں کہ وہ آپ کا غریب ہے۔

رطمانہ بان وہ میری بیوی کی بہن کا لڑکا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نہایت غصہ بنگ اور مغرور ہے صاحب بک اگر اس کے غور کے نقصانات اسی کی ذات تک محدود رہیں تو خیر کوئی مضائقہ نہیں رطمانہ تو کیا ہم کو بھی اس کے غور سے کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

صاحب بک بان مجھے اس کا اندیشہ ہے میں ایسے قرآن پاتا ہوں کہ وہ اس کو شش میں جو کہ موجودہ قربت سے مزید قریب حاصل کرے۔

رطمانہ دسکر آپ کی بانوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ شیر میں سے نکاح کا خیال رکھتا ہے محترم دوست ہلایا کیونکہ ممکن ہے کہ میں اپنی لڑکی کی شادی ایسے شخص سے کر دوں جو بیکار شخص ہو۔

اس قسم کی باتیں ہو رہی تھیں اور دونوں چار بیٹے میں مشغول تھے چار بیکر صاحب بک نے سگا کس جیسے نکالا اور رطمانہ کو سگڑ دیکر کہا۔

شیر میں کا سخن وہ شخص ہو سکتا ہے جسکی شیر میں سخن ہے شیر میں کامل الاوصاف خاتون ہے اور اس کے لئے ایسا ہی شہر ہر چاہیے۔

رطمانہ نے سگڑ کو روشن کرتے ہوئے کہا۔

صائب بک ماشاء اللہ آپ بھی تو کامل الاوصاف ہیں یہ کہہ کر وہ مسکرایا۔

صائب بک رطمانہ کی اس تعریف سے بہت خوش ہوا اور کہا

شیر میں نہایت دانشمند اور فاضل خاتون ہیں اور ان کو میں اس کا ہر طرح سخن جانتا ہوں کہ مجھ سے بھی بہتر شخص ان کا شوہر ہو۔

رطمانہ میرے محترم دوست آپ سے بہتر شخص کی اس کے لئے ضرورت نہیں اور نہ وہ پسند کرتی ہے۔

صائب بک ہر چیز مقدرات پر موقوف ہے جو میں کے نصیب ہوتا ہے وہی ملتا ہے گفتگو اس حد تک پہنچے پر صائب بک نے رطمانہ کو وضع کے لئے باتوں کا رخ پلٹ دیا اور کہا

میں نے اپنے ہنرمند دوست عزت پاشا کو مار دیا جو کہ وہ آپ کو کوئی معقول خطاب نہ تھا
فرمان میں اگر ادا نہیں کریں تو میں ان کو کچھ معقول جگہ دلا دوں۔
پھر آپ کی اس عداوت کا شک گذشتہ میں راجہ کو آواز دے کر دیکھا اور وہ مان جا رہا
تھا کہ کمالیہ پر تو آپ کی حکومت نہ ہو تو آپ بھی وہ چکر لگایا غریب خانہ پر تناول فرمایا
صاحب ایک بہتر سربراہ راضہ ہو چکا۔

چھٹا باب انتظار

شیرین صبح سویرے جاٹھی آن کے اخبارات دیکھے اور راجہ کا انتظار کرنے لگی اس کا باپ
طاقتور سے ہی باہر چلا گیا اس لئے اسے یہ خیال کر کے مسرت ہوئی کہ باپ کی عدم موجودگی
میں وہ راجہ سے بے تکلف باتیں کر سکیگی۔ مان کا اسے کچھ ڈرنہ تھا اس لئے کہ مان راجہ اور
شیرین کے ہجڑا تھی اور راجہ سے اسے بہت محبت تھی کیونکہ راجہ ابتدا سے اسی کی تربیت
میں رہا تھا اور اس کی بہن کا بیٹا تھا۔

دس بج گئے لیکن راجہ نہیں آیا۔ شیرین اس تاخیر سے پریشان ہو گئی اور خوف سے
اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا وہ کبھی دروازہ پر جاتی اور کبھی کھڑکی سے جھانک
کر دیکھتی اور جہاں کسی کے قدموں کی آہٹ ہوتی وہ فوراً اس طرف دوڑتی اور جیب راجہ
کو نہ پاتی تو مایوس اپنے کمرے میں لوٹ آتی اسی حالت میں گیارہ بج گئے اور وہ مان کے
پاس نہجی جو باورچی خانہ میں کھانے کا انتظام کر رہی تھی شیرین کو دیکھتے ہی نوچہ دھنے لگا۔
کیا ساجر لگیا۔

شیرین۔ نہیں ان ابھی نہیں آئے۔
توجیہ نے شیرین کو مضطرب پا کر کہا

بیٹی اضطراب کی کیا بات چرائی تو کھانے کا وقت نہیں ہوا آج کیرنگا۔

اماں یہ تو صبح ہے لیکن.....
کسی کے حذر میں کی آہٹ ہوئی اور شیرین۔ نہ باج بکا کر کی لگا اس کا باپ کھانا کراہی
شیرین نے خیال کیا کہ شاید رات در آن کے ساتھ ہو لیکن وہ اکیلا تھا شیرین نے سوچا باپ
کو سلام کیا باپ نے دعا دعا اور کہا
کیا کھانا تیار ہو گیا ہے۔ تمہاری اماں اماں ہیں۔

شیرین باورچخانہ میں ہیں۔
اُس نے چاہا کہ باپ سے ساتھ کو زیر افتادہ سے لیکن نیا ان آؤں پر غصہ تھا اس نے
پاس جا کر کہہ دیا اس کے باپ سے جان کر دیا است کر۔۔۔ توجہ دیا چاہتا تھا کہ کڑی اور۔
اسنے شوہر طراز کے پانچ لکھ لکھاتے ہوئے کہا۔
کیا رات آپ کے ساتھ نہیں آیا آج اُس نے ہٹ دیر لگائی۔
گھرانہ میں نے صبح سے اُس کو نہیں دیکھا۔

توجہ دینے میں نے ظن اس سے کہہ دیا تھا کہ وہ دو چکر کو ہار۔۔۔ انہی کے آگے سے مارا۔۔۔ بچہ
واسے ہیں اور وہ ابھی تک نہیں آیا۔

گھرانہ شاید سو گیا ہو تھوڑی دیر میں آجایگا کوئی اور بیش کی بات نہیں کر۔
توجہ دینے میں اندیشہ کو کوئی نہیں ہے اور خوف کی وجہ ہی کیا ہے۔
گھرانہ یہ تو نہ کہ خوف ہر وقت لگا ہوا ہے رات میں نے ایک ایسی روش اختیار کر رکھی ہے
جو نہایت خطرناک اور نفوذ بیکار ہے اور وہ ایسے کاموں میں شریک ہو جو بچائے نفع کے
نقصان پہنچانے والے ہیں اس کو بچایا جاتا ہے تو اُس کے خیال میں نہیں آتا اور سمجھانے
والوں کو ذلت کی لگاہ سے دیکھا ہی شیرین قریب ہی کھڑی تھی اور باپ کی باتوں کو غور سے
سن رہی تھی باپ کے آخری فقروں کو سن کر اُس نے خیال کیا کہ شاید کل کی باتیں اس نے سن
لی ہیں اور اس نے اور رام نے سنا ہے کہ کی جو تو ہیں کی ہے وہ اس کا انتقام اس سے لینا
چاہتا ہو وہ اس سے بدشاہ ہوئی اور اُس نے کہہ دیا کہ جو شہت پر تہا ناں اور باپ کی

باتین سننے لگی اس نے سنا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے کہ میں اس سے کیا اگر وہ کسی خطرناک کام میں شریک ہے تو وہ جلنے اس کا نقصان اسی کو تو پہنچے گا۔

یہ تو درست ہے لیکن اس کا ہمارے ہاں آنا جانا دوسروں کے لئے ہم پر بھی تو شبہ کا موقع بہم پہنچا رہا ہے۔

بات یہاں تک پہنچ جانے پر توحیدہ اس خیال سے چپ ہو گئی کہ کہیں اس کا شوہر غضبناک نہ ہو جائے اور یاد دہانہ کا ہوانہ کوکے شیریں کے پاس نہ بھی۔

شیریں نے جس کی آنکھوں میں اس وقت آنسو بہ رہے تھے ان سے کہا
اماں... کیا کہہ کر وہ میرا دل تو بہت بچھین رہے

توحیدہ نے انگلی سے اشارہ کیا کہ خاموش رہے اور پھر ٹوکر کو حکم دیا کہ رات کے مکان پر جا کر حال معلوم کرے اور فوراً واپس آئے ٹوکر فوراً دوڑا گیا اندر واپس آکر بیان کیا کہ ناظم یک نے پاپیون کو بھیج کر رام کو گرفتار کر لیا ہے اور پولیس ان کے تمام کاغذات بھی مکان سے اکٹھا کر کے لے گئی ہے۔ شیریں کا چہرہ زرد ہو گیا اور گھبرا کر کہا۔

آہ یہ کیا ہوا..... کل شام سے آہ جب سے کہ وہ نامراد جاسوس ہم سے آکر ملا ہے میرا دل طرح طرح کے دوسو سو میں مبتلا ہے..... آہ میرا خیال درست نکلا اور اس مرموز جاسوس نے آخر ان کو گرفتار کر دیا۔

توحیدہ پر بھی اس خبر نے وہی اثر کیا جو شیریں پر کیا تھا لیکن اس نے شوہر کے خوف سے ضبط کیا اور بیٹی کو نسکین دینے لگی مگر اس وقت کھانا کھانے کے کروکے سامنے کڑا ہوا قہوہ پی رہا تھا شیریں کے سامنے کی آواز سن کر اس نے بے جا کر کہا۔

ہائین یہ کون سو رہا ہے، کیا بات ہے، کیا تازہ آگیا ہے۔
توحیدہ چل دی سے باہر نکلی اور کہا۔

ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ ناظم یک نے رام کو گرفتار کر لیا ہے اور اس کے کاغذات بھی پولیس اکٹھا کر لئے گئے ہیں۔

یہ اگر حیرت سے توحیدہ نے دونوں ہاتھوں کو ملا اور انہیں کرنے لگی۔

ظہار سے دسکوائے ہوئے، راہزنی نا عاقبت اندیشی اور نادانی کی جرأت سے مجھ اس کا ہر وقت اندیشہ لگا ہوا تھا آخر وہی ہوا جو ہونا مخلص گمراہی کی کوئی بات نہیں ہے میں اپنے دوست صائب بک سے اس کا ذکر کروں گا اور امید ہے کہ ان کی کوشش سے راجہ چھوٹ جائے۔
ناظم کیم اور ایمین ہالونی ان کی بڑی رعایت کرنا جو صائب بک اب آئے ہی ہوں گے اور وہی کاکھانا وہاں سے ساتھ لے آئیں گے۔

* ساتواں باب فیصلہ

شیرین اپنے کمرہ میں ان خطرات کا خیال کر کے جو راجہ کی گرفتاری نے پیدا کر دئے تھے رو رہی تھی وہ جانتی تھی کہ راجہ سلطان عبدالحمید خان کا سخت مخالف راجہ کی گرفتاری اور اس کے کاغذات کی ضبطی سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب راجہ کی خیریت نہیں ہو اس نے اپنے باپ کو جیب پرکتے ہوئے تاکہ صائب بک سے وہ راجہ کی رہائی کیلئے کہے گا تو اس سے اسے ایک خطہ کے لئے اطمینان ہوا لیکن مگر خیال آیا کہ راجہ کی گرفتاری کا سبب تو صائب بک ہی ہے اس سے کسی قسم کی امید نہ بنایا جا رہے وہ پھر رونے لگی تو حیدر نے اسے تسکین دی اور کہا بیٹی اطمینان رکھو تمہارے والد کہتے ہیں کہ صائب بک سے وہ راجہ کی رہائی کے لئے کہیں گے چونکہ ان کا آخر حکومت میں بہت ہو اس لئے امید ہے کہ ان کی کوشش سے راجہ کو پھر آزادی نصیب ہوگی صائب بک ابھی آنے والے ہیں تمہارے والد ان سے اسی وقت اس مسئلہ کو کریں گے۔

یہ کہہ کر حیدر نے شیرین کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور بیدار کرنے اور تسکین دینی لگی ہر چند کہ راجہ کی گرفتاری کے متعلق وہ بھی شیرین کے خیال تھی لیکن بیٹی کا رنج و غم اس سے نہ دیکھا گیا اور ضبط کے اسے تسکین دینے لگی اس کے آٹھ پوچھے لیکن شیرین کو ان باتوں سے

تسکین نہیں ہوئی اور کہا

اماں کیا تم صاحب بک سے اس کی امید رکھتی ہو کہ وہ راضی ہو جائے گی کہ تمہیں شکر بچا جائے
اسی نے اُن کو گرفتار کر لیا ہے آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے اس قسم کی باتوں سے میرے
خیال میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی مجھے یقین ہے کہ یہ کام صاحب بک کا ہے اور اسی نامزد نے
ان کو گرفتار کر لیا ہے۔

شیرین اور توحیدہ اسی قسم کی باتیں کر رہی تھیں کہ کسی کے تہیہ کی آہٹ معلوم ہوئی
اور ملازم یہ کہتا ہوا ڈیوڑھی کی طرف دوڑا صاحب بک تشریف لے آئے
توحیدہ نے شیرین کی طرف دیکھ کر کہا

صاحب بک آگیا اٹھو چلو گھر آگیا میں اور راضی کی رہائی کے متعلق اس سے دریافت کر رہی
نایداس کے ذریعے سے کوئی صورت اس کی رہائی کی نکل آئے مگر یہ سہرا سی حال سے اس کے
تعلقات ہلکے کیونکہ یہ سب لوگ ایک ہی طبیعت اور خیال کے ہیں اٹھو میرے ساتھ چلو
شیرین نے سر ہلایا اور اٹھ کر نفرت کر کے جانے سے انکار کر دیا اور کہا

اماں مجھے میرے حال پر چھوڑ دو کیا یہ ممکن ہو کہ میں راضی ہو جاؤں اور اس جھبٹ شیطان
کے ساتھ کھانا کھاؤں یہ نہیں ہو سکتا اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں راضی سے اس نامزد کو جیل میں
یہ کہہ رہا تھا اور یہ کہتی ہوئی پانگ پر جا پڑی۔

اماں میرا جی اچھا نہیں مجھے معاف کرو مجھ میں کڑے ہونے کی بھی طاقت نہیں ہے
توحیدہ نے بھی یہی مناسب سمجھا اور شیرین کو اس کے حال پر چھوڑ دیا تاکہ اس کا باپ اس کی
حالت کو دیکھ کر غضبناک نہ ہو جائے اور کہو سے باہر نکل کر صاحب بک کی میزبانی کے فرائض
ادا کرے کہ جسے ملاقات کے کہو کی طرف روانہ ہوئی۔ ملاز اور توحیدہ نے صاحب بک کا استقبال
کیا اور کہو میں بیجا کر بیٹھایا (میں ان سے بیٹھ کر کھانے لگا)

مگر صاحب بک راضی نہ ہوئے کہ اس کے متعلق یہاں خطرہ سمجھ بھلا بھی ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج صبح پولیس نے
اسے گرفتار کر لیا کیا آپ اس کی اطلاع ملی۔

صاحب بک (حیرت زدہ ہو کر) باتیں جس نو جوان کو آج پولیس نے گرفتار کیا ہے وہ راضی ہے جو

تو طری دیر ہوئی مین ناظم بک کے پاس بیٹھا تھا اس نے بیان کیا کہ آج انجن اتھا و ترقی کے ایک نو جوان ممبر کو گرفتار کیا گیا ہے اور اس کے پاس سے بہت سے مشتبہ کاغذات برآمد ہوئے ہیں جن کو فوراً آستہ اندر بیجا جائیگا اور نو جوان کی گرفتاری کی خبر نارتھ بھیجی جائیگی معمولی طور پر ایجنٹر سکرٹریز خاموش ہیں۔ یاد اور سپر سائل مین اس کا خطرہ بھی نہیں گذرا کہ وہ میرا دوست رامنر ہوگا آٹھ یہ تو برا ہوا۔

شیرین پشت والے کمرے مین ان باتوں کو سن رہی تھی اس نے صائب بک کے جواب مین باپ کو کہتے سنا۔

محترم بک رامنر میرے بیٹے کی مثل ہے اور مین اپنے کو اس کا باپ ہی سمجھتا ہوں مجھے رامنر سے بہت محبت ہے اور اس کا گرفتاری کا مجھے بہت صدمہ ہوا ہے کیا آپ میرا فی کرار اس کی رہائی کی کوشش کریں گے مجھے بھلا بھلا جملہ احسان ہوں گا۔ اگر رامنر آپ کی کوشش سے قلعہی پا جائے۔

صائب بک کا فرائض آپ صبح مجھے اس کی اطلاع دینے تو مین بآسانی رامنر کو بچا سکتا تھا لیکن اب یہ کام نہایت مشکل ہے مین ہالوئی کو اس کی اطلاع دیدی گئی ہوگی اور اس کے مشتبہ کاغذات آستانہ بھیج دیئے گئے ہوں گے بظاہر اب رامنر کی رہائی ناممکن ہو۔

ظہان محترم بک اگر آپ کوشش کریں گے تو اب بھی ممکن ہے۔

صائب بک: دیکھ کر چکا ہے کچھ سوچا رہا اور پھر کہا

اس وقت تو رامنر کی رہائی کی کوئی صورت ممکن نہیں ہو۔ البتہ آستانہ کو لکھو گا ممکن ہو وہاں اس کی سزا مین تخفیف ہو جائے۔ رامنر کا جرم سنگین ہو اور اس سے کہ اس نے کوئی موقع بھی لیا نہیں رکھا کہ اس کی رہائی مین اس سے۔ وطنی ناظم بک سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے کاغذات کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے آدمی اس انجن مین شریک ہیں اور ان مین ایک عورت بھی ہے۔

توحیدہ صائب بک کا آخری فقرہ نکر ڈر گئی اور تھا اس کا خیال اس طرف منتقل ہوا کہ یقیناً وہ عورت شیرین ہے جس کا نکرہ صائب بک نے کیا ہے شیرین کو خطرہ مین پا کر اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا لیکن اس نے اپنی حالت کو درست کیا اور ولین کہا خدا کرے شیرین

سورہی ہو اور صائب بک کا فقرہ اُس نے نہ سنا ہوا اس کے بعد وہ یہ ظاہر کر کے کہ وہ کھانے کا انتظام کرتی ہو باہر نکل آئی اور شیرین کے کمرہ میں پہنچی دیکھا کہ غیرین خاموش پڑی پڑی غور سے اُن باتوں کو سن رہی ہے جو اُس کے باپ اور صائب میں ہو رہی ہیں غیرین نے مان کو دیکھتے ہی کہا۔

اماں میں نے سب باتیں سن لیں ہیں۔

تو حیدرہ تم نے صائب بک کا آخری فقرہ بھی سنا۔

شیرین شاید آپ کی ملاو اس فقرہ سے ہے جس میں ایک عورت پر انجمن میں شرکت کی نکت لگائی گئی ہے مان میں نے یہ سنا ہو کا ش یہ صحیح ہوا دوسرے عورت میں ہی ہوں اور میرے ساتھ بھی وہی سلوک ہو جو رائے کے ساتھ ہوا کیا میں رائے سے بہتر ہوں نہیں ہرگز نہیں رائے قوم پرست اور محب وطن ہے اور میں اس کی خادمہ میری قلبی خواہش یہی ہو کہ موت آسے تو ہم دونوں کو اور زندہ رہیں تو دونوں میں بڑی خوشی سے رائے کا ساتھ دینی کو تیار ہوں۔

تو حیدرہ پر شیرین کی باتوں کا ہست اثر پڑا اور وہ خوف سے کانپنے لگی۔ لیکن یہ خیال کر کے آسے کے کمرے گئیں جہاں کہ اگر خدا نخواستہ شیرین پر کوئی آفت آئی تو صائب بک آسے پر لپکا اور اُس نے شیرین سے کہا

بیٹی عزیز راجہ کا صدمہ ہی کیا کم ہے کہ ہم ایک اور مصیبت مل لیں تم اس خیال سے باز آؤ۔ اگر خدا نخواستہ تمہارا نام انجمن کے ممبرین میں ہوا تو ہم تمہاری رہائی کی پوری کوشش کریں گے اور ممکن ہو کہ تلخوی بھی ہدی اس کوشش سے چھوٹ جائے۔

شیرین رات کا کلک کیا آپ کا نشانہ یہ ہو کہ اگر میں خطرو میں ہوں تو آپ مجھے اس کیفیت میں جاننے کے ذریعہ سے جانتیں مگر میں ہرگز یا نہیں چاہتی کہ بنام راجہ مجھے بھانسنے کی کوشش کرے میں بڑی خوشی اور آرزو کے ساتھ یہ چاہتی ہوں کہ پانچویں سرکاری محل سے میری رخصتی نکالت کر مجھے بھی گرفتار کر لیں تاکہ میں رائے کا ساتھ دیکوں تبہ خواہ کچھ ہو میں رائے کا ساتھ دینے کے لئے بڑی خوشی سے آمادہ ہوں یہ کہہ کر وہ ہلکے ہلکے لپٹ گئی اور باور سے منہ چھپا لیا تو حیدرہ نے زیادہ گفتگو مناسب نہ تھی اور شیرین ان کوں کے محل پر چھوڑ کر بارہ چٹانہ میں چلی گئی اور

تو کہ دن کو حکم دیا کہ دسترخوان بچائیں اور کھانا دسترخوان پر لگائیں اور پھر شوہر سے جا کر کہا کہ کھانا حاضر ہے۔

طہماز اور صاحب اٹھے ہاتھ دھوئے اور دسترخوان پر جا کر بیٹھ گئے صاحب بک کا خیال تھا کہ غیر چن دسترخوان پر ضرور ہوگی لیکن اس کو نہ پا کر اس نے دریافت کیا۔

کیا شیرین کھانا بنیوں کھا چکی ان کی طبیعت کبھی ہے۔

تو حمیدہ صبح سے اس کے سرین تخت درد ہوا ہے۔

طہماز شیرین کو بلالو کر کھانا نہ کھائے تو بیٹھی ہی رہے۔

توحید مین ابھی اس کے پاس سے آ رہی ہوں بڑے اصرار سے مین نے اس کو کھانے پر بلایا حقیقت مین اسی درد سے سخت تکلیف ہو رہا بر صبح سے رو رہی ہے اور سر تک نہیں اٹھایا ہے۔

صاحب خدا ان کو خوش رکھے اگر وہ نہ آئیں تو کوئی حرم نہیں شاید راضی گزری کی خبر نے انہیں صدمہ پہنچایا ہو کیونکہ انہیں راضی سے بہت محبت ہے آہ راضی نے یہ کیا کیا کاش وہ بچھوٹی سی حرکتیں نہ کرتے۔

طہماز بہت دفعہ مین نے اس کو بچایا لیکن انوس ہوا اس نے کبھی میری حمایت پر عمل نہیں کیا کیا پوچھتے ہوں اس زمانہ کے نوجوان اپنے برابر کسی کو غلام نہیں سمجھتے اور کسی کی نصیحت اور نصیحت پر کان نہیں دہرتے عجیب ہوتا ہو کہ یہ لوگ سلطان عبدالحمید کے مخالف ہیں حالانکہ عثمانی سلطانین میں سے وہ ایک بہتر بادشاہ ہیں کیا سلطان عبدالعزیز ان سے بہتر تھے سلطان عبدالعزیز ان پانچ صومہ صلوٰۃ اندر ایک رعایا پرور بادشاہ ہیں ہزار آدمی اس وقت ان کے باور چکانہ سے زندگی بسر کر رہے ہیں اس کے علاوہ بادشاہ وقت خلیفہ رسول اللہ (صلی) ہوتا ہجرت ہو کہ کہ یہ لوگ خلیفہ رسول اللہ صلم سے متنازع کرتے ہیں کاش یہ لوگ ان نوجوانوں کے انجام پر غور کر کے ہجرت حاصل کریں جیسا خطاک کوشش میں قتل کئے جا چکے ہیں رشاہ وقت کی مخالفت کرنا زندگی کو خطرہ میں ڈالنا ہے خدا جانے کبھی کے نوجوانوں کو کیا جہنم سلایا ہے کہ وہ اس پر غور نہیں کرتے اور جس طرح ان کے ابا و اجداد عیش و راحت کے ساتھ زندگی بسر کر گئے ہیں یہ اس

طریقہ کو پسند نہیں کرتے۔

صائب بک بن احرار کو براہین سمجھانے لگا کہ ان کا وجود ہر زمانہ میں رہا ہو اور ان کو بعض کام اچھے بھی ہوئے ہیں البتہ مجھے آجکل کے احرار کی حرکات پر غصہ آتا ہے کہ وہ نہ صرف ملک کو خطروں میں ڈالنا چاہتے ہیں بلکہ ہر نصیب پر کوشش بھی کر رہے ہیں کہ سلطان کو قتل کر دیا جائے غیر ملکی اخبارات میں نہایت سخت مضامین یہ لگ لگتے ہیں اور اس قسم کی تحریروں سے ملک برا اثر ڈالکر اپنا خیال بنانا چاہتے ہیں میرے نزدیک ان کی یہ کوشش نہایت خطرناک اور لغو ہے اگر وہ ملکی فلاح و بہبود کے خواستگار ہیں تو ان کو چاہیے کہ مناسبت اور نجیدگی سے کام کریں اور حکومت سے ملکر اپنے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

طہار اور صائب بک کھانا کھاتے جاتے تھے اور باتیں کرتے جاتے تھے شیریں کان لگاتے ان باتوں کو غور سے سن رہی تھی صائب بک کی باتیں سنکر کئی مرتبہ اس کے جی میں آیا کہ باہر نکل کر اس کے خیالات کی تردید کرے لیکن مناسب نہ سمجھ کر وہ خاموش پڑی رہی۔

آٹھواں باب

منگنی کی بات چیت

کہانے سے فارغ ہو کر صائب بک چلا گیا طہار ذکر و سے باہر نکلے اور بھی کو دیکھنے اس کمرہ میں پہنچا شیریں اس وقت سو رہی تھی اس لئے وہ واپس چلا آیا اور اپنے کمرہ میں جا کر وہ بھی سوئے گئے ارادہ سے لیٹ گیا توجہ بھی سوئے کے لئے پلنگ پر لیٹی لیکن تردد و اٹھار کے جہوم میں اسے نیند نہ آئی

تین بجے کے بن طہار سو کر اٹھا تو وہ بیا اور توجہ کو بلایا اور اپنے قریب ٹٹھا کر کہا۔

صائب بک توڑی دیر میں آئے داسے میں میں نہیں گیا جواب دین۔

توجہ کو کس بات کا جواب۔

طہما زہ شیرین کے بارے میں

توحید (شہر کے مطلب کو سمجھ کر تماہل عارفانہ کے گوشہ پر) میں آپکا مطلب نہیں سمجھی۔
 طہما زہ تہین یہ تو معلوم ہے کہ اگر آخر گزار قرار ہو گیا تو اور کیا ہوا؟ میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ سبھی پاسکے
 افسوس ہے کہ اس نے اپنے آپ کو خود خطرہ میں ڈالا ہے۔ شیرین ابھی ناچھہ ہے اور زمانہ کے
 نشیب و فراز سے بچنا وقت اس لئے جب تک اسے پورے طور پر خطرہ سے آگاہ نہ کیا جائے گا
 وہ اپنی رائے نہ بدلیگی اور رائے کا خیال نہ چھوڑے گی۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قدرت نے اس قوت
 اس کے لئے صائب بک ایسا شخص بہم پہنچا دیا ہے جو ہر طرح مناسب و موزون ہو کہ صائب بک
 خوبصورت ہو، مالدار ہے اور حکام میں محفل اثر و نفوذ رکھتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ صائب بک
 سے شیرین کی شادی کر دینا ہمارے لئے نفع دہانہ اور عزت کا موجب ہے اور بہت ممکن ہے کہ اس
 تعلق سے وہ کوشش کر کے راضی رہائی کی بھی کوئی صورت پیدا کرے۔

یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ راضی اگرچہ میرا عزیز ہے لیکن چونکہ اس نے میری ہدایت پر عمل
 نہیں کیا اور ہمیشہ میری رائے کے خلاف کام کرتا رہا اس لئے مجھے اس سے اور اس کے نفع و خیر
 اور کاموں سے سخت نفرت ہے۔ وہ جو کام کرنا چاہتا تھا اس کی طاقت اور حیثیت سے کہیں
 زیادہ اور خطرناک تھا اور اگر اس کے خیالات اور نادانی کا نتیجہ نکلا ہے کہ وہ گرفتار ہو گیا
 اور اب کوئی صورت اس کے بچنے اور رہائی پانے کی نہیں ہے وہ تو خیر گرفتار ہو ہی گیا لیکن مجھے
 اس کا اندیشہ لگتا ہوا ہے کہ چونکہ وہ سارا عزیز ہے اور ہمارے گھر میں آتا جاتا تھا اس میں ہم پر حال
 حکومت کو شبہ کرنے کا موقع نہ ملے اور ہم بھی تباہی سے بچیں۔ اگر صائب بک کو ہم اپنا داماد
 بنالیں تو نہ صرف ان تمام خطرات سے ہم بچتے بلکہ یہ تعلق ہمارے لئے عزت کا موجب
 ہی ہوگا اس لئے میری رائے ہے کہ صائب بک کا پیام منظور کر لیا جائے۔

توحید میں آپ کی رائے سے اختلاف کر نیکی کوئی وجہ نہیں پائی لیکن بہتر یہ ہے کہ شیرین کو
 بھی دریافت کر لیا جائے۔

طہما بہتر ہے اس سے بھی دریافت کر لو میں خال ہے کہ وہ والدین کی رائے کے خلاف
 نہ ہوگی۔

توحیدہ شیرین سے دریافت کئے بغیر ہم اپنی رائے سے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیسکتے اس کی رائے اس معاملہ میں حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

طہارۃ آجکل کی روکیاں بھی اس زمانہ کے لوجہ انوں سے کہہ کر نہیں ہیں، ہمارے زمانہ بچپن میں تمام امور کا انصرام والدین کے ذمہ ہوتا تھا اور بچوں کا شادی بیاہ کے معاملوں میں مداخلت کرنا برا سمجھا جاتا تھا آجکل کے لوجہ ان اور روکیاں تو یہ جانتی ہیں کہ سہرات میں مداخلت اور شرکت کرین یہاں تک کہ وہ سلطان وقت کے ساتھ حکومت میں بھی شرکت کی خواستگاریاں اور مان کی یہ خواہش اس وقت اس حد تک پہنچی ہو کہ اگر سلطان معاملات حکومت میں دست اندازی سے انہیں منع کر لیں تو وہ ان کے قتل کے درپے ہو جاتے ہیں دیکھئے ان مطالبات کا کیا انجام ہونے والا ہے بہر حال تم شیرین کے پاس جاؤ اور صاحب بک کی عزت اور وقت اور معاملہ کی اہمیت اس کے ذہن نشین کرو کہ اس کو اس پر آمادہ کرو۔

توحیدہ کو یقین تھا کہ شیرین صاحب بک کے پیام کو منظور نہیں کرے گی لیکن شوہر کے کہنے سے وہ اٹھی اور شیرین کے کمرہ میں پہنچی شیرین سو رہی تھی قدیوں کی آہٹ باکرہ دھنکھین لٹی ہوئی اٹھی اور ان کو دیکھ کر کہا۔

اماں میری بھئی اماں راتز کمان ہیں کیا میں خواب دیکھ رہی ہوں
یہ کہہ کر اس نے کچھ کھین ملین اور غور سے مان کی طرف دیکھا۔

توحیدہ نے شیرین کے اضطراب اور گہرے ہٹ کو دیکھ کر خیال کیا کہ شاید اس نے راتز کو خواب میں دیکھا ہے آگے بڑھی اور شیرین کو سینہ سے لگا کر یاد کیا اور قلعی اور پٹی کے صدر سے متاثر ہو کر رفت اس بظاہر ہی ہو گئی اور کھنوں سے آٹو بٹنے لگے شیرین نے مان کو روتا ہوا دیکھ کر دل میں کہا کہ ان کے رنج و غم کا سبب میں ہی ہوں اس خیال سے اس کا رنج اور بڑھ گیا اور اس نے رفت خیر لہجہ میں کہا۔

اماں آہ میں بڑی بے نصیب ہیں میری وجہ سے آپ کو رنج و صدمات اٹھانے پڑے
رہے ہیں کاش میں پیدا نہ ہوئی ہوتی۔

توحیدہ بیٹی تمہارا غم میرے لئے ماحصل ہو لیکن مجھے یہ خیال البتہ ہے کہ رنج و غم میں تمہاری

صوت خواب نہ کرے خدا کے لئے صبر کر و خداوند تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ماشاء اللہ سے تم عقل مند اور بھدار ہو تمہیں بھانا بیکار ہے۔

تو حمیدہ امان صبر ہی کرنا پڑا بچا صبر کے سوا اور ہم سے کیا ہو سکتا ہے۔

یہ کہہ کر اس نے آنکھوں سے آنسو پونچھے بچا ایک اُس کی نظر آئینہ پر پڑی جو سامنے دیوار پر لگا ہوا تھا اُس نے آئینہ میں دیکھا کہ اس کا باپ بخون کے بل آہستہ آہستہ کمرے کی طرف آ رہا ہے آئینہ کے مقابل ایک لکڑی کی تختی اور اُس میں سے اُس کے باپ کے آہستہ آہستہ ادھر آئینہ کا عکس بڑھ رہا تھا باپ کو کمرہ کی طرف اس طرح آتے ہوئے دیکھا کہ وہ ہم گئی اور چہرہ خوف سے زرد ہو گیا تو حمیدہ نے شیرین کو خوفزدہ پا کر کہا

کیون شیرین کیا ہوا کیا تم کسی چیز سے ڈر گئی ہو۔ تمہارے چہرہ کانگ کیوں اڑ گیا۔
شیرین امان جان کہ نہیں میں ابھی آئینہ میں دیکھا ہے کہ ابا جان ادھر سے آہستہ آہستہ گزرے ہیں کیا وہ سوائے۔

تو حمیدہ بان بیٹی وہ سوائے ہیں میں ابھی اُن کے پاس سے آرہی ہوں
شیرین نہایت ذہین اور سمجھ دار تھی بان کے اس فقرہ سے اُس نے سمجھ لیا کہ کوئی خاص بات ہے جو مان اُس سے چھپا رہی ہے اور کہا امان کیا کوئی خاص بات چھپائی ہو کہ خدا کرے کوئی (بھی بات ہو۔

تو حمیدہ بیٹی گہرا دھنن کوئی بڑی خبر نہیں ہے۔
یہ کہہ کر پیار سے اُس نے شیرین کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دیر تک اُس کے بالوں کو درست کرتی رہی اور پھر کہا کہ شیرین تمہارے ابا نے صائب بیک کے متعلق مجھ سے ابھی گفتگو کی تھی صائب بیک ابھی ٹھٹھی دیر میں آنے والے ہیں۔

شیرین مجھ سے اس کا واسطہ آئے یا نہ آئے امان میں اس کی صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتی
تو حمیدہ بیٹی سنا کہ اُس سے بھی اہم ہے دیکھنے نہ دیکھنے کی بات نہیں ہے۔

شیرین اور وہ کیا چاہتا ہے؟
تو حمیدہ تمہارے ابا نے ابھی مجھ سے اُس کے متعلق گفتگو کی ہے اور کہا ہے کہ میں نہیں آئے

پیام کو منظور کر لینے پر تیار نہ کر دن آن کا خیال ہو کہ صاحب بک دو تین روزی اکثر شخص ہر اور
ایسے شخص کا پیام رو نہیں کیا جاسکتا۔
توحیدہ اگرچہ یہ الفاظ کتنا نہیں جانتی تھی لیکن اس حرف سے کہ کہیں اس کا شوہر خبیہ طور پر
سن نہ رہا ہو محض اس کے خوش کرنے کے لئے شیریں سے کہے وہ جانتی تھی کہ شیریں نامی طور پر
انکار کر دیگی اس لئے اس نے شوہر کی اٹھا صحت میں رسمی طور پر اپنا فرض ادا کر دیا تاکہ وہ اس صحت
میں شوہر کے سامنے بری الذمہ ہو جائے۔

نوان باب

انکار

شیریں کو مان کی یہ بات سن کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی مان کا خیال انہر کے ساتھ ملوای
کرنے کا ہے لیکن سنا آئے خیال آیا کہ ممکن ہے اب کی تحریک سے اس نے یہ بات کہی ہو اور خود اس کی
راے نہ ہو اس لئے اس نے تجاہل عارفانہ کے طور پر کہا۔
اماں مجھے اس سے کب انکار ہے کہ صاحب بک بڑا ہی ہے خدا کرے وہ ایسا ہی ہو جیسا کہ بیان کیا
جاتا ہے۔

توحیدہ بیٹی تمہارے والد چاہتے ہیں کہ اس کا پیام منظور کر لیا جائے مجھے تمہارے پاس ہی لے
ہو جائے کہ میں تمہاری راے معلوم کروں صاحب بک ایک لائق آدمی ہیں اگر تم ان کا پیام
منظور کر لے گی تو بہت ممکن ہے ان کے واسطے سے انہر کو رہائی نصیب ہو جائے۔
شیریں رائے کی رہائی کیا وہ انہر کو رہائی دلا سکتا ہے اگر خدا خواستہ میں نے اس جاسوس سے
شادی کر لی اور پھر انہر کو رہائی ملی تو مجھے کیا فائدہ اور انہر میرے پھر کس کام کا۔ اماں یہ کیونکہ
ممکن ہے اسی بڑھیب نے تو انہر کو گرفتار کر لیا ہے اور یہی اس کو رہائی دلا سکتا ہے کبھی تعین یہ
چھوٹے ہوئے۔

توحیدہ نے شیرین کے منہ پر ہاتھ رکھا کہ اسے خاموش کیا اور نظاہر کیا کہ ایسی بات نہ کہو ممکن ہو
کوئی سنتا ہو شیرین نے اپنی ان کا ہاتھ منہ پر سے ہٹا کر لہذا نفرت کرتے ہوئے کہا۔
اماں ڈرنے لگی کیا بات ہو خاموش کیوں رہوں تم کس دل سے مجھے یہ مشورہ دیتی ہو کہ میں صابج
کا پیام منظور کر لوں۔

یہ کہہ کر شیرین رو بنے لگی توحیدہ شیرین کی بیباکی سے ڈر گئی اور اسے اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر اس گفتگو
کے سلسلہ کا قیام رکھا تو ممکن ہو شیرین اس سے زیادہ سخت الفاظ استعمال کرے اور معاملہ طوالت
پذیر ہو وہ فردا کٹری ہو گئی اور کہا

بیٹی کچھ جلدی نہیں ہے تم اچھی طرح غور کرو میں تو میری دیرین آؤں گی یہ کہہ کر وہ باہر آئی اور
طہار کے کمرے کی طرف چلی تو میری دور گئی ہو گی کہ طہار کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اور دونوں
کمرے میں پہنچے اور اطمینان سے بیٹھ کر شہر سے کہا

شیرین کا جی اچھا نہیں ہے کچھ دنوں صبر کچھ جب اس کی طبیعت درست ہو جائیگی تو میں اس
کو رخصتی کر لوں گی۔

طہار چند روز صبر کریں یہ کہیں؟ بلکہ تم تھوڑی دیر میں صائب باب آنے والے ہیں اور اس وقت
انک اس کا جواب دینا ہے میں نے ان سے ان کا پیام منظور کر لینے کا وعدہ کر لیا ہے کہ قیام تم مجھے
چھوٹا بنواؤ گی۔

شیرین بان ہیں شیرین کی رائے حاصل کرنے میں چند روز صبر کرنا چاہیگا راضی گزرائی نے
اس کو ہماری طرح سخت صدمہ پہنچایا اور میں کسی طرح مناسب نہیں کہتی کہ ایسی حالت میں اس
سے اس کے متعلق کوئی بات دریافت کروں۔

طہار بے شک اس کو راضی گزرائی کا صدمہ ہم سب سے زیادہ ہو گا وہ اس کے خیال اور حال
میں شامل ہونا چاہتی ہو میں خوب ماتھ ہوں۔ یہ بات تھوڑی سی ہے باہر کے ساتھ ہی ہے اور
اس کے خیالات سے اسے دلچسپی ہے مگر میں اس معاملہ میں میری خاموشی سے اس نے یہ نتیجہ نکالا ہو
کہ میں ان خیالات کا حامی ہوں بلکہ میں ان خیالات سے سخت نفرت رکھتا ہوں لیکن اس وقت
نک میں صرف اس لئے خاموش ہوا کہ راضی اس کا حال نہ بد بھائی ہے اور اس کو وہ خطروں کا ڈانڈا ہے

پس نہ کر گیا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ رکن کی انجام سے اسے جبریت نہیں ہوئی اور وہ برابر انہیں خیالات پر قائم اور رکن کی محبت کا دم بہرے جاتی ہو گیا یہ اسے معلوم نہیں ہوا کہ احساں کی فرست میں اس کا نام بھی ہو اور مصائب بک کی کوشش سے وہ گرفتاری سے محفوظ رہی ہے ورنہ وہ بھی ایک گرفتار جاتی اور اس کے ساتھ ہم پر بھی مصیبت آتی۔ مصائب بک نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے اور اس کے احسان کا معاوضہ اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کا پیام منتقل کر لیں میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے اور میں جھوٹا بننا نہیں چاہتا یہ کہہ کر طمانانے سگڑ روشن کیا اور پتی لگا تو حیدر نے طمانانے کی طرف دیکھا اور محسوس کیا کہ اس کا بشرہ زبان حال سے کہہ رہا ہے خیر میرا جو فرض ہے وہ میں ادا کروں اور جو تمہارا فرض ہے وہ تم ادا کرو۔

تو حیدر نے سوہر کو غصہ ناک پا کر دل میں کہا
معاظ اللہ ہم ہو گیا شیریں ہرگز اس پر رانی نہ ہوگی اور اس کا باپ مصائب بک اس کی غلامی کرنے پر بالکل تیار ہے

انجام کار پر فہم کر کے وہ ڈنگی اور اسے اندیشہ پیدا ہو چلا کہ اس نامراد جاسوس (مصائب بک) کی بدولت کہیں شیریں کی جان خطروں میں نہ پڑ جائے۔ نامراد شیریں کی محبت اسے اس پر آمادہ کرتی تھی کہ وہ شیریں کا ساتھ دے لیکن ان کی زندگی کا خطروں سے اس پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ شہر کی سائے سے اتفاق کرے۔ وہ جانتی تھی کہ انجیل جاسوسی کا نذر ہے وہ جس کو چاہتے ہیں موت کے خلد میں پہنچا دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں سربلند اور ممتاز بنا دیتے ہیں۔ مصائب بک جاسوس ہو اگر خدا کا حکم اس کے پیام کو نہ دے دیا گیا تو بہت ممکن ہو کہ وہ بدلے لے اور شیریں کی بھی رانہ کی طرح گرفتار کرانے۔

دسواں باب

ٹیلیگرام

توحیدہ کمرہ میں بیٹھی تھی انہی ترسے ہوئے اکھڑے تھے کہ معاوضہ کٹنے کی آواز آئی اور اس کا دل

زور زور سے حرکت کرنے لگا اس نے سمجھ لیا کہ صاحب بک اکیسا ملازم دوڑا ہوا آیا اور کھانا
صاحب بک تشریف لائے ہیں۔

طہانہ اور توحیدہ کمرہ سے باہر نکل کر توحیدہ کمرے کے کام دہندوں میں مصروف ہو گئی اور طہانہ صاحب
کو لیکر کمرہ میں آیا اور کرسی پر بٹھا کر شیرین کو دیکھنے کے لئے اس کمرہ میں گیا۔

شیرین پلنگ پر پڑی تھی اور سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی شیرین کو نگلے سے لگایا پیار کیا اور پکارا
بہی کیا حال ہے کیوں کیسی طبیعت ہو؟

شیرین: ابا جان سر میں درد ہے کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہو۔
طہانہ نے پیشانی پر دوسہ دیا اور کہا۔

بھی تھوڑی دیر سو رہو سونے سے سرکار دھاتا رہتا ہو۔
شیرین: ابا جان بہتر ہے۔

کیا ایک توحیدہ کمرہ میں داخل ہوئی اور اس نے بھی شیرین کو یہی شہود دیا کہ وہ سو جائے توحیدہ
کی غرض یہ تھی کہ اگر وہ سو جائیگی تو صاحب بک اور اپنے باپ کی باہمی دشمنی باتوں کو نہ سن سکی
شیرین کے کمرے سے نکل کر دونوں صاحب بک کے پاس پہنچے۔ صاحب بک توحیدہ کو دیکھ کر
کہرا ہو گیا اور کہا۔

میں جناب طہانہ بک کی ہر رانی و عنایت کا بہت مشکوک ہوں کہ وہ میرے ساتھ ایسا نہ کرے
میں جیسا کہ اپنے رشتہ داروں بلکہ اولاد کے ساتھ کیا کرتے ہیں حالانکہ میں دوسری بار یہاں حاضر
ہوا ہوں آئے تشریف رکھئے۔

یہ کمرہ کرسی پر بیٹھ گیا توحیدہ بھی ایک جانب کرسی پر بیٹھ گئی۔ کیا ایک اس کی نظر طہانہ کے ہاتھ
پر پڑی جن میں ایک کاغذ تھا اور جس کو وہ اٹھلکے میں دبائے ہوئے تھا توحیدہ نے پوچھا
یہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے۔

طہانہ: تار ہے جو آستانہ سے آیا ہے۔

جلد ختم کرتے ہی طہانہ کی آنکھ میں چمک پیدا ہوئی اور سر سے پہنچا ہوا ایک اٹھا توحیدہ
خیال کیا کہ شاید راز کو چھوڑے جس کے متعلق مگر میں کوئی اطلاع نہ ہوگی۔ خیال کیا کہ اس کے ساتھ

لگا اور چاہا کہ شوہر کے ہاتھ سے مالیکر ہے لیکن ادب کے خلاف مجھ کو وہ اپنے ارادہ سے باز نہ رہی اور کہا

شاید رات کے معاملہ کے متعلق یہ کوئی تار ہے
 طہماز بیگم اب رات کا خیال چھوڑ دو اس کی رہائی کی کوئی امید نہیں یہ تار ایک اور معاملہ کے متعلق ہے میں کا ذکر میں اس وقت مناسب نہیں خیال کرتا۔
 توحید فرمائیے تو سہی کس امر کے متعلق یہ تار ہے کیا کوئی ایسی خاص بات ہو جس کا ذکر مجھ سے مناسب نہیں۔

طہماز (مسکراتے ہوئے) یہ تار نہایت اہم ہے اور میری ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے کوئی شہر کی بات نہیں ہے اس تار میں میرے قید یا شہر پر رکھے جانے کی کوئی اندوہناک خبر نہیں ہے۔

صائب بیک (خوشامدانہ لہجہ میں) محترم دوست یہ آپ کیا فرماتے ہیں خدا کرے کوئی ایسی بات ہو آپ تو خدا کا شکر ہے حق و زور شاہ معظم کے غلے میں توحید کی طرف دیکھ کر محترم خاتون یہ تار ماہین ہالونی کے دفتر سے آ رہی ہے جس میں اطلاع دی گئی ہے کہ جلالت مولانا ابوالکاشاہ جناب طہماز بیک کو بیک کا رتبہ عنایت فرمائے گا وعدہ فرمایا ہے

طہماز ماہین ہالونی سے میرے محترم دوست صائب بیک نے میرے لئے سفارش کی تھی اور آپ کی سفارش نے مجھے اس رتبہ پر پہنچایا ہے اسلئے ہم کو جناب صائب بیک کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے۔

دیر تک طہماز اور صائب بیک میں اظہارِ انحرار و تواضع ہوا تار ا اور توحید بہت نبی و دولہن کی باتیں سنتی رہی آخر گفتگو کا رخ بدلنے کے لئے اس نے کہا
 محترم صائب بیک رات کے متعلق کوئی بات معلوم ہوئی۔

صائب محترم خاتون رات کو کہ آپ کا رشتہ دار ہے اسلئے مجھے ان کا بہت زیادہ فکر ہے میں نے ناظر بیک سے رات کے حلق دریافت کیا تھا جس کے جواب میں اس نے ظاہر کیا ہے کہ ماہین ہالونی کے دفتر سے تار آیا ہے کہ رات کو فوراً آستانہ بھیجا جائے اور میر خیال

کہ کل رات کی کاٹھی سے ناظم بک نے ان کو تہستانہ بھیج دیا ہو گا۔
توحیدہ اس گفتگو کو چیر کر بھائی اور اس خیال سے کہ شیرین کہیں یہ باتیں نہ سن لے
اُس نے فوراً سلسلہ گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا
مین آپ کی اس سچی محبت کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں جو آپ نے رتبہ دلوانے میں فرمائی ہے
طہانہ (صائب بک نے) اگر آپ کی کوششوں سے رامنچھوٹ گیا تو ہم آپ کے بہت
ہی مشکور ہوں گے بسر خیال ہے کہ اگر آپ نے توجہ فرمائی تو یہ کوئی بڑا کام نہیں ہے (توحیدہ
کی طرف سے کہہ کر) بیگم شیرین کہاں ہے
توحیدہ اس وقت تک اس کی طبیعت خراب ہو مین ابھی اُس کے پاس سے آہی ہو مین
اس وقت وہ سو گئی ہے امید ہے کہ کچھ دیر سوز نہنے کے بعد اس کی طبیعت صاف چلائی
اور سر کا درد جاتا رہے گا۔

طہانہ (صائب بک کو سرگٹ دیتے ہوئے) رات کی گرفتاری کی خبر نے شیرین کو سخت صدمہ
پہنچا یا ہے اور اُس کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے لیکن

گیارہواں باب

ہم یہ

صائب بک نے طہانہ کی بات کاٹ کر کہا

شیرین کو رات کی گرفتاری کا اعتبار نہ ہو تو طہانہ وہ ان کا خال نہادو بھائی پر اور دونوں
نے بچپن سے ایک ہی جگہ پرورش پائی ہے مجھے بھی اپنی عمر میں اس قسم کے صدمات اٹھانے
پڑے ہیں لیکن رات کی گرفتاری کے صدمہ نے میری راحت خراب کر دی ہے آہ لیکن رامنچ
مجھے کیونکر حال کے ہاتھوں سے بچائیں ہر حال میں اس ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہو مین اپنی
پوری طاقت رامنچ کے جرم کی تخفیف میں صرف کر دینگا یہ کوشش میرا ایک فرض ہو گا اور

چونکہ اب آپ اور محترم بیگم (توحیدہ کی طرف اشارہ کر کے) سے تعلقات میں خصوصیت پیدا ہو گئی ہے اسلئے میں جلد سے جلد اس کے متعلق کوئی تبریز بخاؤں گا تاکہ شیرین کے سدرہ میں کمی نہ ہو۔
مجھے یہ دیکھ کر سخت رنج ہوا ہے کہ شیرین اس سدرہ میں مبتلا ہے۔

یہ اگر صاحبِ بک نے جیب سے ایک خوبصورت ڈبہ جس پر منسل کا لڑکا رغلاٹ چڑھا ہوا تھا نکالی اور اس کو اگستے ہوئے کہا

جس طرح آپ مجھ پر مطلق اور مہربانی کی نظر رکھتے ہیں امید ہے کہ شیرین بھی مجھ پر ایسی ہی نظر عنایت رکھتی ہوگی اور میرے دل میں جس قدر ان کی محبت و وقعت ہو ان کے قلب میں بھی میری ایسی ہی الفت ہوگی۔ میں یہ خیال یہ ان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اگر وہ اس کو قبول فرمائیں گی تب مجھے بڑی مسرت ہوگی اور میں اپنے کو خوش نصیب خیال کروں گا۔
اس کے بعد توحیدہ کی طرف دیکھ کر کہا

محترم بیگم میری اس جرات کو معاف فرمائیے گا میرے محترم دوست جناب طہان بک کی مہربانیوں نے مجھے اس جرات پر آمادہ کیا ہے

یہ کہہ کر اس نے ڈبہ کھولی اور توحیدہ کے سامنے پیش کی توحیدہ نے دیکھا کہ ڈبہ کے اندر ایک خوبصورت پرنگی شکل کا ایک قیمتی مرصع زیور ہے جس میں یاقوت و الماس جڑے ہوئے ہیں اور جس کی قیمت پانچ سو ڈبے سے کم اندازہ نہیں کی جاسکتی توحیدہ نے ڈبہ کو لے لیا اس کے ہاتھ اس خیال سے کانپ رہے تھے کہ شیرین اس ہدیہ کو قبول نہیں کریگی وہ شوشا بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی کہ صاحبِ بک کو اس کے متعلق کیا جواب دے کہ ہمارے لے لیا

شیرین بڑی اجمدار لڑکی ہے اور صاحبِ بک کی قدر و منزلت سے بخوبی واقف ہے اس لئے یقیناً وہ اس ہدیہ کو شکریہ کے ساتھ قبول کریگی

یہ کہہ کر اس نے ڈبہ توحیدہ کے ہاتھ سے لے لی اور زیور کے قیمتی جواہرات کو غور سے دیکھتے ہوئے محترم دوست آپ اعلیٰ ان کہیں میں اپنا ہدیہ خود اپنے ہاتھ سے شیرین کو دے دے گا۔

یہ کہہ کر اٹھ اٹھا اور شیرین کے کمر کی طرف چلا توحیدہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئی۔ شیرین اس وقت فرخ پڑی ہوئی تھی اور تمام باتوں کو غور سے کان لگا کر سن رہی تھی

باپ کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھ کر وہ غضبناک ہو گئی اور خیال کیا کہ اگر اس وقت گھٹو کا موقع نہ آئے تو بہتر ہے وہ یہ خیال ہی کر رہی تھی کہ لٹکانکو میں داخل ہوا اور توحیدہ آگے بڑھ کر شیرین کے پاس پہنچی اول تو خیال کیا کہ شاید وہ سو رہی ہے لیکن توحیدہ کے پہنچنے ہی پر شیرین آنکھیں ملتی ہوئی اٹھ بیٹھی توحیدہ نے بیٹھ کر چٹائی پر بوسہ دیا اور صیانت کیا۔

شیرین اب کیسی طبیعت ہو؟

شیرین نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور آنکھیں اٹھا کر دروازہ کی طرف دیکھا لٹکانکو زبور ہاتھ میں لے کر ہوئے ہا آگے بڑھا اور پیاسی شیرین کے سر پر ہاتھ پیر کر مسکراتے ہوئے کہا دیکھو بیٹی یہ پرند کتنا خوبصورت ہے اس سے دل بھلاؤ۔

شیرین نے نفرت سے پرند پر نظر ڈالی گویا وہ ڈرتی ہے کہ پرند اس کو کہیں کاٹ نہ کھائے اس کے چہرے پر نصیب کے آثار پیدا ہوئے لیکن باپ کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا لٹکانے شیرین کے چہرے پر نفرت کے آثار دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا

بیٹی ڈرو نہیں یہ پرند کلے گا نہیں یہ تو سونے کا ایک قیمتی زیور ہے جو تمہارے خوبصورت گلے میں نہایت بھلا معلوم ہو گا یہ کہہ کر اس نے زبور کو شیرین کے سیتھ پر رکھ کر شیرین کو اس کی خوشنمائی دکھائے لگا لیکن شیرین نے باپ کے ہاتھ کو ہٹا دیا لٹکانے کہا بیٹی کیا حال ہے کیا ابھی تک تمہاری طبیعت صاف نہیں ہوئی

شیرین اب جان ابھی تک درد کم نہیں ہوا اور وہ کی شدت سے مین ہسٹنچین ہوں اور جی چاہتا ہے کہ سو رہوں

لٹکانہ بیٹی اس پرند کو مانگے میں بانہہ کر دو کی جگہ لٹکانو اشارہ انداز سے درجاءا بیٹھا شیرین نے گردن پائی اور غماہ کر کیا کہ وہ اب کرنا نہیں چاہتی لٹکانے غصہ ہو کر کہا شیرین تمہیں کیا ہو گیا ہے میں تمہیں ایک قیمتی زیور ہدیہ کے طور پر دیتا ہوں اور تم اس سے انکار کرتی ہو۔

شیرین نے عاجزانہ طور پر کہا۔

اب جان آپ میرے والدین آپ کا ہر ایک حکم میرے لیے بمنزل فرض ہے اور آپ کی امت

میرے لئے سعادت لیکن آپ مجھے معاف فرمائیے اگر میں یہ عرض کروں کہ اس معاملہ میں میں آپ کے حکم کی اطاعت نہیں کر سکتی

طہمانہ بیٹی شاید تم نے میری بات سمجھی نہیں... یہ ایک فتنی زیور ہے جو میرے دوست و اہلیت نے بطور ہدیہ پیش کیا ہے

شیرین اباجان اگر آپ کے دوست آپ کے پاس یہ ہدیہ لائے ہیں تو آپ اس کو کام میں لائیے مجھ سے کیا واسطہ مجھے تو اس سے معاف ہی رہی

طہمانہ نہیں بیٹی حقہ ہدیہ میرے لئے نہیں بلکہ تمہارے لئے لائے ہیں شیرین مجھے تعجب اور حیرت ہو کہ میرے ان سے کچھ زیادہ مراسم نہیں ہیں کہ وہ میرے لئے ایسا قیمتی ہدیہ لائے ہیں۔

طہمانہ صاحب بک ہم لوگوں پر بہت ہریان ہیں اور ہماری عزت و وقعت بڑھانے کے لئے انہوں نے یہ ہدیہ پیش کیا ہے اس لئے کسی طرح یہ مناسب نہیں ہے کہ اس کو نہ لیا جائے اور انکار کر دیا جائے شیرین اگر انکار مناسب نہیں تو بہتر ہے آپ اس کو قبول فرالیں لیکن میں اس کے قبول کرنے سے متعلق ہوں طہمانہ غضبناک ہو کر میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم اس کو قبول کر لو اور ہرگز انکار نہ کرو

شیرین غصہ کو ضبط نہ کر سکی اور نہایت آوازی سے بلند آواز میں کہا اباجان یہ نہیں ہو سکتا ہرگز قبول نہ کروں گی آپ مجھے معاف فرمائیے۔

بارہواں باب

توحید اور شیرین

توحیدہ خاموش ان تلم بائون کو سن رہی تھی اور شیرین کے انکار اور سخت لب و لہجہ سے خوفزدہ... تھی وہ اس خیال سے کہ صاحب بک کی کوشش سے راکھ کی بناائی کی کوئی صورت پیدا ہو جائیگی چاہی تھی کہ شیرین صاحب بک کے ہدیہ کو قبول کر لے بنا برین اس نے شیرین سے

کہا بیٹی انکار نہ کرو ہدیہ قبول کر لو اور اس کے بعد جو تمہاری رائے ہو اسے ظاہر کر دو۔

شیرین انان یہ تو کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ میں ہدیہ قبول کر لوں

طہماز نے شیرین سمجھو بچوں کی سی فصد سے باز آؤ میں جو کہتا ہوں اسے سنو یہ میں جانتا ہوں کہ ماضی کی گزنداری نے تمہیں صدمہ پہنچایا ہے اور اسی وجہ سے تم غضبناک ہو لیکن.....

شیرین بات کاٹ کر ابا جان اس ذکر کو اب جانے دو

یہ کہہ کر شیرین رونے لگی اور پلنگ پر لیٹ گئی طہماز نے شیرین کو دلتے ہوئے پاک کہا

شیرین میں تمہارے ساتھ نرمی و اخلاق کا برتاؤ کرتا ہوں اور تمہاری خاطر و مارات کا ہر وقت خیال

رکھتا ہوں لیکن تم میری بات نہیں مانتی اور پھر روتی ہو یاں تمہیں رآنہ کی یاد رلائی جو لیکن کیا تمہیں

یہ معلوم نہیں ہے کہ رآنہ نے نہ صرف اپنے نفس کو مصیبت میں ڈالا ہے لیکن ہم کو بھی باہن ہمہ میں اس

کو بچانے کے واسطے پوری کوشش کر رہا ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہماری مدد کو صاف کیا

جیسا کہ بیان آدمی بے حد یاد ہے صائب بیک ہم لوگوں سے بہت محبت کرتے ہیں اور اخلاص سے

ملنے ہیں اور امید ہے کہ ان کی کوشش سے رآنہ کو رہائی مل جائے افسوس ہے کہ تم ایک ایسے

فعلص کے ہدیہ سے انکار کرتی ہو اہمکر بیٹھو اور خوشی سے صائب بیک کے ہدیہ کو قبول کر لو

یہ کہہ کر طہماز نے شیرین کا ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا لیکن وہ نہ اٹھی اور برابر روتی رہی طہماز نے مستفطر

نگاہ سے توجیدہ کی طرف دیکھا تو حیدہ حیرت میں تھی اور شیرین کے اصرار و انکار سے ڈر رہی تھی

شوہر کو اپنی طرف متوجہ پا کر اُس نے اشارہ کیا کہ وہ کمرے سے باہر چلے جائیں اور اس کو موقع

دین کہ وہ تنہائی میں شیرین کو سمجھائے طہماز باہر چلا گیا اور توجیدہ نے شیرین کو نرمی سے بھانا

شروع کیا۔

شیرین افسوس ہے کہ تم نے اپنے والد کو سخت جواب دیا ہے تمہاری سواؤ میں سے ہرگز اس

قسم کی بدتمیزی کی امید نہ تھی اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ حکومت کے حال نے ماضی کا کیا کیا ہے تو تم

شیرین بات کاٹ کر ابا جان مجھے سب معلوم ہے کوئی بات مجھ سے مخفی نہیں ہو

توجیدہ کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ سلطان کی طلب پر رآنہ کو اتنا نہ بھیجا گیا ہے

شیرین ابا جان مجھے معلوم ہے اور میرے نزدیک یہ کوئی اہم بات نہیں ہے میں تو اس سے

بھی زیادہ لیکن خبر سننے کے لئے تیار رہیں اور رات اس سہنے زیادہ مصائب و خطرات کا مقابلہ کرنے پر مستعد ہو۔

توحید پر مبنی ذرا سوچو ہم اس وقت خطہ بین بین اور چھ لقمین سے کہ اگر صائب بک کی دہائی کی گئی تو نہ صرف وہ ہماری خاطر سے رات کی رہائی کی پوری کوشش کر گیا بلکہ ہم کو بھی خطہ سے بچا خدا کے لئے غصہ کو توک دیا اور اپنے والد کی اطاعت کرنے اور والد سے معافی مانگنے کا راستہ بھی کاہد یہ قبول کر لو۔

شیرین نے نیکہ سے سزا لیا کہ انکی طرف دیکھا شدہ غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے دیکھا کہ ان کی طرف دیکھی رہی اور پھر کہا امان تم بے اصل باتوں کی تصدیق نہ کرو ورنہ منافق لوگوں کی باتوں سے مجھے دہوکہ نہ دو اگر فرما کر لیا جائے کہ اس کا بچہ بچا ہے لیکن میں کیا کروں کہ میرا دل نہیں آتا اس کے غصہ سے مجھے نصرت ہے اس کا ہدیہ قبول کرنا تو کیا آپ مجھے معاف فرمائیں اور بے اصل باتوں کی پیروی سے اپنے ضمیر کو مردہ نہ بنائیں۔

توحید شیرین دیکھو کیا وہ اصل ذکر و دعا کی رہائی و نجات تمہارے ہاتھ میں ہے اگر تم اس کی رہائی میں کوشش نہ کرو گی اور اسی طرح اپنی نصیب پر قائم رہو گی تو مجھے یقین ہے کہ بھر تم اپنے فضل پر دست ناموم ہو گی اور اس وقت کی عیامت آئیں اور فی قایمہ ہو گی شیرین (دانت ہیکر) نہیں امان مجھے کبھی اپنے فعل پر ندامت نہ ہو گی یہ شخص جو ہم پر بہت ہراسنا نظر آتا ہے رات کو اسی موقع پر گفار کر رہا ہے یہ ہلا اس کو کرا بچا سکتا ہے۔

توحید نے جلدی سے شیرین کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تاکہ اس کی بات کوئی سن نہ سکا اور کہا شیرین صائب بک پر تم ایسی اہمیت لگا رہی ہو جو کو نابت انسانوں کی راہ ارکتا شیرین امان اب اس جگہ پر کہ خر کہ غصہ سے ہم کہ میرا رات کی نالاجا نامیرا ہے لئے اس سے بڑجا ہوتا ہے کہ میں اس شخص کو قوی کر دینا اصل میں اس کو ترشہ دینا یہ کہ شیرین نے کہا کہ وہ ایک بڑا بڑا ہے کہ سر کا کاٹ لیت گئی۔

توحید نے شیرین سے کہا کہ وہ ایک بڑا بڑا ہے کہ سر کا کاٹ لیت گئی۔

معلوم ہوئی اور معایہ آواز سنانی دی
محترم بیگم صائب بک چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں شیرین سے خود گفتگو کریں شاید وہ
ان کی باتوں سے راہ راست پر آجائے
شیرین نے باپ کے الفاظ سن کر چادر اوڑھ لی اور دروازہ کی طرف سے منہ پھیر کر لپٹ گئی
طہان نے چند منٹ تک جواب کا انتظار کیا اور پھر کہا
بیگم صائب بک کی خواہش ہو کہ وہ نہا شیرین سے بات چیت کریں اس میں کوئی حرج ہے
تو حیدر بہتر ہے دونوں کو تنہا گفتگو کا موقع دیا جائے ممکن ہو صائب بک کو رضی کر لیں آپ
اور میرے بھانے کا تو اس پر کوئی اثر ہوا نہیں۔

شیرین چادر اوڑھ کر لپٹ گئی تھی اور جانتی تھی کہ صائب بک سے بات نہ کرے اور خاموش پڑی
رہے لیکن پھر خیال آیا کہ صائب بک سے گفتگو کرنی چاہیے اور خوب جی کو کوئلہ اس کو برا بھلا کہنا چاہو
تاکہ اس کا جی خوش ہو جائے یہ خیال کر کے اس نے بلند آواز سے کہا
ابا جان کوئی حرج نہیں آپ ان کو بھیج دیجئے میں خود ان سے گفتگو کر لوں گی۔

— ❦ —

تیسرا باب

صائب اور شیرین

صائب بک اور طہان دونوں دروازہ پر کھڑے تھے شیرین کی اجازت پر دونوں خوش ہو گئے
صائب اندر داخل ہوا اور حیدر و طہان دونوں کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے صائب بک نے محبت پناہ
نظروں سے شیرین کو دیکھا اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا جیب سے ڈیوہ نکالی اور اس
کو کھوکھو لکر نہایت ادب سے شیرین کے سامنے پیش کیا شیرین نے صائب بک کو قریب پا کر کہا
آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں

صائب بک نے صرف آپ کی بخند دہی اور خوشی کا استلاشی ہونے

شیرین میری رضا جوئی کی خواہش آخر کیوں
صائب بک آپ کی خوشنودی میرے لئے ذریعہ سعادت و زمین آپ کو محترم و مکرم سمجھتا ہوں
اور آپ کی خوشی مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔
صائب بک نے مذکورہ بالا الفاظ نہایت عاجزی سے کہے اور شیرین کی طرف محبت آمیز نظر
سے دیکھنے لگا۔

شیرین آخر یہ کیوں آپ سے جھجھکا
صائب بک (مسکراتے ہوئے) اگر خوشی سے آپ میرا مدیہ قبول کر لیں گی تو میں اپنے آپ کو خوش نصیب
سمجھوں گا اور آپ کی خدمت کو ذریعہ سعادت خیال کر لیا۔ مگر اس نے ادب سے ڈیبہ کو اٹھوں پر کہہ کر شیرین
کے سامنے پیش کیا شیرین نے نفرت سے منہ پھیر لیا اور کہا
تم اس قابل نہیں ہو کہ تم کو کوئی خوش نصیب بننے کا موقع دے۔
صائب بک یہ سن کر خوش ہو گیا اور شیرین کے الفاظ کو انداز معصہ قائم نہ کر سکا
شیرین میری طرف دیکھ کر جس وقت بھی چاہے میرے اخصاں کا تجربہ کر لو انشاء اللہ مجھے مخلص خادم
پانگی میں آپ کے اسکا کہی اسی طرح اعانت کر دیکھا جس طرح ایک وفادار خادم کرتا ہے۔

شیرین کیا یہ سچ ہے
صائب بک بالکل سچ آپ کو تمہارے کہ آپ میری وفاداری کا امتحان کریں اور مجھے کوئی
حکم دین دیکھئے جس طرح میں اس کو بجالاتا ہوں۔

شیرین میری انتہائی آرزو ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور پھر مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ دو اور
میرے خیال سے درگزر و اگر تم سچے ہو تو بس مسرتاً شیرین لجا جائے پس میں ہی چاہتی ہوں۔
صائب بک (غضبناک ہو کر) کیا میری محبت کا یہی جواب ہو اور یہ دیکھو میں تمہارا سچا عاشق ہوں
اور تمہاری رضا جوئی اپنا فرض سمجھتا ہوں

شیرین بات کا تم کی انتہائی سچی محبت کا یہی ثبوت ہے کہ تم نے عیب و عار کو قید خانہ میں بھجوا دیا
جو ان کے لئے اس محبت کے کیا لکھتے ہیں۔

صائب بک پریشان ہو کر زمین پر گرا پڑا۔ شیرین نے اس کو قید خانہ میں بھجوا دیا۔

کیا کہ یہی ہوتے بالکل جھوٹے رامن کو اس کے طیش، سؤ تدبیر اور حکومت سے مخالفت نے اس درجہ پر پہنچایا ہے لیکن میں یابن ہمہ آپ کی خوشنودی کے لئے برابر اس کی کوشش کر رہا ہوں کہ اسے حکومت سے بچاؤں اور اس پر قابو نہ آنے دوں

شیرین کیا خوب، خود ہی تو اس کو گرفتار کر لیا اور خود ہی اس کی رہائی کی تدبیریں کجا رہی ہیں بلکہ صائب (حیرت زدہ ہو کر) لاجل و لا قوۃ میں نے رامن کو گرفتار کر لیا ہے شیرین ایسی بے اصل بات کیوں کہ آپ ہی ہوں اور اسوچہ غصہ کو نہ کہ دو اور ہنڈے دل سے اس پر غور کرو مجھے کیا ضرورت پڑی تھی کہ میں رامن کو گرفتار کرتا محترم خاتون دہم و قیاس کو چھڑ دو اور ایسی جی تھمت اپنے نکلے پر نہ لگاؤ میں نہایت ادب سے یہ حقیر دیر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اسے قبول فرما کر میری غت بڑھاؤ شیرین غور کرو اور سوچو حقیقت یہ ہے کہ رامن جیسا نا عاقبت اندیش نوجوان آپ کے لائق نہیں ہے جو آپ کی شان اس سے کمین ارتع و علی ہے اس نے نہ صرف اپنے آپ کو پاکت میں ڈالنا ہے بلکہ آپ کو اور آپ کے خاندان کو بھی میں بالکل مع عرض کرنا ہوں اگر میں در میان میں نہ پڑتا تو اب تک آپ بھی زندہ بن بیٹھ گئی ہوتیں اور آپ کے مان باب بھی غضب شاہی کا سکار ہو رہے تھے خرم خاتون میرے اناہاں پر نظر کرو میں جس خلوص و محبت سے آپ کی خدمت کر رہا ہوں ایسا اخلاص مال و دولت کو بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا

اپنا جملہ ختم کر کے صائب بک نے پھر محبت آمیز نظروں میں شیرین پر ڈالیں ڈبیس کے ہاتھوں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ جھکا ہوا شیرین کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا شیرین نے ڈبہ اس کے ہاتھ سے اٹھا کر زمین پر پھینک دیا اور کہا

جس سے کہا جاتا ہے کہ میں یہ قبول کروں آہ کوفسا یہ جو خون میں مخلوط ہے یہ نہیں ہو سکتا اور ہرگز نہیں ہو سکتا مجھے فریب دیا جاتا ہے کہ رامن کی رہائی کی کوشش کی جائیگی بھلا یہ کیوں کہ میں ہر اگر یہ دیکھتا ہوں میں ہر نوجو کو تھلا جا جائے کہ وہ کوئی حدت ہو جس سے رامن کی رہائی ممکن ہے۔

صائب بک کو شیرین کا ڈبہ کو نفرت سے پھینک دینا نہایت ناگوار گذرا ڈبہ اس نے زمین سے اٹھا کر چنب بین ڈال لی اور کہا شیرین جو نہ تم پر سوار ہے اور میں نہیں مغرور خیال کرتا ہوں اور تمہارے ساتھ ایسا سلوک کرنا نہیں چاہتا جبکہ تم میرے ساتھ کر رہی ہے تیرے جب تم سوچو گی تو میرے اٹھانے

کی قدر معلوم ہوگی۔ بین تہمین آگاہ کرنا ہون کہ تم میرے اخلاص کی قدر کرو مجھ سے مخلص دوسرا نہ پاؤ گی۔ میں نے تہمین ہلاکت سے بچایا ہے اور ہر وقت تمہاری خوشنودی کا متلاشی ہوں۔
شیرین بالکل جھوٹ تم جیسے شخص سے صرف یہی ممکن ہے کہ بے گناہ لوگوں کو گرفتار کر کے مجرم بنا دیا جائے اس سے زیادہ تم اور کچھ نہیں کر سکتے
صائب شیرین جو شخص ہلاکت میں ڈال دینے کی قدرت رکھتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ لوگوں کو ہلاکت کے طوفان سے بچائے۔

یہ کہہ کر اس نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑ کر کہا
شیرین دیکو تمہاری موت و حیات اس وقت میرے قبضہ میں ہے۔
شیرین نے مسکرا کر کہا

مجھے وہم کانے سے فائدہ میں موت سے نہیں ڈرتی تمہارے اخلاص و محبت کا تو اندازہ
اکی غصے ہو سکتا ہے اور یہ ایک کافی ثبوت اس بات کا ہے کہ تم نے ہی رافز کو آہ ایک مخلص محب وطن کو
گرفتار کر لیا اور صرف اس لئے کہ ظالم جفا کار اور خونریز ظالموں کو خوش کیا جا سکے۔ بعض تو یہ تو ان
ملک و قوم پر رنجت ہو ان شہریوں پر جو وطن پرستوں کے دشمن ہیں اور افسوس ہو ان مردود و
پرہیزگار قیامت کے دن ان ناپکارسوں کی بدکاریوں اور شرارتوں کا انتقام لیتا۔
شیرین غضبناک ہو کر اٹھی اور صائب بک کی طرف سے منہ پھیر کر گمراہ کی دیوار کے ایک چھب
فتح مند شیر کی طرح ٹہلنے لگی۔

چودہواں باب

دہلی

صائب بک شیرین کے غضب آلود الفاظ سے غضبناک ہو گیا اور دانت پیسے شیرین کی طرف دیا اور کہا
تم نے شاید غور سے نہیں سنا میں کہ تم کو آگاہ کرنا ہون کہ تمہاری موت اور زندگیاں اس وقت

میرے ہاتھ میں ہو۔ نیز سب سے کہ تم عقل و کلمہ کو کام میں لاؤ اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس سے منظور کرو
یہی تمہارے حق میں مناسب و بہتر ہے ورنہ یاد رکھو۔
شیرین بات کا کلمہ جو کچھ تمہارے امکان میں ہو کر وہین موت سے نہیں ڈرتی لیکن تم جو چاہتے ہو
وہ نہیں ہو سکتا۔

صائب بک شیرین کی طرف بڑھا اور کاغذ کو کوئلہ تیلی پر رکھ لیا اور کہا
کیا تم اس کاغذ کو کچھ جانتی ہو غور سے دیکھو۔
شیرین نے کاغذ پر نظر ڈالی اور پہلی ہی نگاہ میں معلوم کر لیا کہ وہ اس کا لکھا ہوا ہے اور منجملہ ان
خطوط کے ہے جو وہ لاکھ لکھتی رہتی تھی لیکن وہ اس کو دیکھ کر متاثر ہوئی اور جرأت کے ساتھ کہا
اس سے کیا ہو گا۔

صائب میں نہیں بتانا چاہتا ہوں یہ کیا چیز ہے یہ تمہارا ایک خط ہے جو راسخ کے کاغذات میں
لکھا ہے تمہیں معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے۔

شیرین پر خوف طاری ہو گیا کیونکہ راسخ کو وہ جو خط لکھتی تھی ان میں بہت کم احتیاط سے کام لیتی تھی
اسے خیال آیا ممکن ہے کہ اس کے کسی خط میں کوئی ایسا فقرہ ہو جس پر ملاحظہ کیا جاسکے لیکن اس نے
اپنی حالت کو چھپا کر کہا

نہیں یہ میں معلوم اس میں کیا لکھا ہے اور نہ مجھے اسکے معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔

صائب بک شیرین تمہیں ضرورت نہ ہو لیکن تم نے جو کچھ اس کاغذ میں لکھا ہے وہ نہایت ہی اہم
ہے تم نے اس خط میں لکھا ہے کہ عبدالعظیم کا وجود عثمانی قوم کے لئے ایک مصیبت عظمیٰ ہے
شیرین تو کیا یہ سمجھ نہیں ہے؟

صائب بک اس سے مجھے بحث نہیں لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ اگر تمہاری تحریر سلطان میں پیش ہو
تو ایسا لکھنے پر اس کے نتائج تمہیں نہایت کاموقع دیں لیکن اس وقت کیا نہایت بے موقع ہوگی اگر
تمہیں میری بات کا یقین نہ ہو تو تم اپنا اس خط کو خود پڑھ کر معلوم کر لو کہ میں جھوٹا ہوں یا سچا۔

صائب بک نے خط کو پورے طور پر کھول کر شیرین کے سامنے پیش کیا شیرین نے خط کو پڑھا اور
معلوم ہوا کہ جو کچھ صائب بک نے لکھا ہے جھوٹ نہیں ہے اور اس کی زندگی اس خط کی موجودگی

میں یقیناً خطہ میں ہو لیکن وہ اس سے زیادہ متاثر نہ ہوئی اور پھر کمرہ میں ادھر ادھر ٹھٹھنے لگی صاحب بک شیرین کی اس بے خوفی سے اور غضبناک ہو گیا اور کہا کیا میں نے سچ نہیں کہا ہے؟ تب تم نے خود کہہ لیا کہ میں ہی ایک نفرتورہن ہیں جو تم نے سلطان المنظر کے خلاف لکھا ہے بلکہ اس خط میں اور بھی کئی ایسے سخت فقرات ہیں جن کے منہوم سے تم آگاہ ہو جاؤ تو اس خط کو ضائع کرنے یا میری خوشامد کرنے لگو اور عاجزی سے میرے قدموں پر گر پڑو تم نے اس خط میں یہ بھی غلط کیا ہے کہ مجھے جبر اور تعجب ہو کہ احرار کیوں صبر کئے بیٹھے ہیں اور سلطان کے وجود سے دنیا کو کیوں پاک نہیں کر دیتے

شیرین کیا دنیا میں اس سے بڑا کوئی جرم ہے جو تم نے کیا ہے اور کیا تم اس سے انکار کر سکتی ہو عرض یہ کہ اب تمہیں ابھی طرح معلوم ہو گیا کہ تمہاری موت و زلیت اس وقت میرے ہاتھ میں ہو اور تم کو چاہیے کہ اگر اپنی خبر سیت پانہی ہو از خدا سے باز آؤ صاحب بک متوقع تھا کہ شیرین ان امور کو معلوم کر کے ڈر جائیگی اور میرے قدموں پر گر کر معافی چاہیگی لیکن اس کی توقع کے خلاف شیرین نہایت بے پروائی سے ٹھٹھتی رہی اور اس کی وہی کسانچل بھی نہ کیا گویا اس نے کچھ سناسی نہیں وہ پھر آگے بڑھا اور شیرین کے مقابل ہو کر کہا تمہارے جرائم جن کے ثبوت میں تمہاری تحریر موجود ہے نہایت سنگین ہیں لیکن بایں ہمہ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں مبتلائے مصیبت گردن تمہیں تمہاری زندگی بہہ کرتا ہوں اور تم کو خطرہ میں پڑنے سے بچاتا ہوں بشرطیکہ تم مجھ سے کام لو اور میری سچی محبت کی قدر کرو شیرین ابھی جان پر لپیٹی جونی ادھانچے حسن و جلال پر رحم کیا تو ابھی اور خدا سے باز آؤ اور اپنی زندگی کو خطرہ میں نہ ڈالو میں تمہارا مخلص دوست ہوں اور تم سے سچی محبت رکھتا ہوں اگر تم خدا سے باز نہ آؤ گی تو یاد رکھنا شیرین میں اس معاملہ پر بحث کرنا نہیں چاہتی تھی لیکن تم چاہتے ہو کہ میں آزادی سے تمام قانون کی تشریح کر دوں اس لئے مجبور ہو کر اب مجھے کہنا پڑتا ہے سب سے پہلے میں تمہاری کذب بیانی اور دروغ بافی کی تشریح کرتی ہوں میں نے کہا تھا کہ راجہ کو ہلاکت میں ڈالنے والے تم ہی ہو میرے اس قول کی تصدیق یہ کاغذ کر رہا ہے جو تمہارے ہاتھ میں ہے اگر تم نے راجہ کو گرفتار نہیں کر لیا یا اگر قتل ہی میں

حصہ نہیں لیا تو بتلاؤ کہ یہ کاغذ تو میں کہہ کر ملا۔ یہ کاغذ غالباً ان کا خدمات میں تھا جو آفر کے محکمہ سے ضبط کئے گئے ہیں اور تم نے اس میں سے صرف چھہ کو دیکھا ہے اور جبر و تشدد سے اپنے مقصد حاصل کرنے کے لئے کمال لیا ہے لیکن میں ان دیکھنے سے ڈرنے والی نہیں سمجھتی ابھی زندگی آسانی پیاری نہیں ہے کہ مرنے سے بچنے کی قسم کا خوف ہو کیونکہ میں جانتی ہوں کہ ان کی غرض و غایت دنیا میں زندہ رہنا اور جس قسم کی بھی ہو زندگی بسر کرنا نہیں ہے۔

تم خیال کرتے ہو کہ دنیا کی تمام تر محاذات دکھائی کھائے بیٹھے اور مال جمع کرنے میں ہے اگر تمہارا خیال یہ ہے تو میں نہیں بتلائی ہوں کہ یہ ایک بیوقوفانہ زندگی سے زیادہ نفع نہیں دینا کی اہلی محاذات اور زندگی کی حقیقی کامیابی خمیر کی آزادی ہے لیکن انہوں نے کہ تم اس محاذات سے محروم ہو اور اس کی لعنت سے نا آشنا تمہاری اور تمہارے جیسے دوسرے لوگوں کی غرض و غایت تو صرف یہ ہے کہ مال و دولت حاصل کی جائے خواہ وہ کسی طریقہ سے حاصل ہو، مال و دولت کی قطع میں تم لوگ جاسوسی کے پیشہ سے غیر فرشتی کرتے بیگانہ محب وطن لوگوں کو ملکات میں ڈالنے اور وطن پرست خاندانوں کو تباہ و برباد کرنے ہوا اور مال پرالینے کرتے ہو جیسے گروہ اور کتے مویا پر تہم جو بیچلے کر دوسرے کو چاؤ توکل کرنا جس طرح دولت ملے حاصل کر رہا ہے اس لئے سب جاؤ ہے لیکن محب وطن احلار کا یہ مسلک نہیں ہے وہ ملت فرشتہ نہیں ہیں وہ سب دل سے ملک و ملت کی خدمت کرتے ہیں اور اس لئے انہیں اپنے کاموں میں کسی سے خوف کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے میں نہایت آزادی سے کہتی ہوں کہ میں تمہاری دیکھی میں آنے والی نہیں تم جو تمہارا جی چاہے کروا کر مجھ پر محب وطن ہونے کی حیثیت سے کوئی مصیبت کیونکہ تو میں نہایت اطمینان اور صبر و شکر سے اسے برداشت کر دیتی بہت سے محب وطن مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں اور وطن پرستی جانیں قربان کر چکے ہیں اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔

شیرین نے مذکورہ بالا تقریر اس جوش اور خود فکری کے ساتھ کی کہ گویا وہ جمہوریت پسندی لکچر دے رہی ہو ماسب بک شیرین کی تقریر کو خاموشی سے سنتا ہا شیرین کا جوش بہت بڑھا ہوا تھا اور وہ اس وقت اس قریبے خوف تھی کہ اپنی تقریر میں اسے اس کا اندازہ بھی پیدا نہیں ہوا کہ کوئی خیر آدمی اسے گا لگا لگا کر انعام ہو گا ماسب بک نے شیرین کے جوش کو چند من بعد خاموش کیا اور

خیال کیا کہ راضی گرناری نے اُس کے ہوش و حواس کو بخل کر دیا ہے اور وہ مجنون ہو گئی ہے جب وہ اپنی تفریح کر چکی تو مصائب بک لے کہا

شرین مجھے نہیں ہے کہ تم اپنے خطرناک اور مجنونانہ جوش میں خود رفتہ ہو تم اپنے ان خیالات کو بازمین آئین دیکھو اپنی جان پر رحم کہا و اور ان مجلس و بیکار لوگوں کے خیالات چھوڑ دو جو لغو و بے نایہ باتوں میں ایام گذاری کر رہے ہیں و نہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہنگام اگر میں چاہوں ایسی حکام بالا کیلئے خیالات سے آگاہ کر کے تم کو گرفتار کر دین وہ تمہارے اور آئین کے تعلقات سے واقف ہیں لیکن میں نے بھی اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہے کیونکہ مجھے تم سے محبت ہے اور تمہارے والد سے میرے دوستانہ تعلقات ہیں میں نے پھر ایک بار تم کو آگاہ کر تا ہوں کہ تم اپنی جان پر رحم کہا و اور ان خیالات سے باز آؤ تم نے جو اس وقت بڑے بڑے شاندار انقلابات میں حریٹ اور محب وطن و غیرہ استعمال کئے ہیں بالکل بے اصل اور بے معنی الفاظ ہیں اور ان لوگوں کا یہ کہ کلام جو فاقہ مست ہیں اور حکومت میں کوئی عزت اور منصب نہیں رکھتے ان لوگوں پر جب رزق کی تنگی ہوئی اور غلی سے ان کی حالت بگڑا دی تو انھوں نے اس نیرایہ کو ذریعہ معاش بنایا اور عزت سے معاش حاصل کرنے کے بجائے اس ذلیل طریقہ کو معاش قرار دیا یہ لوگ حکومت کا مقابل کیا کر سکتے جبکہ ان کے پاس آنا ہی نہیں کہ پیٹ بھر کر رکھا لیکن ایسی حریٹ اور آزادی ضمیر سے کیا فائدہ جبکہ جیب خالی ہو اور بھوکوں مر رہے ہوں کیا تم ایک شخص بھی ان لوگوں میں ایسا پاتی ہو جو تارہم و آتش سے زندگی بسر کر رہا ہو اور میں کے پاس مال و دولت ہو۔

شرین آجکل احرار ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو مجلس میں اور انلاس نے ان کو حکومت پر غضبناک بنا دیا ہے چونکہ حکومت سے انہیں کوئی منصب نہیں ملا اس لئے وہ حکومت کے خلاف جوش آمیز تحریریں اور تقریریں سے لوگوں کو متاثر کرتے اور ظاہر کرتے ہیں کہ انھوں نے سرکاری ملازمت صرف اس وجہ سے نہیں کی کہ حکومت ظالم ہے اور وہ ملک کو اُس کے بچہ ظلم سے چھڑانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کج گفت صرف اس وجہ سے ہے کہ انہیں سرکاری ملازمت نہیں ملی ہے اگر انھی ان کو سرکاری منصب مل جائے تو ملامت حریٹ و آزادی ضمیر بھول جائیں اور سچے دل سے حکومت کی اطاعت کرنے لگیں میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو دکھا ہے جو حریٹ پسند تھے

اور سرکاری ملازمت میں منسلک ہونے ہی حریت کو بھول گئے خیر مجھے اس سے بحث نہیں میں آخری مرتبہ تم کو اور سمجھاتا ہوں بہتر ہے کہ تم خوب غور کرو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو میں نہیں اطمینان دلاتا ہوں کہ اگر تم غصہ سے باز آ گئیں اور میری محبت کا جواب تم نے محبت سے دیا تو میں راضی ہوں کہ تم کو بھی خطرہ میں پڑنے سے بچاؤں گا کیا میری یہ خدمت اس قابل نہ ہوگی کہ تم میری محبت کی قدر کرو اور بد ہے کہ تم دل خوش کن جواب دو گے اور اپنے کو خطرہ میں ڈالنے سے بچاؤ گے

مذکورہ بالا تہدیداً میرے تقریر ختم کر کے صاحب بکٹ فوہ کی طرف چلا اور خیال کیا کہ یہ دیکھی ہو کر گر ہوئی ہوگی اور خیر میں مادہ خوفزدہ ہو کر اس کو باہر جانے سے روک لیگی اور معافی چاہ لیگی لیکن اس کا یہ تمام خیالی قلعہ منہدم ہو گیا جب اس نے خیر میں کو یہ کہتے ہوئے سنا
جو تمہارے بچے میں نہ تھے کہ اگر میری زندگی تم جیسے آدمیوں کے ہاتھ میں ہے تو مجھے ایسی زندگی پسند بھی نہیں

یہ منکر صاحب بک پھر دو ٹوٹا اور غصہ بنا کہ لہجہ میں کہا
تم ملازم سے محبت رکھتی ہو بالکل جھوٹ اگر تمہیں اس سے محبت، ہوتی تو اس کو خطرہ میں پڑانہ رہتے دیتے اگر وہ مارتا تو اس کا خون تمہاری گردن پر ہو گا کیونکہ تمہیں اس کا سبق حاصل تھا کہ تم اس کی جان بچاؤ گے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا میں نے تم کو بہت موقع دیا کہ تم راضی ہو جاؤ لیکن انہوں نے کہ تم نے توجہ نہ کی اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس نے تمہارا محبت کا دعویٰ بے اصل ہے

خیر میں میرے اور دوسرے کے معاملات محبت میں تمہیں مداخلت کا کیا حق ہے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ راضی کو تم بچاؤ گے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں ایک شریف دل رکھتا ہے وہ ہرگز اس کو گوارا نہ کرے گا کہ ایک منافق جاسوس کا یا احسان اٹھائے کہ اس نے اس کی جان بچائی ہے اور میں تو کسی منافق کو احسان نہ دیتا ہوں اس سے اس کو بد چھا بہتر کہتی ہوں کہ ایک شریف انسان اپنی جان کو قربان کرے اور اس کا ذہن اٹھائے یہ مجھے اور راہ کو مرث کا کوئی ڈرامہ نہیں ہے حریت اور صداقت پر جان و دنیا ہمارے لئے کوئی قیمت نہیں ہے ہم وطن اور آزادی کی حمایت میں ہر قربان

میں اور خوشامی منافقوں کی طرح زنگی بسر کرنا جن پسند نہیں۔
ان فقرات کو ختم کر کے شہسب نے غیظ آلود لگا میں صاحب ایک بڑا لہجہ اور کہا
تو لوگوں سے بھلائی کی اسید رکھنا ایک امر فضول ہے تم سے کسی کو نایاب بیخج ہی نہیں سکتا
کیونکہ تم بھلائی کے لئے دفع ہی نہیں ہو سے ہو تم بار کا کام نہ چھوڑنا اور اپنی شرارت کو لوگوں
کو نقصان پہنچانا ہے اس لئے ہر فانی فرما کر آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے اور شریف لہجے سے
صاحب یکساں نے قہقہہ لگایا اور شیریں پر یہ ہنسنے نہ فرقہ کتا مچا کر وہ سے باہر چلا گیا۔
میری تہ اور صداقت پر ہم جان فدا کرتے ہیں..... یا شاہراہ

نہیں ہوا کہ اب

نہایت

ظمان اور توحید قریب کے کمرہ میں بیٹھتے ہوئے شیرین اور صاحب کی باہمی گفتگو نہایت خوب سے
سن رہے تھے۔ اور دونوں اس کے متوقع تھے کہ شیرین پہلے خط کو دیکھ کر ڈر جائیگی اور صاحب بک
سے اس کی نفرت بہت سے بھل جائیگی لیکن جب ظمان نے شیرین کی خست گھنگنی کو کہا۔
صدا اس قدر اچھی نہ ہوئی۔ یہ نصیب کیا کہ یہی سب اگر ان کے پاس نہ لگتی عزیز بیٹن ہی تو نہ ہو گئی
تین تو اپنی زندگی کا خوف ہے جو اس کی بددعا کی اور نفاق میں اس کی دشمنی سے یہ خط وہ میں نظر آ رہی ہے
صاحب بک کے کمرہ سے باہر نکلتے ہی ظمان اس کے پاس پہنچا اور خوشامدانہ لہجہ میں کہا
حضرم دوست انعام میں جلدی کیجئے چند روز بعد فراموشی میں اس کو پھر پھر یاد آگیا اور جس طرح کہن
ہو گا۔ اسی کر دیکھا۔

اولیٰ نو صائب بک نے انکار کیا اور پھر ملازمت کے اصرار سے وعدہ کیا کہ وہ دو تین دن تک اپنے
صبر کرے گا اور پھر ملازمت سے رخصت ہوا۔
اس وقت نہ صائب بک کا چہرہ غم نہ سرخ ہو رہا تھا سریش کی درشت مزاجی نے اس کو سخت

سرخ پہنچایا اور انتقام کا جذبہ اس کے دل میں موجزن ہو گیا لیکن متخیال آیا کہ اگر اس کو گرفتار کر دیا گیا تو وہ اس کے ہاتھ سے نکل جائیگی اور پھر کوئی صورت اس پر دسترس کی باقی نہ رہیگی اس لئے اس نے مناسب بھرا کر ابھی صبر سے کام لیا جاسے۔

صائب بک کے چلے جانے کے بعد شیرین نے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور بنگ پر لیٹ کر دھڑا پیش آمد پر غور کرنے لگی صائب بک کے پاس اپنا خط پا کر سے یقین ہو گیا کہ راضی اور اس کی زندگی خطوں میں ہے بلکہ کی جدائی اور اس کی زندگی کو خطرہ میں پا کر شیرین پر غم و اطمینان طاری ہو گیا راضی کی صورت آنکھوں میں بھرنے لگی اور اس کی باتیں یوں آئے لگیں کہ وہ کس طرح خوش خوش اس سے ملنے آیا کرتا تھا اور اس کو نگلیں پا کر کہتا کہ تیری دنیا تھا کیونکہ ابھی شکوہ و شکایات ہوتے تھے یہ تمام باتیں ایک ایک کر کے یاد آئیں اور پھر خیال آیا کہ اب راضی کمان ہو گا قید کی سختی جھیل رہا ہو گا کانس کر دیا گیا ہو یا بھروسہ میں ڈال دیا گیا ہو گا اور چلیاں اس کے جسم کو کمانگی ہونگی اس خیال نے اسے بہت تکلیف دی اور رونے لگی چون کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور گھبراہٹ مچاتی تھی

راضی پیار سے راضی آہ تم کہتا بیٹھیں ہمیں کمان ڈھونڈھون آہ تم تو قصہ بلند میں قید ہو چلاں بہت سے احوال قید پر چکے ہیں آہ وہ قصہ بلند جوا حرا کا گورستان اور حریت کا عرفین ہو خیر کہہ مضائقہ نہیں پیار سے دونا نہیں کہیں قید کی سختی اور ظالموں کا ظلم تھا اسے قید میں کو صداقت و حریت کی شام آہ سے دلگدگانہ وہ پیار سے ثابت قدم رہنا حریت اور صداقت کی راہ میں مرنا شہادت سے کم نہیں ہو سکتا کہ راضی راجا جلسہ آہ میرا چایا راضی حریت اور صداقت کا دلدادہ آہ سچا محب وطن ہے راضی جانتے اور یہ ملعون جاسوس زندہ رہے۔ یا کہ وہ غصہ سے دانت پیچنے اور شہداء کا شہداء کی بیٹ لگی جب کہ غصہ فرود آو اسے قصور بندھا کہ راضی بلند میں بہت تکلیف پہنچا ہے لیکن اس کو نہیں بھولا راضی کو مضموم پا کر اس نے کہا

پیارے وطن میں بڑا بڑا ہی چھوٹا چھوٹا شہداء قدم میں تمہاری انذات میری انذات گت ہے میں سزا ہے گھر اور نہیں میرے گھر میں ہے ہاتھوں ہاتھوں کے وہ منافق رہا صاحبانہ میرے

دسترس نہیں پاسکتا اور نہ چہ کو بری نظر سے دیکھنے کا موقع پاسکتا ہے لیکن آہ کیا فائدہ بیکار
 تم کو نظام حکمرانوں کے قبضہ میں ہو اور رہائی کی کوئی امید نہیں آہ اب کیا ہو گا۔
 شیرین یہ الفاظ کہتی جاتی تھی اور کمرہ میں ٹہکتی جاتی تھی دیر تک وہ اسی غم و غصہ میں رہی
 اور دنیا و ماہیہ سے بے خبر اپنے خیالات و تصورات میں محو شدہ مافرے جیب اس کے قوی کو ضعیف
 کر دیا تو وہ پلنگ پر بجا پڑی اور پھر اپنی حالت پر غور کرنے لگی کہ یکایک دروازہ پر قدموں کی
 آہٹ معلوم ہوئی شیرین نے دروازہ کھولا اور توحیدہ کو مین داخل ہوئی اُس کے ہاتھ میں لمپ
 اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے شیرین مان کی اس غمناک حالت سے بہت متاثر ہوئی؟



سولہواں باب

توحیدہ اور شیرین

توحیدہ اور شیرین دونوں کی نگاہیں ماہر ملین اور دونوں مسکرائیں آنسو دونوں کی آنکھوں سے
 ٹپک رہے تھے اور جوش محبت اور واقعات پیش آمدہ سے دونوں برابر متاثر تھیں لب لباب میں
 رک کر توحیدہ نے شیرین کو سینہ سے لگا لیا پیشانی پر پیس دیا اور کہا
 آہ یہ مصیبت ہم پر کہاں سے نازل ہوئی، مصائب تجھے خدا غارت کرے تو ہی ان مصائب کا
 باعث ہے ہم آرام و آسائش اور سکون و طینان سے زندگی بسر کر رہے تھے کہ تو نے اگر ہماری
 زندگی تلخ کر دی اور ہم کو مصیبت میں مبتلا کر دیا۔

(اس کے ہلکا)

ہمارا خاتمہ ہے مجھے تم نے اُس مردود کی باتوں میں اگر ہمارے عیش کو مکدر بنا دیا بیٹی گہرا کونین
 مایوس نہ ہو خداوند تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہم کو جلد ان مصائب سے نجات دے گا۔

شیرین خاموش مان کی بائیں ہنسی رہی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور دل تھر تھر
 کاہل رہا تھا توحیدہ نے ہاتھ پکڑ کر شیرین کو بٹھا یا اور اُس کے پاس بیٹھ کر آنکھوں سے آنسو

اور پیار سے کہا

پیارے بیٹی ڈرو نہیں خوف کی کوئی بات نہیں ہو تمہارے والد باہر چلے گئے ہیں تم اطمینان سے باتیں کرو میں تمہارا نعم نہیں دیکھ سکتی مگر کیا کروں تمہارے باپ کے خوف سے مجھے ان کے اشاریہ پر کام کرنا پڑتا ہے بہر حال گھبرانے والا اس بولنے کی کوئی بات نہیں ہو دنیا میں کوئی مرض لا دوا نہیں ہو۔

شیرین مجھ سے غم والہم بنی ہوئی بیٹی تھی اور مان کی باتیں سن رہی تھی توحیدہ نے خاموش اور غم و الم میں شیرین کو ڈوبا ہوا پا کر کہا

بیٹی معاملہ نہایت اہم ہے اور اس سے نجات صرف تمہاری رضا مندی پر موقوف ہو۔

یہ لکھ کر توحیدہ خاموش ہو گئی اور شیرین پر نظر ڈالی کہ اس کے الفاظ کا اس پر کیا اثر پڑا ہے شیرین بدستور خاموش تھی اور بہت کی طرح بیٹی مان کی طرف دیکھ رہی تھی توحیدہ نے پھر کہا

بیٹی کیا میری رائے درست نہیں ہے ہم سب کی نجات فحاصلی تمہارے ہاتھ میں ہے کیا یہ جھوٹا شیرین دھوکہ کرنا ان اگر تمہاری مراد نجات سے یہ ہے کہ مجھے موت آجائے اور تمام مصائب و مشکلات کا خاتمہ ہو جائے تو میں تمہاری رائے کو اپنی ہون بیشک میری موت نجات کا باعث ہو اور میں اس کے لئے بالکل طیار ہوں

توحیدہ بیٹی خدا کرے سیر یہ مطلب نہیں ہے میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم اپنی رائے کو بدل دو بجا غصہ سے باقاً تو اور اپنی اور راضی کی زندگی کو خطرہ میں پڑنے سے محفوظ رکھو

شیرین امان اگر میری اور راضی کی زندگی کی حفاظت کی ضرورت ہی صورت ہو کہ میں اس مردود چاہوں کہ قبول کروں تو مجھے ایسی زندگی کی ضرورت نہیں جو اور نہ راضی اس قسم کی ذلیل زندگی کو پسند کرے لچکا اور اگر غصہ کر لیا جائے کہ میں اس پر راضی بھی ہو جاؤں تو مجھے یقین ہے کہ راضی ہرگز اس پر راضی نہ ہوگا۔

توحیدہ بیٹی تم اس سے مطمئن رہو راضی کو میں راضی کروں گی بیٹی شاید تم نے میرے الفاظ کا غلط مطلب سمجھا ہے یہ مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا نخواستہ تم صاحب کو قبول کرو بلکہ میری حق یہ ہے کہ تم صاحب تک سے اپنی بے رخی نہ برتو بلکہ اس کو خوش کر کے ایسا موقعہ ہم پہنچاؤ کہ وہ راضی

کو آواز دے گا اگر اُس نے رائے کو آزاد کر دیا تو پھر تم کو اختیار ہے جو چاہے کرنا صائب کو راضی رکھو اور اُس کو سب پر باخ و کما کر عین اپنی غرض حاصل کر لینے کی ضرورت ہو گا کہ ہم بھی خطہ سے محفوظ ہو جائیں اور اگر مز بھی نجات پا جائے۔

شیرین (سر ملا کر) اماں مجھ سے ضمیر فروشی نہیں آتی جس بات کو میرا دل نہ چاہے میں کوئی کر اُس کو کر سکتی ہوں اور اب تو میری رائے یہ ہے کہ اگر خدا بخوہے مستعدانِ مرامی بھی ہو جائے تو اس کی رضا مندی مجھ کو میرے ارادوں سے باز نہیں رکھ سکتی میں تو کبھی راضی نہ ہوں گی اور ہرگز ہرگز صائب کو قبول نہ کروں گی اور نہ مجھے وہ کہہ بازی سے کام لے گا لہذا سب بند ہو خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

توحیدہ بیٹی یہ کیا نہاری باتوں نے مجھے حیرت میں ڈال دیا شیرین خدا کے لئے ضد بھڑو دو اگر نہیں اپنی زندگی اپنے شباب اور اپنے حسن و جمال پر رحم نہیں آتا تو اپنے باپ کی جان پر تو رحم کماؤ ان کی زندگی کو تو خطرہ میں نہ ڈالو شیرین کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ لوگ (استبداد) یا موجودہ حکومت کو پسند کرنے والے نہایت سخت ہیں انہیں نہ خدا کا خوف ہو نہ رسول کا اور یہ عقیدہ ظلم و ستم کرتے ہیں اس کی انہیں ذرہ برابر و انہیں ہوتی خدا کے لئے سبچا اور خدا سے باز آؤ ہم صائب کو دیکھو کہ دیکر اور صرف ایک مرتبہ دیکھنا کام کمال لینا چاہتے ہیں دیکھو اپنی اور رائے کی اور میری زندگی پر رحم آماؤ اور میری خواہش کو رد نہ کرو۔

شیرین اماں مجھے مجبور نہ کرو میں نے جو کچھ کہہ دیا ہے اُس کے خلاف میں نہیں کر سکتی خواہ قہر کچھ ہی نکلے۔

توحیدہ شیرین غور کرو اور معاملہ کی اہمیت پر غور ڈالو میں نہیں آج رات کو سبچے کا موقع دیتی ہوں اہلخانہ سے اس پر غور کرو لیکن ہر معاملہ کی اہمیت ہماری رہبری کو ہے اور تم مصلحت و وقت کو بھو اور میری رائے سے اتفاق کر دینا صیح اٹھنا نہ تم سے ملو گی۔

ستر مہوان باب

کسان چلی گئی ؟

توحیدہ صبح سویرے ہی تھکڑے پہلے اٹھی اور شیرین کے کمرہ کی طرف روانہ ہوئی دروازہ کھلا ہوا تھا اور کمرہ خالی توحیدہ نے خیال کیا کہ شیرین کسی دوسرے کمرے میں ہوگی دوسرے کمرہ میں ڈھونڈنا لیکن شیرین کا پتہ نہیں پھر شیرین کے کمرے میں پہنچی اور غور سے اس کی چیزوں کو دیکھنا شروع کیا اس کا جوتہ اور وہ کپڑے جو وہ پہن کر باہر جایا کرتی تھی غائب تھے توحیدہ یہ معلوم کر کے گھبرا گئی اور غور کرنا شروع کیا کہ اگر وہ گھر سے باہر گئی ہے تو کہاں مٹکا خیال آیا کہ شاید وہ اپنی اس سیلی کے پاس گئی ہوگی جس کے ہتھیل ہے اور خلد ہی میں اس کے گھر کے قریب رہتی ہے فوراً اٹھی اور خستہ تو نام خادم کو آواز دی تاکہ وہ وہاں جا کر معلوم کرے کہ شیرین وہاں ہے یا نہیں جب کئی مرتبہ خبریں نہ کو آواز دی اور وہ نہ آیا تو یہ خیال کر کے کہ وہ سو رہا ہو گا خلد کی کوٹھری میں پہنچی اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس کی کوٹھری کا بھی دروازہ کھلا ہوا ہے اور کوٹھری خالی توحیدہ سے اب ضبط نہ ہو سکا آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور پھر شیرین کے کمرہ میں پہنچ کر سوچنے لگی کہ آخر شیرین گئی کہاں اور خستہ تو صبح ہی صبح کہاں غائب ہو

توحیدہ دونوں ہاتھوں سے سر چڑے بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی دفعتاً اسے خیال آیا کہ ماہین بالوئی کے خوف سے وہ کہیں بھاگ کر نہیں گئی پھر خیال آیا کہ نہا کیونکر بھاگ سکتی ہو اور اگر بھاگ کر کہاں گئی مٹکا خیال آیا کہ خستہ کے ساتھ نہ کہیں چلی گئی ہو کیونکہ دونوں ہتھیل میں خستہ لایا گیا کارپے والا تھا اور دونوں کی انجمن اتحاد ترقی کا نہ صرف ہوا خواہ بلکہ مددگار تھا اور اگرچہ وہ بولے ساتھ لیکن نوجوانوں کے سے بچہ دل و دماغ اور محبت کا ادبی تھا شیرین بھی بچپن سے اس کی گود میں سیلی اور بڑی ہوئی تھی اور وہ اس سے بچہ محبت رکھتا تھا اور اس کو خوش رکھنے کی بڑی کوشش کر رہا تھا نہ صرف اس وجہ کہ وہ اس کے ہتھیل ہی بلکہ اس وجہ

کہ وہ اس کو بیٹی کی طرح سمجھتا تھا،
خوئیہ کا خیال آتے ہی توحیدہ نے سجا کہ ضرور خوسرو اسے رہنما کر لے گیا ہے اور بہت ممکن ہے
کہ وہ اپنے وطن البانیامین لے گیا ہو۔

توحیدہ انہیں خیالات میں بھی کہ اُس نے طہار کی آواز سن کر توحیدہ نے باہر نکل کر دیکھا کہ وہ شب
خوابی کے لباس میں اپنے کمر سے باہر نکلا اور غسل خانہ کی طرف چلا اور خوسرو کا عازمی توحیدہ نے
آگے بڑھ کر کہا کہ خوسرو یہاں نہیں ہے
طہار نے صبح ہی تم نے اسے کہاں بھیج دیا

توحیدہ میں نے تو اسے کہیں نہیں بھیجا اور صرف وہی بنین شیرین بھی گھر میں موجود نہیں ہے
یہ کہہ کر توحیدہ نے لگی طہار نے توحیدہ کو روکے ہوئے دیکھ کر کہا
بیکم خیریت ہے روتی کیوں ہو؟ کیا شیرین نے ابھی تک رضامندی ظاہر نہیں کی اور وہ برابر کیا
اپنی ضد پر قائم ہے؟

توحیدہ شیرین کا تو پتہ نہیں خدا جانے کہاں چلی گئی
طہار نے اپنے کافی سے مجھے بھی کوئی علم نہیں ہے ممکن ہے کہ اپنی کسی آنکھ میں سہلی کے ہاں گئی ہو
..... افسوس یہ لڑکی اپنے خیالات سے باز نہیں آتی یہ خود بھی معصیت میں پھنس گئی اور ہماری زندگی
کو بھی خطرہ میں ڈالے گی؟

توحیدہ طہار کی بے پروائی سے متنبہ ہوئی کچھ خوف کم ہوا اور اب اسے یہ فکر ہوئی کہ کسی کو بھیج کر
شیرین کا پتہ لگائے لیکن کس کو بھیجا جائے؟ خوسرو غائب تھا اور دوسرا کوئی خادم موجود نہ تھا توحیدہ
نے خود کو کھڑے پئے اور تلاش میں جلدی جان جہاں شیرین کے جانے کا خیال تھا وہاں نہ لی تو پھر باہر
جو کر واپس آئی اور اپنے شوہر طہار سے جو باہر جانے کے لئے کپڑے پہن رہا تھا کہا
میں نے شیرین کو جہاں جہاں اُس کے جانے کا خیال تھا سب جگہ تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہیں ملی
طہار نے گہرے کی کیا بات ہے تھوڑی دیر میں آجائے گی..... لیکن بیکم خوسرو کے غائب
ہونے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں اس کے ساتھ وہ بھاگ نہ گئی ہو..... بہت دیر سے نہایت
خوسرو کو میں نے نکال باہر کرنے کا ارادہ کیا لیکن تم ہمیشہ میرے ارادہ میں مداخلت کی کہ بہت بڑا

پاجی ہے اور شیرین کے خیالات کو زیادہ تر اسی نے خراب کیا ہے
 خریستولیون تو برا مسکین بنادیتا ہے لیکن میں اس سے ابھی طرح سے واقف ہوں یہ انہیں احوار
 میں سے ہے جو کھل ملک میں فتنہ و فساد برپا کر رہے ہیں اور حکومت کو الٹ دینے کے خطہ میں گرفتار
 ہیں۔“

بیگم اگر گنہگار بھی یہی خیال ہو کہ شیرین خریستولیون کے ساتھ کہیں جا گئی ہے تو ہم پر اس کا کیا الزام ہے ہم نے
 اس کو سہاڑا اور راہ راست پر لانے کی کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی ہم نے بہت جاہک کہ وہ اپنے لغو خیالات
 سے باز آئے اور صاحب بک کو قبول کرے لیکن اس نے قبول نہ کیا اگر وہ قبول کر لیتی تو اس کے اور
 ہمارے غمی میں بہتر ہی ہوتا کہونکہ اس صورت میں نہ صرف وہ بلکہ ہم پر ہی خطرات سے محفوظ ہو جاتے
 اور امر کی رہائی کی بھی کوئی مشکل نکل آتی۔“

اب یہ تو کمین نکل گئی لیکن ہمیں خطرو میں ڈال گئی حکومت کو جب اس کا حال معلوم ہوگا تو وہ اس
 کو ہم سے طلب کرے گی اور جب ہم اس کو حکومت کی طلب پر نہ دیکھیں گے تو حکومت ہمارے دپے
 بوجھا سکی۔ بیگم مجھے خوف ہے کہ کمین صاحب بک نے شیرین کا خطا نامہ بک کے حوالہ نہ کر دیا ہو اور رہا
 عاجزی کا خیال اس نے مایوس ہو کر نہ کیا ہو۔

توجیدہ آپ نے یہی فرمایا ہے مجھے بھی صاحب بک کی طرف سے اس کا خطر ہے لیکن اگر اس نے
 ایسا کیا تو کیا ہوگا۔

ظہار صاحب بک نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آج ہی بک اور منبر کے گھاگرا شیرین رضی نہ ہوئی
 تو پھر وہ اس کے خط کو ناظم بک کے حوالہ کر دینگا صاحب بک آٹھری ویر میں آئیں گے تم جلد نامہ
 تیار کرو توجیدہ باوجود چنانچہ میں چاہتی تھی اور نامہ تیار کرنے لگی۔

اٹھارہواں باب

طلب ملت

تھوڑی دیر بعد توجیدہ بیگم کی گھر پر دست نی اور صاحب بک کی گاڑی، عازرہ بیگم کی گاڑی

صائب بک گاڑی سے اتر کر مکان میں داخل ہوا۔ لہار نے استقبال کیا اور کمرہ میں لجا کر بٹھایا تو حیدرہ باور چیخا دے سے نکل کر کمرہ میں پہنچی اور صائب بک کو سلام کیا صائب بک نے دیکھا تو حیدرہ کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں اور چہرہ زرد رہے صائب بک نے سبب دریافت کیا لہار نے جواب میں کہا

کچھ نہیں آج صبح اٹھ کر بیکم نے دیکھا کہ شیرین غائب ہے اسی وقت سے ہم سب پریشان ہیں۔ صائب بک دگمبر کس کیا شیرین بھاگ گئی..... بھاگ کر کہاں جا بیگی۔

یہ کہہ کر وہ کھڑا ہو گیا غصے سے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور باہر جانے کے ارادہ سے اس نے اپنی موٹی لٹائی کو اٹھایا لہار نے ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور عاجزی سے کہنے لگا۔

بھاگ گئی..... نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتی..... میرا خیال ہے کہ وہ اپنی کسی سہیلی کے پاس چلی گئی ہے اور تھوڑی دیر میں واپس آ جا بیگی اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ کہیں چھپ گئی ہو تو زیادہ سے زیادہ ایک دو دن اس کے بعد.....

صائب بک (بات کاٹ کر) کیا وہ تنہا گئی ہے تنہا وہ کہیں جا سکتی جات نہیں کر سکتی لہار نے سیرا خیال ہے کہ وہ خلیستو کے ساتھ گئی ہے اس لئے کہ وہ بھی صبح سے گھر میں نہیں ہے صائب بک خلیستو البانی کے ساتھ ٹھیک میں سمجھ گیا۔

لہار نے محترم بک شیرین بھاگ نہیں سکتی شاید وہ اپنی کسی سہیلی کے پاس چلی گئی ہے اگرچہ اب سے پہلے کسی کے ہاں جانے کی عادی نہ تھی۔

صائب بک بھاگ گئی..... کہاں چلی گئی..... بھاگ کر کہاں جا سکتی ہو جان جا بیگی ہم اس کو گرفتار کر لیں گے۔ تمام مقامات کے راستوں پر محافظ ڈگران مقرر کر دے جائیں گے اگر وہ بھاگی ہے تو زیادہ سے زیادہ مناسٹر جا بیگی۔ یا رستہ جان آپ کے عزیز رہتے ہیں اور اگر خلیستو کے ساتھ گئی ہے تو ابانا جا بیگی ہم سب جلد اس کو گرفتار کر لیں گے۔

تو حیدرہ محترم بک میں بہت مشکور ہوئی اگر شیرین آپ کی کوشش سے واپس آ جا بیگی“ صائب بک خاتون یہ تو بہت آسان ہے لیکن یہ اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ حکومت کو اس کے خیالات اور جرم سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ حکومت اپنے طور پر تمام مقامات اور بلوے

اسٹیشنوں پر غریب تار کے اطلاع دیدے کہ شیرین چلنے لے فوراً اگر نذر کر لی جائے
توحیدہ محترمہ کب ایسا نہ کیجئے میں یہ نہیں چاہتی کہ شیرین اور اس کے ساتھ ہم مصیبت
میں مبتلا ہو جائیں اور غالباً آپ بھی اس کو پسند نہ کریں گے ہم سب بے تصور ہیں اور شیرین
بھی البتہ وہ مغرور ہے اگر چند روز صبر کیا جائیگا اور اس کا غم و غصہ دور ہو جائے پھر اسے
سجھایا جائیگا تب مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور راضی ہو جائیگی۔ اصل یہ ہے کہ ہم نے جلدی کی اگر ہم
چند روز صبر کرتے اور اس کا غم و غصہ دور ہو جانے دیتے تو کبھی ایسا موقع پیش نہ آتا بہر حال ہر
خیال ہے کہ شیرین سالونیک سے باہر نہیں لگتی ہے وہ گھر سے نہرنا جانے کی عادی نہیں ہے اور گھر
سے بہت کم باہر نکلتی ہے اس لئے اسکے مناسبہ وغیرہ کا جانا صرف خیال ہی خیال ہے وہ سالونیک
ہی میں ہے۔ محترمہ کب اور دو روز صبر کیجئے ہم اس کو تلاش کرتے ہیں اور حمان جہاں اس کے
جانے کا امکان ہے وہاں تہہ لگاتے ہیں اگر وہ تلاش جستجو سے نہ لی تو پھر کوئی دوسری
تہہ بیکی جائیگی۔

توحیدہ یہ لکھ روئے لگی اور پھر کمرہ سے نکل کر باہر چلی گئی توحیدہ کے چلے جانے پر ہمارے

صائب سے کہا

محترم دوست اطمینان رکھئے شیرین بہاگ کر کہیں نہ جائیگی وہ یہیں سالونیک میں ہوگی اور
بہاگ کیونکر جیتی ہے اس کے پاس پمیدہ تو ہے نہیں وہ ایک ادھر روز میں واپس کر جائیگی
اور اپنی خطا پر اوم ہو کر خفا ہی جائیگی واقعہ یہی ہے جو یکم نے کہا حقیقت میں ہم نے عجلت
سے کام لیا اگر ہم چند روز صبر کرتے تو وہ ضرور راضی ہو جاتی بہر حال میں آپ سے وعدہ کر چکا
ہوں اور پھر اس کی تجدید کرنا ہوں کہ شیرین آپ کی ہے آپ مطمئن رہیں شیرین کو آپ سے
بہتر شوہر کہاں مل سکتا ہے اگر نام دنیا میں ڈھونڈ لگی تو آپ جیسا شخص دوسرا نہ پائیگی۔
صائب یک اب مجھے اس کی ہر باتیں وہ راضی ہو یا نہ ہو یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ
وہ حکومت کی مجرم ہے اور میں حکومت کا نیکو نام نہیں بنانا چاہتا کہ اس کے مجرم کو چھپاؤں
اس لئے میرا فرض ہے کہ میں حکومت کو اس کے حال سے آگاہ کر دوں اور اس کا خدا بائیں پائیگی
کو بھیج دوں۔

طہارۃ محترمہ بک اگر آپ نے شیرین کا خط مابین ہایونی کو بھیج دیا اور مابین ہایونی نے اس کو طلب کیا تو اذیت ہم بتائیگی اور آپ کو معلوم ہے کہ ہم بالکل بے گناہ ہیں اور حضور شاہ معظم کے دفا دار ہیں کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ ہم ناکر وہ گناہ گرفتار مصیبت ہوں۔ میں ادب سے لمتی ہوں کہ آپ ہمسرہ رحم فرمائیں اور میں مبتلائے مصیبت کرنے کی کوشش نہ فرمائیں۔

صائب بک بیشک آپ امیر المومنین کی حکومت اور ذات شاہانہ کے ہی خواہ اور وفا دار ہیں اور حضور سلطان سے آپ کو کمال عقیدت و اخلاص ہے اگر ملک تین آپ ہی جیسے خلص اور وفادار لوگ ہوتے تو یہ فتنہ و فساد کیوں برپا ہوتا میں آپ کے اخلاص اور وفاداری کو تسلیم کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ کی یہ عقیدت آپ کو نوازشائے شاہی کا موجب بنائیگی اور حضور سلطان معظم جلد سے جلد آپ کو کوئی بڑا درجہ عنایت فرمائینگے اگر آپ میری رائے قبول فرما کر میرے ساتھ اپنا ہایونی کے دفتر میں جلیں تو آپ کی خدمت کے مناسب آپ کی عزت و قدر دانی کی جائے

طہارۃ (خوش ہو کر) بدین روز صبر کیجئے انشاء اللہ شیرین اس عرصہ میں برنیان ہو کر گھر واپس آجائیگی اور پھر آسانی اس کو رہی کیا جاسکیگا۔ محترم دوست اصل یہ ہے کہ شیرین کا یہ فعل زیادہ قابل گرفت نہیں ہر عورت میں عموماً ناقص العقل ہوتی ہیں اور وہ صرف اسی کام کی ہیں کہ بچہ یا جوان کا کام کریں۔ لیکن انوس ہے کہ کچل کے نوجوانان کی نہ ہر ٹلی ہوا اور خیالات نے عورتوں پر بھی اثر کیا ہے اور اب آجکل کی عورتیں بھی پہلی سی نہیں رہی ہیں۔

اس کے بعد طہارۃ نے صائب بک کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور دونوں کھانا کھانے کے کمرہ میں جا کر ناشتہ کرنے لگے۔



انیسواں باب

سامر

طہارۃ اور نوحیدہ وغیرہ کو شیرین کی تلاش کرنے دیجئے آئیے ہم راضی خبر میں رامز نے گرفتار

ہوتے ہی ہجمہ لیا کہ اس کی زندگی خطرہ میں ہے۔ محاً اسے شیر بہن کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے صاحب بک کے متعلق کہی تھی کہ وہ اُس سے تعلقات نہ رکھے اور اُس کے اخلاص کو فریب خیال کرے۔ گورنمنٹ ہاؤس میں رامز اُس نگاری سے جس میں وہ گھر سے بٹھا کر لایا گیا تھا اتر آیا ایک افسر نے جو دین کھڑا تھا اُس کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا کہ رامز افسر کے پیچھے روانہ ہوا جس اُس کو ناظم بک کی خدمت میں پیش کیا جو وسط کمرہ عین قالمین پر فوجی لباس میں بیٹھا ہوا تھا اور اُس کے پاس ہی صاحب بک بھی بیٹھا تھا صاحب بک کو دیکھ کر رامز کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں اور اسے یقین ہو گیا کہ صاحب ہی نے اُسے گرفتار کر لیا ہے۔ صاحب بک نے رامز کو دیکھ کر کہا۔

رامز آفندی کس حال میں ہو۔

را حزمین کوئی خاص بات اپنے میں نہیں پاتا
یہ کہہ کر رامز نے اظہار تکنت کے لئے اپنے بازوؤں کو حرکت دی صاحب بک نے رامز کی طرف دیکھا اور تاسف کرتے ہوئے ناظم بک کو مخاطب کر کے کہا
جناب محترم! اوس سبب کہ رامز کو گوشتوں نے ہکا کر اپنا ہم خیال بنایا اور وہ ان کے خیالات ایسے نہ تھے رامز آفندی نے اس وقت تک جو کچھ کیا ہے یہ خیال ہے کہ اپنی طرف سے نہیں کیا ہے بلکہ صرف اپنے دوستوں کی خوشنودی کے لئے

ناظم بک یہ بات تو قرین قیاس پہنچائی اسی حالت میں جبکہ ان کے ہاتھ کی تحریریں نہایت سیدھی رہی ہیں کہ یہ ملک و ملت کے خائن اور فاسق شاہانہ کے دشمن ہیں، دیکھو ترکی اور غزنی خانات میں ان کے معنائیں موجود ہیں میرا خیال ہے کہ تم ان کی طرف سے جرم کی ممانعت کر رہے ہو کیونکہ یہ تمہارے دوست ہیں۔

صاحب بک مقدم..... رامز آفندی بیٹنگ میرے دوست ہیں لیکن میں نے جو عرض کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے میں رامز کے اخلاق و عادات سے ابھی طرح واقف ہوں ان میں اگر کوئی چیز ہے تو صرف یہ کہ غرور و ضدی ہیں اگر ان میں یہ عیب نہ ہوتا تو بے شک یہ بے مثل ثبات کے آدمی تھے (رامز کی طرف دیکھ کر رامز آفندی کیا میں غلط کہتا ہوں۔

راہز باکل غلط۔

ناظم یکب (صائب یکب کو مخاطب کر کے) ہاں بیشک یہ لوگ مغرور و متکبر ہیں اور جلالت الہیہ کے برخلاف کوشش کر رہے ہیں ان کے ساتھ بدترین سلوک کرنا چاہیے تاکہ یہ معلوم کر سکیں کہ خاندان ملک و ملت کی سزا کیا ہوتی ہے۔

اس کے بعد ایک افسر کی طرف دیکھ کر فرما دیا کہ وہ راجہ کی حلیہ نہ لیجائے صائب یکب کھڑا ہو گیا اور راجہ کی حمایت و سفارش میں کس

آئندہ ذرا وقت فرمائیے میں راجہ کو بچپن سے جانتا ہوں اور ہم دونوں نے ایک ہی ساتھ ٹرولر چلے اس لئے میں ان کی طبیعت سے خوب واقف ہوں حقیقت یہ ہے کہ راجہ کو دھوکہ دیا گیا ہے اور دوسرے لوگوں نے ان کو ہسکا کہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ آپ کے سامنے انکار کر رہے ہیں

اس کے بعد راجہ کی طرف دیکھا اور کہا

راجہ ان خیالات کو چھڑ دو جن لوگوں نے تم کو ہسکا کہا ہے اور جو مدعی حریت و صداقت ہیں وہ حکومت کی مخالفت صرف اس وجہ سے کر رہے ہیں کہ حکومت ان کو مناسب عطا فرما دے جب ان کو حکومت سے منسلک جائینگے تو یہ لوگ نہیں چھوڑ کر خود حکومت کے وفادار بن جائینگے ایسا بہت دفعہ ہوا ہے اور بہت دنوں سے ہشیار لوگ اس طرح اپنا مقصد حاصل کر رہے ہیں مجھے معلوم ہے کہ نقشہ و فائدہ پیدا کرنے والے لوگ بہت تھوڑے ہیں اور ان کے ساتھ زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو ان کے قریب میں آکر ان کے ساتھ شریک ہو گئی ہے راجہ تم ان لوگوں کی چالوں کو واقف نہیں ہو یہ صرف مطلب پرست لوگ ہیں جو اپنا مقصد حاصل کر لے کے لئے دوسروں کو مصیبت میں مبتلا کر دیا کوئی بات نہیں سمجھتے تم اور تمہارے نوجوان ساتھی ان لوگوں کی کامرانی کا ذریعہ ہو رہے ہیں انہیں کے بعد تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ حریت و صداقت کوئی چیز نہیں ہے اور صرف یہ ایک قریب ہے اس لئے اگر تم میں ان لوگوں کے علم تباہ ہو جائیں تو انہیں کے ممبر یا کارکن ہیں یا اس جگہ سے آگاہ کر دو جان یہ سب لوگ جن ہوتے ہیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تم کو چھڑ دیا جائیگا تاکہ حکومت سے کوئی ٹرا منسب بھی نہ لودا یا جائیگا۔

اپنی تقریر ختم کر کے صاحبِ بک نے رافضی کے چہرہ پر یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اُس کی تقریر نے کیا اثر کیا ہے نظر ڈالی رافضی گراں روزِ بک سے خاموش نظر اٹھا صاحبِ بک نے رافضی کو خاموش کچھ سوچتا ہوا پا کر خیال کیا کہ اس کی تقریر کا اس پر اثر پڑا ہے اُس نے پھر کہا

رافضی میں نہیں اس سے بھی آگاہ کرو یا چاہتا ہوں کہ ایک نہ ایک دن اس مخفی جماعت کا حال ہمیں ضرور معلوم ہو جائیگا اور چلیں یہ لوگ جمع ہو کر حلالۃ الیاء شاہ کے خلاف تقریریں کرتے اور تجارت پر سوچتے ہیں اس کا بھی پتہ لگ جائیگا کیونکہ عموماً یہ لوگ مجلس ہیں چند روز بعد بھوکوں مرے لگیں گے اور مجبور ہو کر حضور بادشاہ کی اطاعت قبول کر لیں گے جیسا کہ اب سے پہلے متعدد بار ایسا ہو چکا ہے اور پیرس جیف اور مصر وغیرہ کی خفیہ انجمنوں کے کارکن قبل اطاعت پر مجبور ہوئے ہیں اس لئے میرے نزدیک یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان گویوں کے حالات نام اور انجن کے مرکز سے آگاہ کر دیا جائے کیونکہ جو شخص سے پہلے اس خدمت کو انجام دے گا اُس کو خلیفہ سلطان المعظم سے بہت بلا منصب لیگا اور یہ خدمت سلطان کی خوشنودی کا باعث ہوگی اس کے علاوہ ایک اور فائدہ یہ بھی ہوگا کہ جو لوگ تمہاری طرح فتنہ پردازوں کے فریب میں گرفتار ہیں ان کو اس فریب سے آگاہ کر کے خطوط سے بچا جائیگا اور فتنہ پردازوں کو معقول سزا دی جائیگی پس مناسب ہے کہ اس وقت تم صرف وہ جگہ بتا دو جہاں یہ لوگ جمع ہوئے ہیں۔

ناظمِ بک صاحب کی تقریر کو سن رہا تھا اور آمر کے چہرے کو دیکھتا جاتا تھا تا کہ معلوم کر سکے کہ اس تقریر نے اس پر کیا اثر کیا ہے۔ رافضی نے صاحبِ بک کی تقریر ختم ہو جانے پر گر دن اٹھائی اور کہا عفت نفس، حریت، شخصیت، اور صداقت ایسے الفاظ ہیں جن کا مفہوم تمہارے نزدیک خفیہ نہیں گویا تمہارے نزدیک یہ الفاظ اصل دے معنی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ تم میں ان کے مستحق سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں اس لئے تم سے گفتگو کرنا عبث و فضول ہے۔ میں اور میرے بھائی دوست مغرور و متکبر نہیں ہیں ہم پر یہ اتہام ہے مغرور اور بے حریت تم لوگ ہو جو وطن فروشی کرتے اور بھائی وطن کو مال حاصل کرنے کے لئے مصیبت و ہلاکت میں ڈالنے ہو۔ برکین تم جاناؤ اور تمہارا کام میں پسند نہیں کرتا کہ اب آپ اس موضوع پر مجھ سے گفتگو کریں البتہ اس کے علاوہ اگر کوئی اور بات چود تو فرماتے اور پھر اس کے بعد جو آپ کے حوالے سے وہ کہئے۔

صائب بک رافز کی جرأت سے ششدر رہ گیا اور پھر کچھ نہ کہا تاہم بک بھی حیران تھا کہ
 دیر سکون طاری رہا اور پھر ناظم بک نے کہا
 رافز صائب بک نے تم کو دوستانہ نصیحت کی ہے افوس ہے کہ تم نے اپنے غلصہ و دست کے
 مشورہ کا نہایت سختہ پیرایہ میں جواب دیا ہے اور ان کی توہین کی ہے جس کا نتیجہ یقیناً یہ ہونا
 چاہیے کہ تم کو ہنگر یونین جبر کرکے آستانہ بھیج دیا جائے تاکہ وہاں نہیں اپنے گمراہی کی معقول سزا ملے
 رافز مجھے صائب بک کی نصیحت کی ضرورت نہیں جو آپ کرنا چاہتے ہو ان وہ کیجئے۔
 ناظم بک لافز کی طرف دیکھ کر جو رافز کے پیچھے کھڑا تھا اچھا ان کو قید خانہ لجاؤ۔
 رافز نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے باہر نکلا اور افسر کے ساتھ جیل خانہ کی طرف روانہ
 ہوا رافز کے چلے جانے کے بعد ناظم بک اور صائب بک نے باہمی مشورہ کرنا لگا لیکن ہالوانی
 کو رافز کی گرفتاری کی اطلاع دیدی جائے اور اس کے تمام کاغذات آستانہ بھیج دیئے جائیں اور
 وہاں سے جو حکم آئے اس پر عمل کیا جائے

ۛۛۛ

بیوان باب

آستانہ

سالونیک کو اس کے حال پر چھوڑ دیئے اور دارالخلافہ (آستانہ) پر جو احار کام کر رہے تھے
 نظر ڈالئے آستانہ قسطنطنیہ کا دوسرا نام ہے جس کو قسطنطنیہ آستانہ خلافت بھی کہتے ہیں اس کو قسطنطنیہ
 اعظم نے آباد کر کے مشرق میں مشرقی روم کا دارالسلطنت قرار دیا تھا قسطنطنیہ یا آستانہ اپنے
 جائے وقوع کے لحاظ سے دنیا کی بہترین جگہ ہے جو دریاؤں کے درمیان واقع ہے اور دو براعظموں
 کو باہم ملاتا ہے اور جس کی حفاظت و صیانت اہم ہے اور درہ کرتے ہیں۔
 آستانہ کے تین حصے ہیں دیارِ روپ، بین اور ایک ایشیا میں ایشیا اور یورپ کے حصوں کے درمیان باہم
 یایون سمیت آستانہ تین شہروں کا نام ہے جن کے درمیان تین دریا بہت نال ہیں ان میں سے

استنبول جنوب میں اور بک ادغلی شمال میں ہوا یہ دونوں یورپ میں ہیں اور اسکودرہ مشرق میں اور یہ ایشیا میں ہے الی کے درمیان باسفورس شمال میں بحر مورتا یا صوفیا میں جنوب میں اور گولڈن ہار شمال مغرب میں جا مل ہیں۔

عثمانیوں کا مقصد ہونے سے پہلے یہاں صرف استنبول آباد تھا عثمانیوں نے استنبول کو فتح کر کے اپنا دار السلطنت بنایا اور اس وقت سے استنبول برابر حکومت عثمانیہ کا دار السلطنت چلا آتا ہے استنبول اس وقت بھی شاہی شہر کی حیثیت رکھتا ہے جس میں تمام شاہی خاندان اور ارکان حکومت آباد ہیں تمام سرکاری عمارات بھی استنبول ہی میں ہیں ساچہ مارس اور جوامع کی بھی مقبول تعداد یہاں ہے گویا استنبول تقریباً ایک اسلامی آبادی ہے جس میں غیر مسلم بہت کم ہیں اور مسیحیوں کی اکثریت سے تاریخ اسلامی کے آثار پائے جاتے ہیں بک ادغلی عثمانیوں کی فتح کے وقت ایک غیر آباد جگہ تھی جہاں عموماً وہ لوگ آکر ٹھہرتے تھے جو غیر ملکیں سے آستانہ آتے تھے اس وقت زیادہ حصہ یہاں یورپ کی قوموں کا آباد ہے اور ایک بہترین آبادی ہے آستانہ اور بک ادغلی کے درمیان گولڈن ہار یا بحر الوب پر دو نہایت شاندار پل بنے ہوئے ہیں جو آستانہ اور بک ادغلی کو باہم ملائے ہیں ایک پل جو پرانے باسفورس کے قریب واقع ہے اور غلطہ کابل کہلاتا ہے دوسرا پل ہے جو غریبہ پچاسکو دار یعنی آستانہ کا ایشیائی حصہ خالص اسلامی آبادی پر مشتمل ہے جس میں عموماً ترک آباد ہیں اسکودار ترکوں کے نزدیک باخیر شہر ہے جس میں وہ قسطنطنیہ کی فتح سے پہلے آکر آباد ہوئے تھے اور پھر وہاں سے یورپ کو فتح کر کے قسطنطنیہ کو دار السلطنت قرار دیا تھا۔

آستانہ کے قریب دوجار میں بہت سے گاؤں ہیں جو باسفورس کے کنارے کنا سے آباد ہیں اسی طرح استنبول کی نہر نہا کے باہر اور ایشیائی آستانہ کے اطراف میں بہت سی آبادیاں ہیں۔

آستانہ میں بہت سے منبرک و مقدس مقامات بھی ہیں جن کی تفصیل و تشریح یہاں ضروری نہیں۔

اکیسواں باب

قصر یلڈ

آستانہ میں ہمارے ناول کو قصر یلڈ سے زیادہ تعلق ہو اس لئے مناسب ہے کہ ہم قصر یلڈ کی کچھ کیفیت بدیہ ناظرین کرین یلڈ کو اگرچہ قصر کہا جا اسے اور اس سے یہ کہا جا تا ہے کہ وہ صرف ایک قصر ہو گا لیکن وہ ایک قصر نہیں بلکہ بہت سے قصرون کا مجموعہ ہے اگرچہ لحاظ علمت و عملی ان قصرون میں وہ بات نہیں پائی جاتی جو قصر طویلہ بانچہ اور قصر حرمان میں ہے قصر یلڈ ایک غیر منظم متفرق قصرون کا نام ہے جس میں بہت سے باغات باغیچے نہرین اور بڑے بڑے درخت ہیں یلڈ اگرچہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا لیکن بیات البتہ قصر یلڈ کی خصوصیت ہے کہ اس میں بہت سے مخفی مقامات زیر زمین کمرے اور عجیب و غریب کوٹھریاں ہیں۔

قصر یلڈ دو حصوں میں منقسم ہے ایک حدیقہ داخلیہ اور دوسرا حدیقہ خارجیہ اور ان دونوں حدیقوں کے جدا جدا کمرے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے اندر بہت سے قصر ہیں۔

حدیقہ داخلیہ میں ہمارے ناول کے زمانہ میں حبیب بن قصر تھے قصر مابین صغیر جس میں سلطان عبدالحمید خان معزولی کے بعد رہتے تھے قصر حیات قصر رابطہ قصر جہان نما ان قصرون کے علاوہ ایک عظیم الشان عمارت چڑیاخانہ یا ناٹس ماہ حیات کی بھی ہے جس میں کئی کمرے جانورین کے رکھنے کے لئے بنے ہوئے ہیں حدیقہ داخلیہ کے قصرون میں سب سے بہتر قصر جہان نما ہے جو اگرچہ زیادہ وسیع نہیں لیکن ایک بہترین چیز ہے اس میں خود اس کے کنارہ پر واقع ہے۔

اس وہ قصر جس میں رنگ برنگ کے اعلیٰ نقش و نگار ہیں اور ان میں

حدائقہ خارجیہ میں تضرع چار قصر نندہ اور قصر ماسم اور قصر مابین کبیر چار قصر ہیں جو حدائقہ
داخلیہ کے قصروں سے بہتر اور عمدہ ہیں ان قصروں میں بہت سی نادر و قیمتی تحائف ہیں جو
سلاطین عثمانیہ کو ملنے رہے ہیں حدائقہ خارجیہ میں ایک عظیم الشان مسجد بھی ہے جس کا نام
جامع حمیدی ہے اور دونوں حدائقین کے رہنے والے اسی مسجد میں عموماً جمعگی نماز پڑھتے
ہیں ان قصروں کے علاوہ حدائقہ خارجیہ میں اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی عمارتیں ہیں جن
کی تفصیل کی اس موقع پر ضرورت نہیں نادر کے آئندہ صفحات میں ان کا ذکر آجایگا۔

—————

بائیسواں باب

قصر یلڈز کا نظارہ آدھی رات کے بعد

رات کا نصف حصہ گزر چکا ہے آستانہ کے باشندے خواب راحت کا لطف اٹا رہے ہیں
چاندنی کسیت کئے ہوئے ہے باسفورس کی سطح چاندنی سے چمک رہی ہے سطح دیا پر اس وقت
کوئی جہاز نظر آتا ہے نہ کشتی کیونکہ الگ یلڈز سلطان عبدالحمید خان نے حکم دے رکھا ہے
کہ غروب آفتاب کے بعد جو شخص باسفورس کی سطح کو حرکت میں لایگا یا اس کے پانی کو جنبش
دیگا باسفورس کی تیر میں پہنچا دیا جائیگا۔

باسفورس صاحب یلڈز کے خوف سے ہول کی طرح ساکن ہے اور آستانہ والوں کے ساتھ
جو اس کے قدیم رفیق ہیں خواب راحت میں شریک ہیں لیکن زمانہ کی نزاکت کبھی کبھی اسے
جو نکا دیتی ہے اور وہ یہ خیال کر کے خوف سے کاسپینے لگتا ہے کہ موجودہ زمانہ آستانہ والوں
پر اس پر جن خطرات میں گذر رہا ہے قدیم زمانہ امتداد میں بھی کبھی اس قسم کے خطرات
کا انہیں سامنا نہیں کرنا پڑا اور اس کی تہمت سے مظلوم اور غریب پسند حق طلب لوگوں
کی لاشوں سے بھری پڑی ہے اور اس کا بیٹا ان مظلوموں کی نمائندگی سے جو محب وطن
ہیں بھرا دیا گیا ہے۔

اس وقت سنا ہے لیکن بہت سے ادھیڑ اور بوڑھے ہیں کہ انہیں اپنی عمر گزارنا یہ
 سنا ہے یا یہ جانے اور کبھی بے فکری سے دونوں وقت کھانا نہ ملنے کا غم ستا رہا ہو اور ان کی
 بات کو حرام کر رہا ہے کچھ مظلوم قیدی ہیں جو اس وقت بھی جبکہ تمام دنیا بیٹھی نیند کے مرے
 ہوئی ہے جاگ رہے ہیں اور مالک بلند کے حضور میں حاضر ہیں جن سے دریافت کیا جا رہا
 ہے کہ وہ حکومت کے مجرموں کا پتہ بتلاؤ میں تاکہ ان کو بھی گرفتار کر کے باغیوں کا پیٹ بھرا
 جائے۔ اب سب سے بد حال عورتیں ہیں جو بہت دنوں سے خواب راحت کے لطف سے نا آشنا ہیں
 اور ان پر شرب کر راتیں بسر کرتی ہیں ان کی آرام دہ آسائش کی راتیں اور خواب راحت کا لطف
 نہ مل رہا ہے بلکہ ان کے ہاتھوں تباہ دہر باد کیا جا چکا ہے اور جاسٹن کی شرارت ان کو شوہر و
 گھر سے دور کر کے ان کی تین بیٹیوں کو بچا چکی ہے سیکڑ دن تیرہ بجے ہیں جو اس وقت بھی بھوک کی آگ میں جل رہے
 ہیں اور نہ رات کی خلی بھی ان کی بھوک کی آگ کو کم نہیں کر سکی ان کا گناہ صرف یہ ہے کہ وہ اس زمانہ
 میں ان کیوں پیدا ہوئے ان تہمین اور میاؤن کی کچھ دیر کو اگر کچھ لگ جاتی ہو تو خواب
 دیکھتے ہیں کہ وہ ایک عظیم سائب کی طرح جھنڈے یا اڑدے کے مانند تیز گاہوں سے سمیت پھینکے
 جاتے ہیں ان کی طرف آ رہا ہے ان کو چونکا دیتا ہے کچھ اکل جاتی ہو اور وہ خوف سے کانپنے لگتے ہیں
 رات نے آرام دہ آسائش کے خیمے آتائیں لاڈلے ہیں لیکن آسانہ والوں کی قسمت ایک ایسے
 شخص کے ہاتھ میں ہے جو ان کو رات کی خاموشی اور آرام دہ آسائش سے متنع نہیں ہونے دیتا اور
 ہرگز کسی کی اندیشہ اور نگرانی اپنی رات بسر کر دیتا ہے یہاں تک کہ قصر بلند کے رہنے والے بھی
 اپنی راتوں کو آرام سے بسر نہیں کر سکتے جاسوسی کا بہت اور شبہ کا بازار اس قدر گرم ہے کہ
 قصر بلند کا ایک شخص بھی اپنی طرف سے مطمئن نہیں اور ہر وقت اپنے کو خطرہ میں سمجھتا ہے دن
 آفتاب کی روشنی میں گزر جاتا ہے اور رات تاریکی کی منہ لینے لے کر جاتی ہے ہر عرصہ میں روزانہ ایک
 دن کی کمی ہو جاتی ہے لیکن ان کے خوف و اندیشہ کی حالت انقلاب پذیر نہیں۔

اہل بلند دن بھر اپنے آقا کے حکم سے جاسوسی دہر کہ دی اور غارتگری کو کے عصر میں رات
 بسر کر رہے ہیں لیکن اطمینان میسر نہیں بلکہ ان کے عالی شان محل متحکم و مضبوط قصر عظیم الشان
 دروازے اور بلند بالا حفاظتی دیواریں سب کچھ موجد ہیں دروازوں کے ساتھ ہزار لہانی آٹھ

چر کسی فوج حفاظت کر رہی ہے لیکن طمانیت اور سکون کا پتہ نہیں۔
 قصر یلدریم سرسبز و شاداب باغ بہن آراستہ قصر بہن اس کے باہر چھانہ سے ہزاروں
 آدمی پرورش پاتے ہیں وندے پندے اور دوسرے تمام قسم کے حیوانات یہاں تک کہ جتنے
 چوہے ہیں اور کہیاں بے تکلف اور بے خوف قصر اور باغات بھرتے اور عیش کرتے ہیں
 سانپوں اور چکوروں اور دوسرے لہریلے جانوروں کے قصر کے اندر جانے اور وہاں پہرنے
 کی کوئی ممانعت نہیں ہو لیکن غریب فلوک احوال اور عاجمندانہ فن کی رسانی نہیں قصر کے
 دروازے رسم کے طالبکاروں اور عاجمندانہ پر بند ہیں۔

تیسواں باب

سلطان عبدالحمید کی رات

آٹام اور نصر یلدریم کے رہنے والوں کی جو حالت اور بہان کی گئی ہر اسی طرح خود سلطان عبدالحمید
 خان کی رات تردد و افکار خوف اور خطرات میں گزرتی ہے ایک زمانہ تھا کہ خاقان البحرین سلطان
 البحرین سلطان عبدالحمید خان کی نسبت جو کروڑوں انسانوں کی ہانوں کے مالک اور ان کی
 موت و حیات پر قابض تھے یہ کہا جاتا تھا کہ وہ جب غضبناک ہوتے ہیں تو عناصر بھی غضبناک
 ہو جاتے ہیں اور جب خوش ہوتے ہیں تو ہوائیں اور بارش اور تمام طبیعت مسرت سے
 معمور ہو جاتی ہیں لیکن اب یہ حالت نہیں ہو ملک میں حقوق طلب فرقوں کے پیدا ہونے
 سے سلطان پر ہر وقت خوف اور قلق کی حالت طاری رہتی ہے اور راحت و مسرت کا غائب
 ہو گیا ہے۔

رات کے تین بجے بہن یلدریم کے نام پہنچے دے سو گئے بہن یہاں تک کہ محافظ سپاہ جس کا کام
 رات بھر پہرہ دینا ہے ہنڈی ہوا کے جھوکوں سے اونگھ رہی ہے چرند و پند اور درخت تک

راحت کے مرضے لوٹ رہے ہیں مگر سلطان عبدالحمید جاگ رہے ہیں اور ایک ادنیٰ جادو اور سحر
ایک کو حیرت پر پڑے کہہ سنا رہے ہیں بادشاہت کا ایک کاغذ ہاتھ میں ہے جو ایک پاسوس
نے بھیجا ہے اس کو پڑھتے ہیں اور خوف و پریشانی کے آثار چہرے سے نمایاں ہونے لگتے ہیں
بھڑکی مصرغیتوں اور کماحقہ کے اجداد مل چکا چور ہو گیا ہے آنکھوں میں نیند بھری چلی ہے
جی چاہتا ہے کہ آرام کرے اور نیند بھی نیند کے مرضے لوٹیں لیکن خوف اور ہمت نے نیند
حرام کر دی ہے۔“

[illegible]

آفتاب ایشیا کے پہاڑوں سے طلوع ہوا تھا اور اس کی کرنیں درختوں سے چن چن کر زمین پر رہی تھیں چڑیاں گھونسلوں سے نکل کر باغ میں پہنچ گئیں تھیں بھول کھلے ہوئے تھے طاووس تخر و غبر کے ساتھ باغوں اور جنگلوں میں بہر رہے تھے ہر ایک جاندار چیز اس وقت مسرور تھی مگر سلطان عبدالحمید کہ ان کا دل و دماغ بدستور خوف و دہشت آمیز خیالات میں مصروف تھا وہ استہزاء ہنستہ جارہے تھے وہ بھی قہر نہانے والا باورچی تاج محل کے ساتھ قہر نہانے کے

الاندر کہہ رہے تھے اُنھوں نے کہا اسے ان کو بہت پسند ہے اور اگرچہ وہ ایک بڑا چالاک انسان تھا مگر اصل اعتبار دوسرے میں نہ غریب و بدعنوانی اور توکل خدا پر نہ سب جاننا جو دنیا کا تمام کام

تمام برتن اور قومہ پینی کی پیالیان تھیں وہ منظر تھا کہ کب سلطان قومہ بنانے کا حکم دین اور وہ تیار کر کے حضور میں پیش کرے سلطان کھانے پینے کی چیزوں میں سخت احتیاط برتتے تھے یہاں تک کہ قومہ اپنے سامنے بنوانے تھے اس وقت سلطان تنہا تھے اور صرف قومہ بنانے والا ساتھ تھا۔



چوہیو ان باب

طوطی

سلطان توڑی دیر باغ میں آہستہ آہستہ ٹہلتے سے پہر کڑی کے ایک کمرے میں جہنم کے کتارے بنا ہوا تھا ایک کوچ پر بیٹھ گئے اور باورچی کو اشارہ کیا کہ قومہ تیار کرے باورچی نے فوراً قومہ تیار کر کے پیش کیا سلطان قومہ پینے جلتے تھے اور جاسوسوں کی بھیجی ہوئی خبروں کے کاغذات دیکھتے جاتے تھے بچا یک ان کے کان میں کسی کے ہنسنے کی آواز آئی سلطان نے ہنسی کے اندازاً آواز سے معلوم کر لیا کہ ان کا بیٹا احمد نور الدین ہے جسکی عمر اس وقت سات برس کی تھی سلطان نے کاغذات رکھ دیے اور احمد نور الدین کی طرف دیکھا جو ایک خوبصورت و خوش رنگ طوطی سے کہیں رہا تھا اور اس کی دایہ پاس ہی اکٹری تھی۔

دایہ کو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ سلطان یہاں موجود ہیں اس لئے اس نے احمد نور الدین کو یہاں کیلئے کے لئے چھوڑ دیا تھا سلطان کی آواز سنکر وہ خوف و کھانسنے لگی اور وہاں سے بھاگ کر چلے جانے کا ارادہ کیا کہ سلطان نے اس کو آواز دی امداد شہزادہ کو لیکر بادشاہ کی طرف چلے شہزادہ سلطان کو دیکھ کر دوڑا اور باپ سے کہا کہ چھپ گیا سلطان نے پراگیا اور گود میں بٹھا کر دریافت کیا کہ وہ اس وقت یہاں کیوں آیا ہے؟

احمد نور الدین اباجان میں اپنی پیاری طوطی سے باتیں کرنے اور کیلئے آیا ہوں یہ کہ شہزادہ بچوں کی طرح تنہا اور طوطی کی طرف اشارہ کیا جو دایہ کے ہاتھ میں تھی سلطان نے

دایہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ طوطی کو بچھرے مین بند کر دے وایہ نے طوطی کو بچھرے مین جو قریب ہی ایک درخت مین لٹکا ہوا تھا بند کیا اور چپکے سے دوسری طرف چلی گئی سلطان نے احمد نور الدین کی طرف پلید کی نظروں سے دیکھا اور کہا نور الدین بہتین طوطی سے بہت محبت ہی۔

نور الدین ابا جان ہاں طوطی بڑی پیاری ہے۔
سلطان کیا تم اس سے مجھ سے بھی زیادہ محبت رکھتے ہو۔

احمد نور الدین سلطان کے اس سوال سے چونک پڑا کیونکہ اسے اور تمام دوسرے بچوں کو سکھا یا گیا تھا کہ بادشاہ کا احترام و تعظیم سب سے زیادہ کرنا اور اس کے تمام احکام کو ماننا چاہیے اور پھر کچھ سوچ کر کہا

آئندہ صاف فرمائیے! دنیا مین کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے ہم کوفات نہا لہ نہ سے زیادہ محبت ہو سلطان نے شہزادہ کا جواب سنکر محسوس کیا کہ سلطنت برس کا بچہ اپنی طرف سے ایسا مقبول جواب نہ دے سکتا یقیناً اس کو کسی نے یہ بات سکھائی ہے اور اپنے خیال کی تصدیق کرتے کے لئے شہزادہ سے دریافت کیا

تم کو کس نے یہ بات بتائی ہے۔

شہزادہ ڈر گیا اور خیال کیا کہ اس سے کچھ غلطی ہوئی ہے خوف سے اس کا رنگ زرد ہو گیا اور سوچنے لگا کہ وہ کوئی ایسی بات کہے جس سے سلطان خوش ہو جائیں کچھ دیر کے بعد اس نے کہا

ابا جان یہ بات مجھے بیگم جہان آرا نے بتائی ہے

یہ سنکر سلطان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور دہلین کہا

جہان آرا میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس قسم کے جیلے تراشی ہے..... اچھا لے خائن مجھے سمجھو گا..... شاید تو یہ خیال کرتی ہے کہ تیرے اس قسم کے فریب مین میں آ جاؤں گا اس کے بعد سلطان نے مسکرا کر نور الدین کی طرف دیکھا پیار کیا اور خوش طبعی کی باتیں کرنے لگے نور الدین جیسا کہ بچوں کی فطرت ہوتی ہے لگا سلطان بھی اس کے ساتھ ہنسنے لگے اس کے

اس کے بعد سلطان نے جیب سے کمر بابر کی تسبیح نکالی اور نور الدین کے ہاتھ میں دیکر کہا
لو بیٹا اس سے کہیلو دیکھو یہ کیسی اچھی تسبیح ہے۔

نور الدین تسبیح کو لیکر کیلینے لگا سلطان نور الدین کی حرکتوں کو دیکھ کر ہنس رہے تھے کہ کیا ایک
ان کی نظر طوطی پر پڑی اور بالی کو حکم دیا کہ بخبرہ یہاں لائے مالی نے بخبرہ لاکر کرہ کے باہر دروازہ
کے قریب رکھ دیا سلطان نے نور الدین سے کہا

بیٹا نور الدین کیا تم اس طوطی کو بچیں دے سکتے ہو ہم نہیں اس کے بدلے میں یہ تسبیح دیدے گے
نور الدین اباجان یہ طوطی آپ ہی کی ہے کیا ہم سب حضور کے غلام اور آپ ہمارے مالک
نہیں ہیں سلطان نے خیال کیا کہ نور الدین کو یہ بات بھی جان آئے گی کہانی ہے لیکن اس خیال
کو زیادہ اہمیت نہیں دی سلطان کے عاشق ہوتے ہی نور الدین دور گر بخبرے کے پاس پہنچا
اور طوطی سے باتیں کرنے لگا طوطی وہی کہتی جو نور الدین کہتا تھا اور اس قدر صاف بولتی کہ مطلق
اس کا امتیاز نہ ہوتا کہ نور الدین بول رہا ہے یا طوطی نور الدین کے باہر چلے جانے پر سلطان نے
سائے نظر ڈالی اور دیکھا کہ نادرا آغا جو اجہ سرا غلاموں کا سردار تھا اور یلدرم بن بڑا افسر تھا
تھا آگاہ ہے سلطان نے نادرا آغا کو خلاف معمول یہاں پا کر آواز دی

نادرا آغا - نادرا آغا

نادرا آغا حضور والا یہ کہہ کر ادب سے سلام کیا اور دست بستہ کھڑا ہو گیا۔

سلطان تم کہاں سے آ رہے ہو

نادرا آغا حضور والا کے قصر سے

سلطان وہاں کیا کرتے تھے

نادرا آغا حضور والا کے قصر کے دروازہ پر حکم کا منتظر بیٹھا تھا

سلطان نے نادرا آغا کے بیان کو صحیح نہ سنا کیونکہ وہ اس سے سخن من رکھتے تھے اور اس پر

سلطان کو بڑا اعتبار تھا خوش ہو کر نادرا آغا کی طرف دیکھا اور فرمایا

سر خشیہ آجا سوسون کا افسر کو ہمارا حکم پہنچاؤ کہ وہ قصر امین میں ابھی حاضر ہو اور ناشتہ

ہمارے ساتھ کرے۔

نادور آغا سر تسلیم خم کر کے دایں چلا گیا اور سلطان قصر باغ میں جانے کے ارادہ سے اٹھ کھڑا۔
انھوں نے اپنی آواز کی طرح کسی کو نادور آغا نادور آغا پکارنے سے منع کیا۔ یہ آواز سن کر بچک
پڑے اور کمرہ کے باہر نظر ڈالی مکانات اور آغا حاضر ہوا سلطان نے دریافت کیا
نہم کو کس نے بلایا

نادور آغا کیا حضور والا نے نہیں بلایا حضور والا کا حکم میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔
نور الدین بچہ میرے کے پاس بکڑا ہوا اس وقت منہس رہا تھا سلطان نے نور الدین کو منہس
پاکر کہا

نور الدین کیا بات ہو کیونہں منہس ہے ہو نادور آغا کو کس نے پکارا ہے۔
نور الدین (طوطی کی طرف اشارہ کر کے) ابا جان طوطی نے نادور آغا کو پکارا ہے
نور الدین نے یہ کہہ کر باپ کے چہرے پر اس خیال سے نظر ڈالی کہ وہ طوطی کی آواز سے خوش
ہوئے ہوں گے اور حیرت و تعجب کے آثار بالکل اپنی آواز کو سن کر ان کے چہرے پر نمودار
ہوں گے لیکن اس نے دیکھا کہ اس کے برخلاف غصہ کے آثار سلطان کے چہرے پر نمودار
ہوئے اور انھوں نے چلا کر غضبناک آواز میں کہا اس جانور کو میرے قصر سے نکال دیا اور
فلو مین اس کو پسند نہیں کر سکا کہ کوئی دوسرا شخص میرے سوا ہے بلکہ میں کسی کو کوئی
حکم دے یا کسی کام سے منع کرے۔

سلطان نے اس قدر بلند آواز سے یہ جملے کہ باغ کے تمام لوگوں نے اس آواز کو سنا
اور سب کے سب خوف سے ڈر گئے اور حنائی بچہ میرے کو اٹھا کر چلے یا شہزادہ احمد نور الدین سلطان
کے سامنے تو کچھ کہہ نہ سکا لیکن مالی کے پیچھے پیچھے دوڑا تاکہ اس کو طوطی کے مار ڈالنے سے باز رہے۔

پچیسواں باب سرخینہ

سلطان اٹھے اور قصر باغ کی طرف چلے گئے۔ اب انی باہر ہی سلخ دو تون جانب صفا ہا نہ سے

کمر سے تھے جن کے درمیان سلطان اُن کے سلام لیتے ہوئے جا رہے تھے ایک ایک سپاہی پر سلطان کی نظر تھی اور ان کی حرکت اور چٹا ہونے کو غور سے دیکھتے جاتے تھے ایک ایک تھوڑے جیسے میں تھا جس میں بہر حال کچھ بڑا تھا تاکہ وقت پر کام آئے اور کوئی مخالفت نہ ہو اگر سلطان پر حملہ کرے تو وہ ٹپا پیچے سے نہیں اس کا زمانہ نہیں تھا اور نہ ہی چھوڑ دیا کہ نادار آغا انتظار میں کہڑے سلطان کے پیچھے ہی نادار آغا نے دروازہ کھولا اور سلطان اندر داخل ہوئے کمرہ میں دلا ر دین پر سیر کر رہے تھے ان کا غذا اس کے کمرے پر ہے جو باسوئی کی طرف سے سلطان کو موصول ہوئے تھے کہ وہ میں پہنچا سلطان نے لباس تبدیل کیا اور پھر ایک کمری پر بیٹھ کر نادار آغا کو حکم دیا کہ سرخنیہ (جاسون) کا افسر آئے تو جا کر کرو۔

نادار آغا حضور والا حسب احکام وہ صبح کی ڈاک لیکر حاضر ہوئے داسے میں سلطان کچھ دیر خاموش بیٹھے تھے اور پھر کھانے کے کمرہ میں جا کر سرخنیہ کا انتظار کرنے لگے ناشتہ دسترخوان پر لگا ہوا تھا جس میں دو وہ انڈے اور سبزیات تھے سلطان نے گھڑی پر نظر ڈالی اور پھر یہاں تک کہ کمرہ میں داخل ہوئے نادار آغا نے فوراً پانچ کو کھولا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب بھی سلطان خیمہ ہوتے ہیں یا تلقی و اضطراب ہوتا ہے تو یہاں سے دل ہلایا کرتے ہیں سلطان کمری پر بیٹھ گئے اور یہاں بچلنے لگے نادار آغا سلطان کے پیچھے کھڑا تھا چند منٹ کے بعد قدیون کی آہٹ معلوم ہوئی سلطان نے پانچ چھوڑ دیا اور نادار آغا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کون شخص آیا ہے دروازہ کی طرف چلا اور پھر واپس آکر کہا

حضور والا سرخنیہ حاضر ہیں

سلطان نے حاضر ہونے کی اجازت دی سرخنیہ جو اوپر سے تھکاوٹ تھا آدمی تھا اندر داخل ہو کر آداب بجالایا سلطان نے مسئلہ اُکراس کی طرف دیکھا اور دونوں دسترخوان پر جا کر بیٹھ گئے سلطان نے نادار آغا کو حکم دیا کہ وہ باہر جا کر ٹھہرے اور کھانا کھانے والے باورچی کو جوڑو لگھا اور بہرہ تھا بھیج دے سلطان جب تخلیق میں کسی سے باتیں کرتے تھے تو نوکر دن اور غلاموں کو نکال دیتے تھے اور صرف وہ نوکر باہر رکھتے تھے جو گونگے اور بے ہوش نہ ہوں گے اور برا خادم حاضر ہوا اور سلطان کو دسترخوان پر سے چیر میں اٹھا اٹھا کر بیٹھ لگا

سرخسہ بنی زین اس زمانہ سے کہ اس کو ساتھ کھانے کا شرف عنایت فرمایا گیا بہت خوش ہو رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ انتہائی اعزاز ہے جو سلطان کی طرف سے کسی کو عطا ہوتا ہے۔ سرخسہ کو اب بہت تھوڑا ناشتہ کیا ناشتہ کے بعد سلطان نے اپنی ڈبیہ سے سگریٹ نکالا اور سرخسہ کو عنایت کیا سرخسہ نے سگریٹ لے لیا لیکن ادب کے خیال سے پیا نہیں۔ سرخسہ کا سلطان پر اس وقت ملوثی و مضطرب طاری تھا لیکن وہ اس قدر ضبط رکھتا تھا کہ اپنی اصلی حالت کسی پر ظاہر نہ ہونے دیتے تھے اور جیسا موقع ہوتا تھا اسی کے موافق صورت بنا کر کام نکالتے تھے۔ مسکراتا تھا۔ اس نے سرخسہ کی طرف دیکھا اور کہا

خیر پتہ ہوا تھا اور اس میں وزیرانہ مددگاروں کے ساتھ بیٹھ کر بائیں کرلے میں بڑی سرت حاصل ہوئی ہے۔

سرخسہ نے حشور و نا اسیروں کو جو مولانا امیر المومنین کے غلام ہیں اور دیانت ہمارا فرض ہے۔ سلطان نے بے شک لیکن دیا تھا اور اس میں لوگ دنیا میں بہت کم ہیں اور ان میں سے ایک تم بھی ہو مجھے تم پر بڑا اعتماد ہے اور حکومت کے مخالفوں کے حالات کا پتہ لگانے میں مجھے تم سے پوری مدد مل رہی ہو اور اس پر کہ میری رعایا میں سے میری حکومت کے مخالف بہت ہیں اور ان کی اصلاح روز افزوں ہے۔

سرخسہ نے رعایا کا زیادہ حصہ امیر المومنین سے پوری عقیدت رکھتا اور ذاتِ شامانیہ کا وفادار ہے مخالف لوگوں کا تعداد بہت کم ہے اور یہ عموماً وہ لوگ ہیں جن کی تعلیم اور تربیت خراب ہے۔ سلطان انہیں نہیں تھا اور خیال صحیح نہیں ہے یہ لوگ اس تعداد سے بہت زیادہ ہیں جو ظاہر کی باقی ہے۔

یہ کہ سلطان عبدالحمید نے وہ کاغذ سرخسہ کو دکھایا جو ان کے ہاتھ میں تھا اور جس نے ان کو رات میں مفصل و پریشان بنا رکھا تھا۔ سرخسہ نے کاغذ سلطان سے لیکر پڑھنا شروع کیا اور جب وہ پڑھ چکا تو سلطان نے دریافت کیا

یہ تم نے اس کاغذ کے معنی کو پڑھ لیا۔

سرخسہ نے حضور والا۔

سلطان اس کے پڑھنے سے نہیں معلوم ہوا ہوگا کہ حکومت کے دشمنوں نے دمشق میں ایک
 انجمن بنائی ہے۔۔۔ ان عربوں نے۔۔۔ آہ خائن و نکمرام عرب کیا تم میرے احسانات کو بھول
 سرخس خضیہ حضور والا امیر المومنین کے احسانات سے عرب سر نہیں اٹھا سکتے اس کا غڈ کے معنوں
 سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض مغرور و شقی لوگوں نے ایک نئی انجمن بنائی ہے۔۔۔۔۔ لیکن
 ان لوگوں کی تعمیر و بہت تہوڑی ہے جن سے کسی قسم کے خطرہ کا اندیشہ نہیں کرنا چاہیے بہت نصیحت
 اس قسم کی خضیہ انجمن قائم ہوئی ہیں اور شہاروں و مضامین اخبارات میں حکومت کے خلاف
 لکھے گئے ہیں لیکن جلالہ السلطان ہمیشہ ان شرمیوں کی مکاریوں پر غالب رہے ہیں اور
 چونکہ خداوند تعالیٰ کی کثافات شاہانہ کے شامل حال ہیں اس لئے مخالف کچھ بھی نہیں کر سکتے۔
 سلطان لیکن ابی مرتبہ ان خضیہ انجمنوں نے ایک خطرناک طریقہ اختیار کیا ہے۔

سرخس خضیہ شاید اس سے حضور والا کی مراد فوج کے افسروں کو اپنے ساتھ ملا لینے سے ہے۔
 سلطان کیا تمہارے نزدیک فوج کے افسروں کا ان خضیہ انجمنوں میں شریک ہو جانا کوئی
 اہمیت نہیں رکھتا۔

سرخس خضیہ حضور والا سپاہ اہل چہرہ ہے اگر خدا نخواستہ افسر مخالف ہو جائیں تو وہ کیا کر لیں گے
 سپاہ ان کا ساتھ نہیں لے سکتی میں بوقت کتنا ہوں کہ تمام سپاہ حضور امیر المومنین کی حمایت میں ہے
 اور فاطمہ شاہانہ کے دشمنوں کی ممانعت کے لئے ہر وقت مستعد ہے

سلطان کسی قدر خوش ہو کر یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ یہ لوگ حکومت کو نقصان نہیں پہنچا
 سکتے لیکن جو خطرہ میرے قلب میں گذر رہا ہے وہ نہایت اہم ہے چونکہ مجھے تم پر پورا اعتماد
 ہے اس لئے میں نہیں اس خطرہ سے آگاہ کر دینا چاہتا ہوں مجھے زیادہ خطرہ شامی عربوں کی
 طرف سے ہے جو یورپ کی زبانوں سے واقف ہیں اور یورپ سے تعلقات رکھتے ہیں یہ لوگ
 نہ صرف شام میں بلکہ اہل قلم ہی ان کے اکثر اشتعال انگیز مضامین یورپ کے اخبارات میں نکلتے
 رہتے ہیں اگرچہ یہ لوگ کچھ نہیں سکتے لیکن ان کی تحریروں میں ضرور فتنہ انگیز ہیں کیا تم نے ان
 کے مضامین یورپ کے اخبارات میں نہیں پڑھے

سرخس خضیہ حضور والا ان مضامین سے فائدہ یورپ کے اخبارات میں غل بچا کر یہ لوگ جن طرح

پہلے بیٹے رسد ہے تھے اب بھی اسی طرح بیٹے رہیں گے ہم پر ان کی تحریروں کا اثر کیا ہو سکتا ہے
 سلطان ان کے یہ درست ہو کہ اب سے پہلے یہ لوگ ناکام ہو کر بیٹے رسد ہے تھے لیکن اب جس طریقہ پر یہ لوگ
 کام کر رہے ہیں وہ بیٹے رسد ہے اور یہ مختلف ہے اب ان لوگوں نے جیسا کہ اس اطلاع سے جو تم نے ابھی
 پڑھی ہے معلوم ہوتا ہے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ خفیہ طور پر افسروں کو اپنا ہون میں شریک کیا جائے چونکہ
 فوجی افسروں کا مسلمان ہونا اس لئے یہ خائن ان کو یہ دھمکہ دے رہے ہیں کہ چونکہ عرب پہلے مسلمان
 ہیں اور اسلام انہیں میں اترا ہے اس لئے ایک عربی دکان سے تانکم کی دھاسے اور عربوں کی خلافت
 جو عربوں کی کمزوری ہے، بھاتی رہی ہو اس کو اور عربی جاہ و جلال کو دوبارہ حاصل کیا جائے اور بہت
 ممکن ہو کہ ان کا یہ فریب چل جائے اور فوجی افسران کے دھوکہ میں آجائیں
 ستر شہید (مسلمہ اکبر) اگر جلالہ السلطان خادم کہ کچھ عرض کرنے کی اجازت دیں تو اس کے متعلق کچھ
 عرض کروں۔

سلطان بان کو۔

شہید - مولانا الیاد شاہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ شام کے عرب فوجی افسروں کو اپنے ساتھ لائیں
 اور اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو پھر ان کے خاموش کرنے کا طریقہ یہ ہو کہ ان کو مال سے
 راضی کیا جائے یا فوجی قوت ان کے برخلاف استعمال کی جائے جیسا کہ اب سے پہلے کیا جاتا رہا
 ہے یا بعض غلے میں عرش عثمانی کو جو مولانا السلطان کے وفادار اور فخلص غلام ہوں ان کی
 کوششوں کو تباہ و برباد کر دینے کیلئے مقرر کیا جائے یہ حضور جلالہ السلطان کے وفادار اور معتد
 غلام اس خدمت کو خوش اسلوبی سے انجام دے سکتے ہیں کیونکہ وہ اس کے سخت خلاف ہیں کہ ان کو
 ملک میں دشمنان اسلام یعنی دول یورپ کو داخلت کا موقع ملے۔

۲۶ چھٹیسواں باب طواک

سلطان عبدالعزیز ستر شہید کی تقریر کو غور سے سنتے رہے اور جب وہ خاموش ہو گیا تو سلطان نے کہا

میں نہارا مطلب جو گیا تم نے سچ کہا عربوں سے جو زور پرست لوگ ہیں ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس کے بعد سلطان نے کہا۔

کیا سالونیک میں کوئی نئی بات ظہور میں آئی ہے۔ اس شہر کے سرکش و باغی لوگ نہایت سخت ہیں اور چونکہ مخالف حکومتوں سے یہ شہر قریب ہے اس لئے ان کی طرف سے بھی ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے یہ انعام ختم نہ ہونے کے لئے کہ سلطان نے نہایت ہوشیار ہو کر کمرے ہو گئے سرخس نے بھی ساتھ دیا اور دونوں ملاقات کے کمرے کی طرف چلے کرہ میں پہنچ کر سلطان منیر کے سامنے جس پر صبح کی ڈاکہ رکھی وہی تھی ایک سر صبح کرسی پر بیٹھ گئے اور سرخس نے کو مقابل کی کرسی پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور کہا۔

ہاں اس جنمی شہر سالونیک اس کے متعلق اگر کوئی اطلاع تم کو ملی ہو تو بیان کرو سرخس نے حضور والا اس وقت کی ڈاکہ میں سالونیک سے ضرور کوئی اطلاع آئی ہوگی سلطان نے ڈاکہ کھلی جس میں بہت سے یادداشت کے کاغذات بڑے اور چھوٹے لفافے تھے سلطان نے خطوط کے عنوان پڑھنے شروع کئے کہ یکایک سرخس کی نظر ایک لفافہ پر پڑی جس پر سالونیک کی جہر تھی سرخس نے لفافہ اٹھا لیا اور سلطان کی خدمت میں پیش کیا سلطان نے لفافہ کو دیکھتے ہی یہ لفافہ ناظم یک کا ہے میں اس قلعہ جو ان کی خدمت مصلوہ سے خوش ہوں کیا تم ناظم یک سے واقف ہو۔

سرخس نے حضور والا حقیقت میں ناظم یک آتا تھا بانیہ کا خلع ہر مجھے اپنے بعض آدمیوں سے ہے جن کو میں نے سالونیک بھیجا تھا معلوم ہوا ہے کہ ناظم یک حکومت کا وفادار اور یہی خواہ ہے۔

سلطان انعام کو کہتے ہوئے تمہارے آدمی نے ناظم یک کی نسبت کیا کہا ہے سرخس نے ہولانا البادشاہ اس نے بیان کیا ہے کہ ناظم یک وہاں کی خفیہ انجمنوں کے ممبروں کی تلاش میں سخت جدوجہد کر رہے ہیں سلطان کا چہرہ انجمن کا نام سن کر غصہ سے سرخ ہو گیا انجمنوں سے شیلے نکلنے لگے اور کہا

یہ جہت ملعونہ جس کا نام اعلیٰ و تعالیٰ رکھا گیا ہے پیرس میں نہایت کمزور حالت میں بھی اگر ہمارا محمود اور اس کی اولاد اس میں بھی ہے اس لئے اس کا نام دشنام ملتا رہتا۔

سرخسینہ امیر المؤمنین اس انجمن کا نام و نشان تو مدت ہوئی مٹا دیا گیا تھا لیکن اب دوبارہ یہ زندہ کی گئی ہے اور خاندان ملکے ملت نے اسے لواس کو ترقی دینے کی چند دفعہ کوشش شروع کی ہے ممکن ہے ناظم بک نے اپنے عریفہ میں اس کے متعلق کچھ لکھا ہو؟

سلطان سرخسینہ کی بات سن رہے تھے اور ناظم بک کو عریفہ کے الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے کہ بیک ان کی نظر ایک فقرہ پر پڑی جس کو سلطان نے کئی عتبہ غور سے پڑھا سرخسینہ منتظر تھا کہ سلطان ناظم بک کا عریفہ پڑھ کر کیا فرماتے ہیں سلطان نے عریفہ پڑھ کر سرخسینہ کی طرف پھینک دیا اور کہا۔

تمہارا خیال بالکل ٹھیک ہے ناظم بک انجمن اتحاد ترقی کے ممبروں کی تلاش میں ہی تمہارے ممبروں نے دست کہا ہے لواس عریفہ کو پڑو۔

سرخسینہ نے ناظم بک کا خط اڑھایا اور پڑھنا شروع کیا لکھا تھا جس جمعیت ملعونہ کے قیام کا اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا تحقیقات سے یہ اندیشہ صحیح نکلا سالونیک میں یہ جمعیت قائم ہو گئی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ بہت سے فوجی انسداد درعیا کے مغرور نوجوان اس میں شامل ہو گئے ہیں میں جمعیت مذکور کے ممبروں کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں اور جہاں یہ لوگ جمع ہو کر تبادلہ خیالات یا تجاویز سوچتے ہیں اس جگہ کی بھی جستجو میں ہوں بعض خبروں سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی انجمنیں شام وغیرہ میں بھی قائم ہوتی ہیں جن میں عرب انصر زیادہ شریک ہیں اور ان میں سے بعض لوگ وہاں سے سالونیک اپنے خیالات کی اشاعت کے لئے آئے ہوئے ہیں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ سالونیک کی انجمن کو ان لوگوں نے مرکزی انجمن قرار دیا ہے اور دمشق وغیرہ میں اس کی شاخیں بھی ہیں۔ امید ہے کہ ہماری کوششیں ان کے پتہ لگانے میں جلد پوری ہوں گی اور ہم ان کے امتیصال میں اترانے کا میاب ہوں گے۔

حضور مولانا البا و شاہ کی خدمت میں ادب سے عرض ہو کہ اچھا غلام مصلحت دولت اور ذات شامانیہ کی خدمت کیلئے پوری طرح سے مستعد ہے اور انشاء اللہ چند روز میں ان خطرات ملکات کو فریک ہال کا لکھ پھینک دیا اور ان کے وجود میں کو پاک کر دیا گیا۔

شاہ ولی اللہ باب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سفری اناسیک کہ اپنے بیٹے کو پڑھ رہا تھا اور سلطان احمد دہلوی گھٹ بیٹ میں مشغول تھے کہ کسی
 عیال کی وجہ سے گھٹ بیٹے کو لے کر ایک ہفتہ سے دور رہا۔ ہفتہ میں گھٹ کو بہ لے کر خیریت سے
 لوٹ کر آیا۔ سلطان اس وقت شہر میں تھا۔ ہفتہ میں اس نے آہستہ سے کہا۔
 حضور صلا اللہ علیہ وسلم نے درست کہا ہے فی الحقیقت اس وقت سالویک ایک خطرناک مقام بنا
 ہوا ہے یہ اطلاع پہنچا۔ اب سے پہلے اپنے آویسوں سے بڑی تلخی ہو چکی کہ میں مولانا ابراہیم شاہ
 کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں سالویک کے موجودہ خطرات کو محسوس کر کے میں نے اپنے
 ایک مندرخص کو انجن ملوئے کہ ممبروں کا پتہ لگانے کے لئے بھیج دیا ہے اور امید ہے کہ وہ جلد
 ان خاتون کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو گا۔

ماہان کی عین میں اپنے اس آدمی پر جس کو تم نے سالویک بھیجا ہے بولا اعتماد ہے۔
 سرخسہ امیر المیشین صاحب کب جس کو میں نے سالویک بھیجا ہے نہایت معتد رکھ کر ایک ہی روز میں ورجا
 ہے حضور مولانا الیاد شاہ سے کمال حقیقت رکھتا اور غرض ہاؤنی کا امین اور وفادار
 ہے اس کے کل کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے کام میں مصروف ہے اور خاندان ملک و
 ملت کا پتہ لگانے میں پوری کوشش کر رہا ہے اس لئے امید ظاہر کی ہے کہ وہ جلد اپنی کوشش
 میں کامیاب ہو گا۔

سلطان خدا ان کشت زمانوں کو تباہ کرے انھوں نے عجیب عجیب طریقوں سے لک
 میں قیاد کیا کہ رکاب اور فوج انسرون تک کو اپنے ساتھ لایا ہے ہمارے پاس اس قدر
 فاضل مدینہ نہیں کہ ہم ان کی خاموشی پر فخر کر کے ان کو خوش کریں اور حکومت کے دہرے
 کاموں کو بھل جائیں میں ان سے انتقام لوں گا اور ان سے انتقام لوں گا۔
 سرخسہ حضور صلا اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا ہو تمام پادشاہت شاہانہ کی وفادار اور مطیع تھاؤں کو

اور فوجی افسر بھی اگر بعض فوجی افسر خائنوں کے ہٹانے سے اس کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں تو دولت عظمیٰ کو ان سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے؟ افسوس یہ لوگ سخت نا عاقبت اندیش ہیں اور اپنی بوجہ قوتی سے اپنی کوششوں کو ملک کے لئے مفید سمجھتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ وہ خود کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

سلطان (دستور کے ذکر سے چونکہ اس کے دستور اور دستور کا مطالبہ کس حیثیت سے کرتے ہیں مسخر حقیقہ امیر المومنین یہ لوگ نہایت مغرور ہیں اگر رعایا دستوری حکومت کے جملانے کے قابل ہوتی تو حضور والا بخوشی دستور عطا فرما دیتے جیسا کہ اب سے پہلے حضور مولانا السلطان دستور عطا فرما چکے ہیں اور رعایا اس کو قائم رکھنے سے قاصر رہی ہے اور ان کو رعایا میں دستور کی قابلیت نہیں دوسرے مشرقی حکومتوں میں دستور نامنن ہو۔

سلطان (خوش ہو کر) ایک مرتبہ دستور دیکر میں دیکھ چکا ہوں تمام انتظامی مساللات ان لوگوں نے خراب کر دیئے اور ملک کے امن و امان کو خطرہ میں ڈال دیا اگر ان میں اس کی قابلیت ہوتی تو اس وقت دستور کو قائم رکھنے اور قابلیت سے کام کرتے رعایا ہرگز اس قابل نہیں ہو کہ اسے دستور دیدیا جائے۔

مسخر حقیقہ حضور مولانا السلطان سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ دستور شرع شریف کے خلاف ہے کیا امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں اور کیا رعایا یہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری فرض نہیں ہے؟ بیشک جلالہ السلطان خلیفہ اسلام ہیں اور تمام مسلمانوں پر حضور کے احکام کی اطاعت فرض ہے خدا جلے ان کو جزا و نلن کو کیا ہو گیا ہے کہ دستور طلب کرے؟ میں کیا خلفائے راشدین کے زمانہ میں دستور تھا اور کیا کسی خلیفہ وقت نے اس وقت تک دستور کی حکومت کی ہو۔

اصل یہ ہے کہ دستور ایک بدعت ہے جس کو یورپ کے سچوں نے اختراع کیا ہے اگر یورپ

لے دنیا میں ہر قسم کی حکومتیں ہیں (۱) شخصی حکومت جیسا کہ بادشاہ مطلق المطلق اور تیار کل ہوتا ہے (۲) دستوری حکومت جس کا نظام پارلیمنٹ کے ماتحت ہوتا ہے اور ایک خاندانی بادشاہ پارلیمنٹ کی تجاویز پر مخطو کرتا ہے (۳) جمہوری حکومت میں جیسا کہ مقرر بادشاہ نہیں تھا بلکہ قوم ہر تیرہ سال کی ایک بار تھیں کو حکمرانی کے لئے انتخاب کرتی تھی (۴) مترجم

کی حکومتیں مذہبی مخالفت کی حیثیت رکھتیں تو کبھی دستور کو پسند نہ کرتیں آجکل کے نوجوان
ان باتوں پر غور نہیں کرتے یورپ کے لوگوں کی معاشرت نے ان کے دماغ خراب
کر دیئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے لباس اور کھانے پینے میں یورپ کا
اتباع کیا اسی طرح وہ حکومت میں بھی ان کی تقلید کریں اس خیال نے ان پر اتنا غلبہ
پالیا ہے کہ ان کو مسلمان کہنا مسلمانوں کے لئے باعث شرم و دین مستقیم کے اصول
انہوں نے فراموش کر دیئے احکام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں پروا نہیں رہی اور
مذہب سے بالکل بیگانہ بن کر خلیفہ العینی مسلم کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور
سلطان (بات کا فکر) ان ملاعنہ کو کس بات نے آخر خیانت پر آمادہ کیا اور وہ کیوں میری
حکومت کے دشمن ہو گئے کیا اس وجہ سے کہ وہ حکومت میں مناصب چاہتے ہیں اور ان
کو نہیں ملتے یا وہ مال کے حاجتمند ہیں میں ہمیشہ ان لوگوں کی خواہشوں کو پورا کرتا رہا
ہوں اور مجھ ان کی خواہشوں کے پورا کرنے میں بسا اوقات مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے
لیکن آخر کب تک میں ان کی دلچسپی کرتا رہوں کہاں سے ان کو مناصب و دن کیا ان کی اخلاقی
و عقیدت اور اطاعت و وفاداری کے یہی معنی ہیں کہ جب وہ ہو کوں مرنے لگیں تو اپنے

آقا اپنے بادشاہ اور خلیفہ اسلام کے مخالف ہو جائیں۔
سر خضیم امیر المومنین اطمینان رکھیں انشا اللہ ان کی جد و جہد خود ان کے لئے وبال
جان ہوگی اور جلد نوم و ناکام ہو کر یہ لوگ بیٹھ رہیں گے جیسا کہ اب سے پہلے کئی مرتبہ ایسا
ہوا ہے مراد و غایتی اور اسکے ساتھیوں سے زیادہ مستقل قارج اور مخالف حکومت
کون ہوگا وہ بھی ناکام ہو کر بیٹھ رہا تھا مولانا البا و شاہ اصل یہ ہے کہ حفیظ والا کی مخالفت
اخلاق کا حسان نے ان لوگوں کو اتنا جری بنا دیا کہ اگر انہیں اسے حضور والا و اسحق
برسنے تو ایک بھی مخالف پیدا نہ ہوتا لیکن اب ان لوگوں کا وقت آیا ہے اور جلد یہ اپنی
سزا کو پہنچنے والے ہیں۔

سلطان: بیشک ان سے انتقام لیا جائیگا اور انتقام کا وقت قریب ہے۔
یہ کہہ کر کھنٹی بی بی اور مختار بان حاضر ہوا جس کو حکم دیا کہ ہاشم کا تب (میرنشی) میرٹھ کرک

کو جانسہ کر دے وہاں سراسر اذیت ختم کر کے پہلا کیا اور چند شہر بوجھا کر غرض کیا کہ پاشا
کاتب حاضر بنیں سلطان نے عاشقہ زہنے کی اور بڑے رتی باشی کاتب کو کہہ دیا: جیل ہوا
آداب بجالایا اور بوسہ باز کر کے گھر آگیا سلطان نے یہ سچہ ہنس لے کر حکمرانوں کو کہا
سالونیک کے سپہ سالار ماطر کو کہہ کر کہ وہ خاں ملک و دست کی تلاش میں نہ کریں
مے کا مے اور خیمہ انجمن کے مقامات کا پتہ لگائے اس کو ہر ایت کر دے کہ جس شخص
مکمل ہو جلدان نوگوں کی گرفتار نہ کی کہ سن انیام سے اور غنائین ذات شاہانہ کے
استیصال کا جو طریقہ موثر ہو وہ اختیار کرے۔

باش کاتب امیر ایسین دوست بہتر بنائے حکم انظر کہ حکام بھیجا جائے گا۔
سلطان یہ بھی لکھ دیا کہ خاندان ملک و دست کے استیصال کے لئے وہ تلوار سے کاس
لے ان کو بے دریغ قتل کر دے اور ملک کو ان کے وجود سے پاک کر دے۔

یہ حکم پا کر باش کاتب ابڑا اور سرخفیہ نے بھی اجازت چاہی سلطان نے باش کاتب
کو اجازت دی اور سرخفیہ کو روک لیا۔

باش کاتب کے چلے جانے پر سلطان کچھ دیر تک سرنگون سوچتے رہے اور پھر
سرخفیہ سے کہا
باش کاتب کو تم کیا سمجھتے ہو۔

سرخفیہ حضور والا باش کاتب ذات شاہانہ کا غلص اور وفادار ہے۔
سلطان اگر فرعون کر لیا جائے کہ وہ غیر غلص ہے تو مجھے اس کی کیا پروا ہے میں نے
اس پر ایک ایسا جاسوس مقرر کر رکھا ہے جو میرا نہایت مستدامی ہوا اور وہ اس کے تمام
حالات سے آگاہ کرتا رہتا ہو۔

اس کے بعد سلطان نے سرخفیہ کی طرف دیکھا اور کہا
میں نے جو کچھ تم سے کہا ہے تم نے اس کو خوب سمجھ لیا پس کوشش سے کام کرو
میں تم پر بڑا بھروسہ رکھتا ہوں اور جتنا اعتماد مجھے تم پر ہے کسی دوسرے پر نہیں....
...شاہ باش

اس کے بند سرخسہ سے اجازت چاہی اور چلا گیا۔

اکھائیسواں باب

تشریف

سرخسہ کے چلے جانے کے بعد سلطان اٹھے اور کھٹے پڑھنے کے کمرے میں جا کر منبر کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئے تو دوشی و برنگ خانہ پوش بیٹھے سپہ پھر اٹھے اور ایک دینر پر جا کر کاغذات کو دیکھنے سے متکا خیال آیا کہ کمانے کے کمرے میں ملک تمام کے جاسوس کے اطلاع کاغذات لگائے ہیں نوراً کھانے کے کمرے میں گئے اور دیوان سے کاجات لائے داخل میں تھی کرئیے اس وقت سلطان نے شہنشاہی نصیحت و اضطراب سے نکلان غصہ کیا اور ایک کمرے میں جا کر لیٹ گئے اور دل بہانہ کرنے لگے۔

خاموشی پر جاسوس پر جبکہ حمید کی خدمت میں اس لئے گئے تھے کہ وہ تیسرے معتقل مالی معاف کر دیا ہے یہی سرخسہ جو بڑا خالص اور وفادار بنتا ہے مال کے لالچ سے میرے اشاروں پر پلٹا ہے یہ بے نیچو تم سمجھتے ہو گے کہ تم عبدالحمید کو دہوکہ دے رہے ہو تم مجھے کیا دہوکہ دے سکتے ہو میں خود تین دن دہوکہ شے رہا ہوں اور ہر ایک شخص پر میں نے اس کے حالات معلوم کرنے کے لئے جاسوس مقرر کر رکھا ہے اس کے علاوہ باہم ایک دوسرے کو اس لئے مخالف بنا رکھا ہے کہ ایک دوسرے کے حالات سے سمجھتا رہے ہو تو کہ لوگ اگرچہ ہر وقت میرے پاس رہتے ہو لیکن تمہاری بے وقافی اور بغاوت کا مجھے کچھ بھی اندیشہ نہیں اس لئے کہ زمین اوڑھو شتا و عدو سے تمہارے قلوب کو اور سو پیہ سے تمہاری جیبیں کو میں نے بھر رکھا اور ایک کو دوسرے کا جاسوس بنا رکھا ہے عبدالحمید تم سے زیادہ دانشمند اور پیشیار ہے اور تمہارے فریبوں میں آنے والا نہیں تم میں سے جو شخص بھی مجھے مشکوک و مشتبہ نظر آتا ہے میں حکمت علی سے اس کا فوراً خاتمہ کر دیتا ہوں البتہ مجھے ان لوگوں کی طرف سے ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے جو ملک کے دور دورہ حصوں میں میرے خلاف کارروائیاں

کر سب سے پہلے یہ کہ مجھے اُن کے خیالات اور جذبات کا کافی علم نہیں اور نہ ان کی صحیح کارروائی کا حال مجھے معلوم ہوتا ہے لیکن میں ان کی طرف سے بھی غافل نہیں ہوں انشاء اللہ ان کی کوششوں کو بھی تباہ و برباد کر دوں گا یہ ملک میرے ہاتھ سے کوئی نہیں سکتا اس کے نتیجے میں وراثت میرے بعد میرے بیٹے ہوں گے اور وہی میرے بچے جانشین ہو سکتے ہیں۔

دینا سلطان عبدالحمید کی شوکت سے واقف ہو میں تمنا اپنے ملک کا مالک ہوں میرے احکام میں مداخلت کی کسے جرات ہو کوئی شخص عبدالحمید کے احکام کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد سلطان خاموش ہو گئے دایمین بائیں غور سے نظر ڈالی اور پھر ان باتوں پر غور کرنے لگے جو سرخندہ سے شام کے عروہوں کے متعلق ہوئی تھیں اور پھر دل ہی دل میں کہا

سرخندہ کو عروہوں کے ذکر پر میری خاموشی سے خیال ہوا ہو گا کہ عروہ کی اہمیت میری نظر میں کچھ بھی نہیں حالانکہ یہ ایک دیو کہ تھا جو میں نے اس کو دیا تھا تاکہ وہ میرے خوف کو محسوس نہ کر سکے ورنہ کیا میں جانتا نہیں ہوں کہ عرب میرے سخت خلاف ہیں اور میری حکومت کی بربادی پر تھے ہوئے ہیں کیا میں غائم کو اکبی اور اسلطان وغیرہ کی شرارتوں کو بھول سکتا ہوں ان لوگوں نے مصر پیرس اور جنیف سے اخبار نکالے اور میرے خلاف ان میں سخت سے سخت مضامین لکھے اصل یہ ہے کہ اگر میں کسی قوم سے ڈرتا ہوں تو وہ یہی عرب قوم ہے جس کی تعداد میرے ملک میں زیادہ ہے اور جس میں یورپ کی اکثر زبانیں جاننے والے زبردست اہل قلم اور ماہر سیاست لوگ ہیں جو یورپ کے اچانک میں میرے خلاف مضامین لکھتے اور دول یورپ کو میرے خلاف برا بھلا کہتے ہیں ان کا حال یہ شکل ہے اور ان کا خاموش کرنا آسان کام نہیں؟

یہی حالت سبھوں کی ہے اور ان میں سے ارمنی میری نظر میں بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں لیکن ان کا علاج مجھے معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ جس حیلہ سے ممکن ہو ان کو قتل کر دیا

جائے اور یہ کوئی دشوار کام نہیں ہے۔

عربوں میں دو فرق ہیں ایک مسیحی ان کی حمایت تو دول یورپ کرتی ہیں اور دوسرے مسلمان یہ مجھے خلیفہ تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ میں عرب نہیں ہوں اس لئے اگر میرے لئے کوئی خطرناک گروہ ہے تو عربوں کا ہے

دیر تک سلطان انیسویں خیالات میں مجھ رہے یہاں تک کہ خوشی امضی ہوئے لگے اور نیت غالب آگئی سلطان کرے سے باہر آکر وٹنے کے لئے دارحرم کی دریا بگاڑ کی طرف چلے گئے۔ اس وقت سلطان کا نائب رہے تھے اور خوف ورجاس و انتقام کے آثار چہرہ سے نمایاں تھے آفتاب نصف منزل طے کر چکا تھا لیکن سلطان کو جو ہم غم والہ اور ترو و افکار میں کہانے کی خواہش نہ تھی۔

انیسواں باب

خواجگاہ

دارحرم میں سلطان کے داخل ہونے ہی تمام لوگ خاموش ہو گئے لڑکیاں اور عہد حرم کی بیگمات خلعت معمول سلطان کے اس وقت نشیمن لانے سے ڈر گئیں ناؤراغا سلطان کو دیکھ کر آگے بڑھا آداب بجالایا اور سلطان کے چہرے پر اضطراب و غضب کے آثار باکر خاموش کھڑا ہو گیا سلطان سیدھے خواجگاہ میں چلے گئے اور ناؤراغا کو جو سلطان کے پیچھے آ رہا تھا اشارہ کیا کہ وہ واپس چلا جائے خواجگاہ میں داخل ہو کر سب سے پہلے سلطان نے دروازہ کو بند کیا اور قفل لگا دیا اس کے بعد شہر کو اچھی طرح دیکھا اور ہر جیب سے ہرا ہوا پیچھے نکال کر سر ہانے رکھا گویا وہ ایک خطرناک جنگل میں ہیں اور انہیں رہنمائی کا ڈر ہے سلطان کا خیال تھا کہ انسان فطرتاً شر پر پیدا کیا گیا ہے اور حیات دنیاوی میں اس کی پہلی غرض یہ ہے کہ اپنے ہامیوں کو دبوکہ دیکر ان کا مال چھین لے یہ خیال ہر وقت سلطان پر مستطرب رہتا تھا اور وہ کسی پر اعتبار نہ کرتے تھے اور اپنی حفاظت کی ہر

ممكن تميزه كخود مل بين لائى

پہلنگ پر بیٹھے ہی سلطان کو حج کے واقعات کا قصہ سنا۔ سلطان کی باتوں پر شہزادہ
ان کے متذہب و نامناسب رویہ پر کھینک کر نے لکھ اور ای غور و فکر میں بیٹھا اسی سلطان کو سوسے
تھے اور تمام قس پر حکمران طاری تھا تو یہ تمام سوسے غلام تھے ان کے بیٹے میں سب سے پہلے کہہ سکتے تھے کہ تمام غلام
اور تھاکہ اگر کسی کو آواز دیا کہ وہ سلطان کا بیٹا ہے تو وہ سب میں پہلے بیٹھا

خواجگاہ کا دروازہ نید تھا اور اندر آغا خان میز پر بیٹھا تھا تاکہ کسی کے
 رہنے والوں کو سلو م ہو جائے کہ سلطان خواجگاہ میں آئے گا اور اس کے وقت سلطان کو کراٹھے دروازے
 کھولا اور اندر آنا کو اندر لاکر گیا۔

سیت بین و روانہ میں سب سے کسی کے قدموں کی آسٹ شی کون بیان آیا تھا۔
 ٹاور آغا گریگور اور عرض کیا

حضور والاہانت "لوگوں کی خدمت آیا۔

اصل یہ ہے کہ سلطان نے کسی قسم کی آمہٹ نہیں بنی تھی لیکن ان کا یہ ایک سجدہ تھا کہ اس قسم کی باتوں سے وہ حقیقت خارج ہو کر کہہ دیتے تھے اس کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ اسٹبل کے واروٹھ کو جاکر لکھد کر بغیر گھوڑا تیار کر کے حاضر کرے تاہر آغا گیا اور گھوڑے کے حاضر کئے جانے کا حکم پہنچا۔ ان کے ساتھ ہی ان تمام اہلستان پر عام آمدورفت سے لوگوں کے روکنے کا بھی انتظام کر دیا جن پر ساداتان جانے والے تھے تو بڑی دیر میں سلطان خواجگاہ سے باہر نکلے اور گھوڑے سوار ہو کر حلیہ کبریٰ کی طرف چلے اور قصر یلدرم کے کارخانوں کا معائنہ کیا۔ قصر یلدرم میں علاوہ مذکورہ بالا قصروں کے ایک عظیم الشان عمارت تعمیر خانہ کی اور کئی کارخانے جہاد سازی اور اسلحہ سازی کے بھی بنائے۔ ان کارخانوں کے سلطان نے خود سے دیکھا اور ہر کارخانہ کے کاریگروں کے کام پر گہری نظر ڈالی کہ آیا وہ ان کاموں میں بڑی توجہ سے لیتے ہیں۔

یسوٰی پاپ

ہر قسم قہری میں پانچار سلطان کوٹھڑے سے اترے اور اس لکڑی کے کمرے میں
 جو ہر کے کمرے پر رہتا اور جس میں آج بھی بیٹے تھے داخل ہوئے اور وہاں پہنچ کر
 ہی سلطان کی نظر شاہی طرف مڑھک پر پڑی جو کہہ کے قریب آئے اور آغا کو لے گیا کہ
 اس کو حاضر کرے۔

نادر آغا نے لرین کو جس کا نام علی یوسف تھا حاضر میں لایا ایک ادب پڑھ کر آدھی نماز میں
 کی صورت خداوند تعالیٰ نے ایسی عجیب بنائی تھی کہ سوتے آویس کو دیکھ کر منس پڑتے تھے پستہ
 قد و صورت سے زیادہ بڑا سنی تاک سر پر ترچھا عمامہ علی یوسف حضور سلطان میں حاضر ہو کر
 زمین بوس ہوا اور خاموش ادب سے کھڑا ہو گیا سلطان نے نادر آغا کو اشارہ کیا اور آغا نے جلو
 کی طرف ہو کر بٹھا اور اشارہ سے بتلایا کہ وہ علی یوسف کے چہرہ پر سیاہی مدین سیاہی علی یوسف کے
 چہرے پر لگائی گئی اور وہ اس فنا میں عجیب خراب حرکتیں کرتا رہا جب سیاہی لگ چکی تو علی یوسف
 نے جب کہ سلطان کو سلام کیا سلطان اس کی چہیت کو دیکھ کر سراسرے اور نادر آغا کو اشارہ
 کیا کہ علی یوسف کو اٹھا کر نہر میں پہنکے نادر آغا نے دونوں ہاتھوں سے اسے اٹھایا اور بے
 تکلف نہر میں پہنکے یا سلطان نے ایک تھوک کا یا علی یوسف نہر میں غوطے کھانے لگا وہ جب قدر
 فریاد کرتا تھا سلطان خوش ہوتے تھے کچھ دیر تک وہ بچا رہا نہر میں غوطے کھاتا اور چلتا رہا اس
 کے بعد سلطان نے اس کے کھالے جانے کا حکم دیا وہ غریب پانی میں تر نہر سے نکلا سلطان نے چھایا
 کہ کپڑے بدل کر فوراً حاضر ہو علی یوسف کپڑے بدل کر آیا اور نظر لیا کہ حرکتوں اور ہاتھوں کے سلطان کو خوش کرنا
 لگا وہ ناک پر ہریشہ ہوا کی اگلی مدت اور نہشتا تھا سلطان نے دریافت کیا
 علی یوسف بچا رہا تاک کہ کیا آہر کیا ہے اسے کہیں مارا ہے۔

علی یوسف حضور والا کو قصداً تاک کا جو اسی نے مجھے بتایا ہے معیت کر کے آج آکر ہے۔

ناک نہ ہوتی تو میں آرام سے زندگی بسر کرتا۔
 سلطان علی یوسف کی اس تعریف کو سمجھ گئے کہ اس کا اشارہ اپنی قوم کی طرف ہے جس کی ناک
 لمبی ہوتی ہے اور جو سلطان کی بدترین دشمن ہے لیکن سلطان نے اس کے تعلق کو یہ نہیں کہا اور
 علی یوسف کی طرف دیکھ کر کہا۔

کیا تجری یہ ناک کھوادین
 علی یوسف مسکرا کر اگر مولانا البادشاہ کا خیال ہو کہ ناک کٹ جائے تو میرے حق و جلال میں
 اضافہ ہو جائیگا تو میں بڑی خوشی سے اس کے لئے تیار ہوں کہ حضور والا کے حکم سے میری ناک
 کاٹ ڈالی جائے

سلطان نے مسکرا کر نادرا علی یوسف کی ناک کاٹ ڈالو
 نادرا علی یوسف کے لئے ناک کاٹنے کے ارادہ سے آگے بڑھا علی یوسف نے سلطان کی طرف
 دیکھ کر عرض کیا

آمان..... آندم..... آمان
 سلطان نے یہ سنا کہ اس نے دماغی دفعہ معافی دیتا ہوں لیکن آئندہ معاف نہیں کیا
 جائیگا۔

علی یوسف حضور مولانا البادشاہ ملک میں اگر میری ناک کاٹنی ہے تو تھوڑی تھوڑی کاٹی جائے
 تاکہ آسانی سے تبدیل کٹ جائے لیکن امیر المومنین بڑی ناک و بال جہان ہونے کے ساتھ ہی
 بزرگی و عزت سے بھی خالی نہیں ہر مین بڑی ناک والا ہونے کی وجہ سے اگر مصیبت میں مبتلا
 ہوں تو بہت سے دوسرے لوگ جنگی ناک بڑی ہر حضور مولانا البادشاہ سے عید عقیدت کہتے
 ہیں اور اپنے کو بادشاہ مقرر ہر فرمان کو دینے کو تیار ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جنکی آرزو یہ ہے
 کہ امیر المومنین کے تدبیر کے نیچے انہیں موت نصیب ہو

اس کے بعد سلطان نے نادرا علی یوسف کو حکم دیا کہ یہاں سے چلے جائیں اور میر
 حائین باہن کو کھراں کا اطینان کر لینے کے بعد کہ اب یہاں کوئی نہیں ہے علی یوسف کی طرف بھاگتا
 علی یوسف نے اس کو اب ختم کروادہ نجد سے مخاطب ہو کر جانتے ہوئے کہ اس کا حکم کرنا ہوا

علی یوسف امیر المومنین بھر بڑی عنایت فرماتے اور ہر دوسرے کہنے میں بھی حصہ کا مخلص و وفادار غلام بنیں

سلطان شہابش اچھا بتلاؤ آج کوئی نئی خبر ہے، نادر آغا اور دوسرے لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نے تم کو عرف نفریح اور خوش طبعی کیلئے رکھ دیا ہے اور وہ تم کو میرا ذریعہ تفریح خیال کرتے ہیں حالانکہ تمہاری خدمت نہایت اہم ہے اور تم میرا ذریعہ تفریح نہیں ہو۔

علی یوسف مولانا السلطان کی اس حجت افزائی پر میں جتنا غور کروں کم ہے میں حضور امیر المومنین کو یقین دلاتا ہوں کہ حضور والا کی ہر ایک خدمت کو بجالانا میرا فرض ہے افسوس ہے کہ بہت سے شہریر لوگ ولی نعمت کے حقوق سے غافل ہیں اور فرض عبودیت کی ادائیگی سے قاصر اور انہیں اس کا خیال بھی نہیں۔

سلطان نادر آغا کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے

علی یوسف امیر المومنین وہ وفادار مخلص اور امین ہے

سلطان قصر کے اور آدمی

علی یوسف حضور مولانا البادشاہ گذشتہ دو دنوں میں کوئی نئی بات نہیں بولی

سلطان اور بیگم جهان آرا

علی یوسف حضور والا میری رسائی آن تک کہان

سلطان رُو نہیں جو واقعہ ہوصاف بیان کرو پھر غلط ہے کہ بیگم جهان آن تک تمہاری

رسائی نہیں میں نے نادر آغا کو حکم دے رکھا ہے کہ بیگمات کی تفریح کے لئے وہ تم کو اندر بھیج دیا

کرتے تاکہ وہ تمہاری ظرافت سے محظوظ ہو سکیں لیکن اس سے میرا جو کچھ مقصد ہے تمہیں معلوم ہے

علی یوسف (سلطان کی تہدید سے ڈر کر) امیر المومنین معاف فرمائیے میں نے حضور والا کے

خوف سے بیان نہیں کیا

سلطان رُو نہیں اچھا بیگم جهان آرا کی کیفیت بیان کرو

علی یوسف مولانا البادشاہ ان کی حالت رحم کے قابل ہے وہ ہر وقت روتی رہتی ہیں

سلطان میں نے تم کو بھی روئے ہوئے نہیں دیکھا۔

تعلیمی اور طبیعتی امور میں ان کے حضور میں ہر روز قیام ہون لگی، کیونکہ امیر المومنین کی ریاست سے ان کا تمام رنج و الم دور ہو جاتا ہے حضور والا وہ بہت مسکین ہیں۔
 سلطان اپنی پانی پر بل ڈالکر بامین تم اس کو مسکین کہتے ہو۔
 علی یوسف امیر المومنین اگر اجازت نکلیں اور امان عنایت فرمائیں تو تحقیق حال عرض کروں۔

سلطان ڈرو نہیں بیان کرو۔
 بھائی یوسف مرانا البار شاہ اصل یہ سب کہ بیگم جان آراہایت بوجہ سب ہیں
 سلطان اگر دن بلند کر کے غصہ سے بامین علی یوسف یہ کہ کہتے ہو مدت سے تم میرے
 قصر میں ہوا و برکیات کے حالات سے واقفیت رکھتے ہو اور پھر ایسا کہتے ہو
 علی یوسف جلالتہ السلطان کے تحمل کی بناء میں اگر عرض کرتا ہوں کہ بیگم جان آرا کی بڑی
 محاسبہ اس کا حضور والا کے قصر ہی میں آنا ہو۔

سلطان یہ کیونکر
 علی یوسف بیگم موصوف جلالتہ السلطان کی محبت میں گیل گھل کر کاٹا ہو گئی ہیں اور حضور
 والا رحم نہیں فرماتے۔

سلطان نے گردن چھکا لیا کہ جو وزیر غور فرماتے سب اور پھر اٹھ کر میرا بہرہ علی یوسف
 سلطان کی خاموشی سے ڈر گیا اور ادب سے ایک طرف کھڑا ہو گیا سلطان مکہ سے نکلتے بیگم
 جہان آرا کے قصر کی طرف چلے لیکن چند قدم چلا کر ٹھہرے ہو گئے اور پھر کریم یوسف کی طرف
 دیکھا اور مسکرائے اور پھر قصر بامین کی طرف چلے گئے۔

اکیسواں باب

والدہ سلطانہ

سلطان ایک چہرہ دروازہ سے قصر بامین صغیر میں داخل ہوئے اور کرسی پر بیٹھ کر زمین کہنے لگے

سیر، اچھی طرح واقف ہوں کہ وہ (میکم جہان آرا) مجھ سے محبت کرتی ہو لیکن یہ کیونکر ممکن ہو کہ میں بھی اس سے محبت کرکوں۔ اس کے بعد کہہ کر اس نے اسٹھے اور ایک میز کی دراز کو لکر ایک نوٹ ایک کتاب یادداشت نکالی اور اس میں سے ایک کاغذ نکال کر پیر کر سی پر بیٹھ گئے کاغذ کو کو لکر پڑھا اور دیکھ

اس پر غور کرتے ہے

میں اس سے کوئی نہ گفتگو نہ کر سکتا ہوں..... ہرگز نہیں میں اس سے محبت نہیں کر سکتا محبت اور نفرت ہے اور لگ کر تنہا ہو جاتا ہے اس کے علاوہ یہ بھی تو ممکن ہو کہ وہ اظہار تشفی سے مجھے دہوکہ دے رہی ہو اس کے بعد کاغذ کو نوٹ ایک میں رکھ کر دراز میں بند کر دیا اور وارہیم (سیکات کا قاصر) کی طرف چلا رہا ہے۔ میں ناہار غافل جا رہا تھا۔ سلطان نے دریافت کیا

والدہ سلطانہ کو ان میں

ناہار آیا امیر المومنین وہ اپنے کمرہ میں ہیں

سلطان نے اچھا حال کو بلاؤ

والدہ سلطانہ، سلطان کی حقیقی والدہ نہ تھیں بلکہ ان کی قائم مقام تھیں جہاں کی وفات کے بعد سیکات محل اور قصر کے محتاج ہوا اور نوٹ لائن کی نگہبانی اور محل کے انتظامات کے لئے مقرر ہوئی تھیں والدہ سلطان کی حیات میں یہ ان کے ماتحت کام کرتی تھیں۔

والدہ سلطانہ نے حاضر ہو کر عرض کیا

امیر المومنین ارشاد فرمائیں کیا حکم ہے

سلطان جہاں آرا کی کیا حالت ہو

والدہ سلطانہ محیرت سے ہے

سلطان میرا سوال اس کی صحت سے نہیں ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ کس حال میں ہو

والدہ سلطانہ کوئی خاص بات ظہور میں نہیں آئی

سلطان تم اب بھی نہیں کہیں میرا مطلب دوسرا ہے تم نے گذشتہ دو چار روز کے اندر کوئی

نئی بات اس میں محسوس کی میں اس کی طرف سے نہایت فکر مند رہتا ہوں

والدہ سلطانہ نہیں کوئی نئی بات دیکھنے میں نہیں آئی۔

سلطان ان میں نے اس کو صرف ایک خدمت کے سلسلہ میں جو اس نے میرے حکم سے انجام دی ہے بیگم بنا دیا ہے ورنہ وہ اس قابل نہ تھی کہ میں معلوم ہو گا کہ میں نے جہاں آنا کو ارمینیا کے حادثات کے متعلق ایک شخص کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک پاشا کو بطور نوٹری کے بخش دیا تھا اس میں شک کے بغیر کہ جہاں اس نے خطرات میں بڑھا کر اس خدمت کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور جیسا کہ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اس خدمت کی انجام دہی کے صلہ میں میں اس کو اپنی بیگم بنا لوں گا اس کو پورا کیا۔

والدہ سلطان جب امیر المومنین سے اس کو یہ عزت بخشی ہے تو اس سے محبت سے پیش آنا چاہیے وہ آپ سے بہت محبت رکھتی ہے۔

سلطان انہیں مجھے اُس سے محبت نہیں ہو سکتی میں اس کو خود شہ حالت میں پاتا ہوں وہ ارمنی عورت ہے اور مجھے خطر ہے کہ کمین وہ کوئی دلدلہ برپا کرے۔

بیتسوان باب

تخصیص

سلطان اٹھے اور چلتے ہوئے کہا

والدہ سلطانہ دیکھو میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ جہاں آنا کی باتوں میں نہ آؤ اور اس کی حرکات کی پوری پوری نگرانی رکھو مجھے اس کی طرف سے سخت اندیشہ ہے

یہ کہ سلطان تھرا بین صغیر کی طرف پہلے چند بج چکے تھے اور آفتاب غروب ہو رہا تھا وہیں کو چڑھ کر سلطان نے کہا نا انہیں کہا یا تھا اس لئے اس وقت بھوک معلوم ہوئی نماز کے بعد سلطان کہانے کے کمرے میں گئے کہا اوسترخان پر لگا ہوا سلطان کو چڑھ کر کسی اہلکار نے کہا اس لئے کہانے کے متعلق سخت احتیاط عمل میں لاتے مجھے انہیں خاص باور چھانہ دفتر کے صدارہ کے بائیں جانب نہایت اہتمام سے بنوایا تھا اور کسی کو اس طرف جانکی اجازت نہ تھی باور چھانہ کا دروازہ دوسرے کا نہایت مضبوط تھا اور کھانا سلطان کے ایک متہخص کی

مگر انی میں تیار ہوا تھا کھانا طیار ہو جانے پر باور چچیانہ سے کہا نے کمرے میں نہایت احتیاط سے لایا جاتا تھا اکثر چیرین محافظ کی نگرانی میں ایک صندوق میں بند کی جاتی تھیں اور نقل لگا کر صندوق پر سیاہی چھڑائی جاتی تھی دو شخص اس صندوق کو باور چچیانہ سے کھانے کے کمرے میں لے جاتے تھے صندوق کے آگے ایک اور آدمی پشت لے ہوئے ہوتا تھا جس پر محافظ باور چچیانہ کی مہربانی تھی دو خادم صندوق کے پیچھے ہوتے تھے ایک کے پاس شہرے کے سالن اور دوسرے کے پاس روٹیاں ہوتی تھیں یہ سب برتن بند اور سب پر حیرن لگی ہوتی تھیں۔

کھانا لجانے والے کھانے کو باور چچیانہ سے نہایت احترام سے لاتے تھے راستہ میں اگر کوئی شخص ان کو ملتا تھا تو شاہی کھانے کا احترام کرنے کے لئے ادب سے جھک جاتا تھا دسترخوان پر سب چیرین سزور رکھ دی جاتی تھیں اور سلطان کے سامنے برتنوں کی حیرت محافظ باور چچیانہ کوڑتا تھا اور یہی کھانا سلطان کے حضور پیش کرتا تھا۔

سلطان جس وقت کھانے کے کمرے میں پہنچے کھانا سامنے رکھا ہوا تھا سلطان نے دسترخوان پر بیٹھ کر صبر میں اپنے ہاتھ سے ٹوپیا اور کھانا نکالا کمرہ کبلی کی روشنی سے جگمگا رہا تھا اور سلطان تنہا کھانا کھا رہے تھے اور اپنے افکار میں مستغرق تھے۔

کھانا کھا کر سلطان کمرے سے نکلے اور مطالعہ کے کمرے میں جا کر جاسوسوں کی رپورٹیں پڑھنے لگے کچھ دیر تک جاسوسوں کی رپورٹیں پڑھتے رہے آجکل سلطان سالونیک کی رپورٹیں زیادہ دیکھتے تھے کیونکہ جب سے ان کو سالونیک میں آئین اتحاد و ترقی کے قائم ہونے کی خبر ملی تھی سلطان بہت پریشان رہے اور سالونیک کے حالات جلد سے جلد معلوم کرنے کے لئے یحییٰ پاشا سے تھے

دیر تک ان رپورٹوں کو دیکھتے رہے اور پھر عثمانی نماز پڑھ کر سونے کا ارادہ کیا لیکن چونکہ دن میں خوب سوچے تھے اسلئے نیند انہیں آئی اور وقت گزارنے یا دل بہلانے کے لئے بات دیکھنے کا ارادہ کیا۔

تقریباً ایک خاص شاہی تھیمبر تھا جس میں سلطان کبھی کبھی دل بہلانے یا شدت

اضطراب و پریشانی کے وقت غم غلط کرنے کے لئے متحرک تصاویر کا تماشہ دیکھنے یا اگر ابو ذر بن شہنہ جایا کرتے تھے اس تھیرٹر میں بجز سلطان یا خاص خاص ارکان حکومت کے کوئی اور شخص نہیں جاسکتا تھا تھیرٹر جانے کا ارادہ کر کے فوراً سلطان نے تھیرٹر کے منبر کو اطلاع دی اور ارکان حکومت کو بھی کھلا بھیجا۔

تھوڑی دیر میں سلطان ایک خاص رستہ سے جو تھیرٹر میں سلطان کی نشست تک جاتا تھا نشست گاہ پر پہنچے نشست گاہ کا پردہ اٹھا اور تمام حاضرین سلطان کے اعظمیہ کے لئے سرزد کھڑے ہو گئے اور سب نے بزم بان بلند آواز سے کہا

بادشاہمن چوت بشا

خدا ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھے

خاہی باجہ لے زانہ سلامی بجایا اور اس کے بعد تماشا شروع ہوا

آفاق وقت متحرک تصاویر سے جو تماشا دکھایا جا رہا تھا وہ تصورات میں اعناقہ کرنے والا ثابت ہوا یہ ایک عورت کا قصہ تھا جو اپنے شوہر سے خیانت کر کے اس کی دشمن ہو گئی تھی اور اپنے بیٹے کو قریب دیکر اس کے ہاتھ سے اس کو قتل کر دیا تھا سلطان پر اس قصہ کا بڑا اثر پڑا تھا انہیں بیکم جان آ کر کا خیال آیا غصہ سے انہیں سرخ ہو گئیں اور فوراً منبر کو حکم دیا کہ تماشا بند کیا جائے۔

تماشا کی سلطان کے بچا ایک غضبناک اور اس قصہ سے متاثر ہونے پر چہ بیگو بیان کر رہے تھے اور ہر شخص اپنی اپنی رائے ظاہر کر رہا تھا سلطان اپنے خیال میں محو تھے کچھ دیر منفرک رہے اس کے بعد گردن اٹھا کر دیکھا تو سامنے نا در آغا نظر آیا اشارہ سے بلایا اور دریافت کیا کہ کیوں آیا ہے کیا کوئی خاص بات ہو

نا در آغا امیر المومنین صرف اس لئے آیا ہوں کہ شاید امیر المومنین کو میری خدمت کی ضرورت ہو۔

سلطان بیشک مجھے تم سے کئی ضروری کام ہیں کیا تم وہ امور سلطانیہ سے ملے تجھے نا در آغا امیر المومنین خادم ملتا تھا انھوں نے مجھے مولانا الباقی شاہ کے حکام کا ذکر کیا۔

سلطان احمد تہمین معلوم ہے کہ بیکم چنان آکر کیا کر رہی ہے اس کی باتوں اور حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیدہ خاتون نے اپنے شوہر کو اپنی بڑی اور میر سے یہ خلافت کوئی نہ کرنا چاہتی تھی اور اس کے سلسلہ میں اس کی دماغی کمزوری کی وجہ سے وہ بھی فحش انداز کے اثر میں آگئی ہوں۔
 ناو آغا خانیہ و الامیر خانیہ کے کہ چنان آکر بیکم کو نہیں کر سکتی اور وہ کہہ کر کیا کہی ہو۔
 سلطان احمد تہمین معلوم نہیں ہے بہت تم تحقیق حال سنو گے تو تہمین معلوم ہو گا کہ مجھے چنان کس سے کون نفرت ہو گئی ہو۔
 اس کے بعد سلطان احمد نے اشارہ کیا کہ اس نے کاپر وہ چھوڑ دیا جائے اور آغا نے تعمیل حکم کی اور سلطان احمد نے کسی سے اسے نہیں دیکھا۔

آدو قصر بایں میں بلکہ میں تہمین تہمیت حال سے آگاہ کر دیں
 یہ بیکم سلطان احمد خانیہ راستہ سے قصر بایں کی طرف روانہ ہوئے ناو آغا ساتھ تھا قصر میں
 پنچر سلطان احمد کرسی پر بیٹھ گئے اور ناو آغا کو سامنے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا کچھ دیر تک
 سگریٹ پیتے رہے اور پھر ناو آغا کی طرف دیکھ کر کہا
 کیا تم چنان آرا کے حالات سے اس وقت سے واقف ہو چکے کہ وہ قصر شاہی میں داخل ہوئی
 ناو آغا امیر الموشین بیکم موصوف کے کچھ زیادہ حالات مجھے معلوم نہیں ہیں البتہ ناظرہ
 محلات سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ نہایت فحش اور خلیق ہیں اور حضور والا سے بہت محبت
 رکھتی ہیں۔

سلطان احمد تہمین یہ بھی معلوم ہے کہ وہ ارمنی الاصل ہو
 ناو آغا بیکم موصوف کی ناک اور لمب زنگ سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ وہ ارمنی ہیں اور میر
 خیال ہے کہ شاید ان کے ارمنہ ہونے کی وجہ سے امیر الموشین کو ان سے نفرت ہو۔
 سلطان احمد ان یہ بھی ایک سبب ہے لیکن ایک اور بات بھی ہو۔
 یہاں ایک سلطان خاموش ہو گئے کچھ غور کیا اور پھر علی بی بلدی سگریٹ پینے لگے ناو آغا
 سگریٹ خاموش غور سے سلطان احمد کے بیان کو سنتا رہا اور سلطان احمد خاموش ہو جانے پر
 اسے خیال ہوا کہ کوئی اہم بات ہو جو سلطان احمد بیان کرنا چاہتے ہیں لیکن بے حس میں نہ کی طرح

خاموش بیٹھا رہا تاکہ سلطان کو اس پر شبہ کا موقع نہ ملے

تیسواں باب

جہان آرا سے نفرت کا سبب

کچھ دیر کے بعد سلطان کرسی سے اٹھے اور دوسرے کمرے میں جا کر میر کی دراز کھلی اور ایک نوٹ بک نکالی اور اس میں سے وہی کاغذ نکالا جو دن کو نکال کر دیکھا تھا اور وہیں آکر پھر کر پڑھنے لگے اور کہا۔

۱۰۔ اور آغا امیر المومنین لوگ ایسا ہی بیان کرتے ہیں۔

سلطان اگر ایسا ہے تو فطرۃ امینوں سے مجھے محبت ہونی چاہیے
ناور آغا امیر المومنین بیشک

سلطان لیکن ایسا نہیں ہے مجھے امینوں سے سخت نفرت ہے۔ . . . اس وجہ سے کہ وہ

میرے بدترین دشمن ہیں

ناور آغا امینوں کی تہذیب و کسب و کار کی بیشک اسکی سخت ہرگز ذات شانانہ کا غضب ان پر نازل ہو
سلطان ان تین بیکاروں کا میری نفرت حکمران ہونے کے بہت پہلے سے ہے
بلکہ میں بچپن سے ان سے نفرت رکھتا ہوں۔ . . . تمہیں معلوم ہے کہ میں . . . اسکی وجہ یہ
ہے کہ بچپن میں ایک بچی نے میرا زانچہ بنا کر مجھے بتایا تھا کہ اس ملک پر مجھے حکمرانی نصیب گئی
ناور آغا نہیں یہ واقعہ معلوم ہے

ناور آغا امیر المومنین مجھے معلوم نہیں

سلطان سنو میں اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کرتا ہوں بچپن میں مجھے بچپن کی مجلس
میں جلسے کا بڑا شوق تھا مجلس اکثر والدہ سلطانہ کے حضور میں منعقد ہوا کرتی تھی اس زمانہ میں
چچا سلطان عبدالعزیز مرحوم کی والدہ ماجدہ سلطانہ بختیہ جن کو بچپن میں پر بڑا اعتقاد تھا

جکے ہاں کئی نجومی ملازم رہتے تھے اسی زمانہ میں حبیب پاشا دولت عثمانیہ کے ایک ملازم قبرص سے واپسی میں شیخ عبد الرحمن بنجر کو چھیداکا رہنے والا تھا اپنے ہمراہ لایا اور میری خدمت میں اس کو پیش کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ یہ شخص اپنے فن میں دستگاہ کامل رکھتا ہے میں نے اس سے اپنا زائچہ بنانے کے لئے کہا اس نے زائچہ بنا کر مجھ سے کہا کہ عنقریب آپ تخت نشین ہوں گے اور عرصہ دراز تک حکومت کریں گے۔

میں نے اس کے اس بیان پر اعتراض کیا اور کہا کہ یہ کیونکر ممکن ہے میرے چچا عبدالعزیز زندہ ہیں اور حکومت کر رہے ہیں اور ان کے بعد وارث تخت میرے بڑے بھائی مراد ہیں گے نجومی نے زائچہ کو بچھڑکھیا اور ظاہر کیا کہ عنقریب تخت شاہی پر آپ ممکن ہوں گے اور یہ امر لاجب ہی ہے اس کے بعد اس نے کہا کہ آٹھائیسے حکومت میں اگر آپ کو کوئی اندیشہ یا خوف ہو تو ایک انہی عورت سے جو بیگمات شاہی ہیں بیٹھیں گی۔

ناور آغا میرے اس بیان سے تھیں معلوم ہوا ہو گا کہ انہی قوم سے عموماً اور چہاں آرا سے سے خصوصاً مجھے کیوں نفرت ہے۔ عبدالرحمن نجومی نے جس عورت کی طرف اشارہ کیا ہے ممکن ہے وہ یہی ہو اور یہ نظر ان واقعات سے اور بڑھ جاتا ہے جو پچھلے دنوں پیش آئے ہیں میں نہیں بتا سکتا ہوں کہ جان آرا نے مجھ پر کقدر پناہ ڈالا تھا اور مجھے دوسری بیگمات کی طرف سے کیونکر بے پروا کر دیا تھا شروع شروع میں جب یہ قصر شاہی میں آئی ہے تو اس نے اس قدر دلچسپ اور پر از معلومات بائیں مجھ سے کہیں کہ میں حیرت میں رہ گیا اور اس کی دکاؤ و صحت رائے نے مجھے اس کا گردیدہ بنا دیا اور پھر اس کی محبت آمیز اور دلنور و باتیں مجھ پر آثار کرنے لگیں کہ میرا زیادہ وقت اسی کے پاس گزرنے لگا اور دوسری بیگمات کا مجھے خیال بھی نہ رہا چونکہ جان آرا وسیع سیاسی معلومات رکھتی ہے اور بہت سی سیاسی و اقتصادی کتابیں اس کی نظر سے گذر چکی ہیں اس لئے وہ جس مسئلہ پر بحث کرتی تھی دشمنین ہوتی تھی اور ہر وقت مختلف مباحث و مسائل پر بحث کر کے مجھے خوش کرتی تھی اسی آثار میں میں نے اسے ایک کتاب ہم پر حجاج گذشتہ اتنی حادثہ سے تعلق کرتی تھی اور چونکہ اس نے میرے دل میں کافی جگہ رکھی تھی اور مجھے اس پر پورا اعتماد ہو گیا تھا اس لئے مجھے اس خدمت پر پہنچتے ہوئے کچھ

تاریخی ہی نہ ہوا چنان آرا نے اس خدمت کو نہایت خوبی سے ادا کیا اور جن لوگوں پر مجھے
یہ شبہ تھا کہ خدمت سے ان کو ملندہ برتر مناصب اور انعامات دے دیے جائیں گے باوجود وہ
میرے خلاف آرمینوں کو مدد دینے اور ان کی ہار دیکھنے پر ان کے صحیح حالات سے متنبہ رہیں
نے اطلاع دی اور بہت سے خفیہ راز اس کے ذریعہ سے سمجھ معلوم ہوئے اس کے بعد میں نے
اسکو پاشا کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا جس کی نسبت مجھے یہ اطلاع ملی تھی
کہ وہ ظاہر میں مجھ سے اخلاص و عقیدت رکھتا ہو اور باطن میں میرا دشمن ہو اور اس خدمت
پر اسے پہنچنے سے ایک اور غرض یہ بھی تھی کہ میں جہان آرا کی نسبت اور انعامات کا بھی اندازہ
کروں کہ اس کی یہ محبت و عقیدت واقعی ہے یا فرضی چونکہ چوتھیں اور چھٹا اور جہان آرا کی
ارمنیہ سلطنت کے استراح کا یہ موقع ایک بہترین موقع تھا اس خدمت پر پہنچنے پر میں نے
جہان آرا سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے اپنی خدمت کو خوبی سے انجام دیا تو میں اس کو اپنے
حرم میں داخل کروں گا حق یہ ہے کہ اس نے اپنی خدمت کو اخلاص و چٹائی سے ادا کیا اور باوجود
ارمنی ہونے کے اس نے آرمینوں کے اہم ترین راز اور حالات مجھ سے اگر بیان کئے اس
خدمت کے صلہ میں حسب وعدہ میں نے اس کو یکم ہادیا اور بیگمات کے محل میں رہنے کی
اجازت دی لیکن آہ

نادتا قاکو جہان آرا سے بہت محبت تھی اور اس پر بدمانہ شفقت رکھتا تھا وہ چاہتا تھا کہ اگر
جہان آرا کسی خطرہ میں ہو تو وہ اس سے اس کو بچائے اسلئے سلطان کے بیان کو وہ نہایت
غور سے سن رہا تھا لیکن سلطان کے بیان میں اس وقت تک اس نے کوئی بات ایسی نہ
پائی جو عتاب سلطان کا ظاہر کرتی سلطان کے یکایک رک جانے سے اس نے محسوس کیا
کہ اب سلطان کوئی خاص بات بیان کرے اس لئے وہ نہایت چپقلشی سے دوبارہ سلسلہ
گفتگو کے شروع ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

پہلوئیسو ان باب

سہ پہر چاکم قتل

سلطان سگت پتہ اور کچھ دیر تک خاموش ٹھہر کر کہنے لگے اس کے بعد نادر آغا کی طرف دیکھا اور کہا۔

اس واقعہ تک جو واقعات بیان کئے گئے ہیں اس میں تم نے کوئی بات ایسی نہ بانی ہوگی جو ہمارے اسباب پر عتاب کا سبب بنے۔ ہمارے اس کو غضب شاہی کا موجب بنائے لیکن سلطوب میں وہ واقعہ بیان کرتا ہوں جس کی وجہ سے دل میں جو ان کی طرف سے افسوس پیدا ہو رہا ہے اور اس کو میں اپنے لئے ایک خط و خطہ قلم سے لکھتا ہوں۔

چند روز پہلے میں نے اس ارٹھی شخص کو خواب میں دیکھا جس کا نام ہریان تک تھا اور جو میرے والد غلام کو عینت نصیب فرماتے کی خدمت میں رہا کرتا تھا مجھے اس شخص سے سخت نفرت تھی کیونکہ یہ میرے بعد امیروں کو جوہر سے بہت زیادہ لائق سمجھتا تھا اور شاہیہ والد مرحوم سے میری سنگین کر کے ان کو مجھ سے ناخوش رکھتا تھا جو وہ ہوا یہ شخص مر گیا اور کبھی میرے دل میں اس کا خطہ بھی نہیں گذرا لیکن چند روز پہلے کہ ایک رات کو جبکہ مہر رنج و غم اور ترددات و افکار کا جو دم تھا مجھے یہ شخص خواب میں نظر آیا تو اس کے ہاتھ میں تھی اور غضبناک لگا ہون سے تلوار کو چمک دیتا ہوا میری طرف بڑھ رہا تھا اور مجھے دھمکانا تھا میں چونک پڑا اور جب نیند کا اثر کم ہوا تو میں نے دل میں کہا

مجھے اس خطرناک غم (ارٹھی) سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے
اس کے چند روز بعد میں نے شیخ عبدالرحمن نجم کو بلا کر آئندہ کے حالات دریافت کئے اس نے زانچہ مذکورہ کو دیکھا اور اس کا انداز پر جو میرے ہاتھ میں ہے تمام واقعات لکھ کر میرے حاکم کئے ان واقعات کے بعد جہان ار کی طرف سے میں ہوشیار رہ رہے لگا اور اس کے پاس جانا ترک کر دیا تو غم پڑھو اس کا غم کے پڑھنے سے تمہیں تمام حالات معلوم ہوں گے۔

نادر آغا نے کاغذ سلطان کے ہاتھ سے لیکر کہلا اور بڑھتا شروع کیا لکھا تھا۔
سلطان کو انہی رعایا سے مطمئن رہنا چاہیے اور خصوصاً آرمینیوں سے بہتر یہ ہے کہ جس طرح ممکن
ہو سلطان اس قوم کو قتل و غارت کر کے اپنے ملک کو ان سے پاک کر دین یا ملک سے ان کو باہر
مکال دین لیکن قدرت نے صحائف کائنات میں جو کچھ لکھ دیا ہے وہ پیش اگر ہے گا خطرہ قریب
ہے نہ اچھے بتلاتا ہے کہ سلطان کو ایک ایسے بچے کے ہاتھوں میں کیا جان ارضیہ اور باب بادشاہ ہوگا
نقصان پہنچے گا۔

نادر آغا کاغذ بڑھکر کانپنے لگا اور خوف سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کیونکہ وہ احکام مخوم
کا سلطان سے زیادہ معتقد تھا سلطان نے نادر آغا کو سرنگوں پا کر کہا بحالت موجودہ کیا تم مجھے
مغور نہیں سمجھتے ؟ جان آرا کی میرے قصر میں موجودگی ضرور میرے لئے خطرہ کا باعث ہو
اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں جہان آرا میری تباہی کا سبب نہ ہو کیا میرا خیال درست نہیں ہو۔
نادر آغا امیر المینین کا خیال بالکل صحیح ہے لیکن مولانا البادشاہ جہان آرا حضور سے بہت
محبت رکھتی ہو اور ممکن ہے کہ اس کی یہ محبت دل سے ہوا دلاس کا قلب کو فی ایسی بات گوارا نہ کرے
جس سے جلالتہ السلطان کو نقصان پہنچے گا اندیشہ ہوا البتہ۔

سلطان ربات کا ٹکڑا نادر آغا جس شخص پر مجھے شبہ ہو جاتا ہے یا جس کا وجود میرے نزدیک
خطرناک ہوتا ہے میں اس کو اپنے قصر میں رکھنا نہیں چاہتا اس لئے جو کچھ شک و شبہات جہان آرا
کے متعلق مجھے ہیں وہ اس کے قتل کے لئے کافی ہیں ایک ایسی ہستی کا کیوں نہ خاتمہ کر دیا
جائے جو آئندہ ہمارے لئے خطرہ کا باعث ہو ممکن ہے قصر میں اس کی موجودگی سے کوئی اہم
واقعہ پیش آئے یا اس سے کوئی بچہ پیدا ہو اور بھرہوشیلو کی جو بھمنے کی ہو پوری ہو اس
لئے میں ابتر سمجھتا ہوں کہ جہان آرا کو ملک عدم پہنچاؤں اور اس فرض کو بڑی خوبی سے
ادا کرتے ہیں اور بغیر کسی تکلیف کے انسان کو ایک گھوٹ عرق ہلا کر منزل مقصود پر پہنچاؤں
میں میرے قصر میں جہان آرا جی عقل دزدین اور کوئی لوطی نہیں وہ مسکین بچہ سے بچہ
محبت رکھتی ہے لیکن میں کیا کروں مجبور ہوں مجھے ضرور اس کے مارے جانے کا افسوس
ہوگا لیکن میں اس کی موت سے ایک بڑے خطرہ سے محفوظ ہو جاؤں گا۔

نادر آغا امیر المومنین کو خطرو سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک جہان آسا کیا اس جیسی بہت سی
سہیان قربان کی جاسکتی ہیں میرا انا خلیفہ کی محافظت فرض ہے اور میں اس فرض کے
ادا کرنے میں اپنی جان تک امیر المومنین پر فدا کرنے کے لئے تیار ہوں خداوند تعالیٰ امیر المومنین
کو قیامت تک سلامت رکھے۔

جو واقعات ہم نے اوپر بیان کئے ہیں ان کی صحت اگرچہ محتاج تصدیق ہو اور سلطان عبدالحمید
خان جیسے مدیر ذکی اور ماہر سیاست شخص کے اس قسم کے معتقدات ضرور تعجب خیز ہیں لیکن
چونکہ انسان ضعیف الذہان ہے اس لئے بہت ممکن ہے کہ یہ واقعات کچھ اصلیت رکھتے ہوں۔ انسان
اپنی قوت استقلال، اندر بحسب سیاسی و انتظامی قابلیت کے اعتبار سے خواہ کتنا ہی زبردست
رہش خیال اور بے خوف ہو لیکن اپنے نفس کے معاملہ میں ممکن ہے کہ وہ کمزور ہو اور اس کی یہ کمزوری
اُسے مجبور کرتی ہو کہ وہ ایسی باتوں کا اعتقاد رکھے جو قانون فطرت اور مذہب کے برخلاف
ہوں اور عقلا کے نزدیک بوجہ تمسخر

سلطان عبدالحمید خان کی دانشمندی ظہور ہے وہ خوشامدین کی تلقین آمیز باتوں اور سیاسی
چالوں کو خوب سمجھتے تھے اور ان سے ایسے نتائج نکالتے تھے کہ عقلمند یا عقلمند شخص حیرت میں
رہ جاتا تھا ایسے شخص کی طرف اس قسم کی باتوں کی نسبت جیسی کہ بیان کی گئی ہے ضرور تعجب خیز
اور حیرت میں ڈال دینے والی ہیں بہر حال جو کچھ ہر صحیح طور پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

نادر آغا کے جواب میں سلطان نے کہا

خیر جہان آسا کے معاملہ کو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں

اس کے بعد سلطان ہاتھ اور نادر آغا پر یہ ظاہر کر کے کہ وہ دارجیم میں سونے کے لئے جا رہے

ہیں نادر آغا کو رخصت کر دیا کہانے کے کمرے میں آئے اور یہی کوچ پر چلا کر سو رہے سلطان
کا قاعدہ تھا کہ وہ رات کو کسی مخصوص کمرہ میں نہ سوتے تھے بلکہ جس جگہ ان کا جی چاہتا تھا سو
رہتے تھے تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ سلطان کہاں ہیں۔

سلطان یہ صائب بک کو شخص جو
باش کاتب ایک ہا سوس ہر جس کو سرخنیہ نے سالو نیک بھیجا ہو سنا گیا ہو کہ سرخنیہ
کو اس پر بڑا اعتماد ہے اور اس کے اخلاص و کام کی تعریف کرتا ہو
سلطان سرخنیہ کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے کیا وہ قابل اعتماد ہے چونکہ مجھے تم پر پورا
برورہ ہے اور تمہارے سوا کسی دوسرے پر اتنا اعتماد نہیں اس لئے اس کے متعلق تمہاری رائے
معلوم کرنا ضروری خیال کرتا ہوں

باش کاتب سرخنیہ غلصین بندگان درگاہ سے ہے اور اس کے ایک ماتحت کی کامیابی
اس کے اخلاص کی ایک زبردست دلیل ہے مولانا البادشاہ اس کے اخلاص میں شبہ ہی
کیا ہو سکتا ہو جبکہ امیر المؤمنین امین اعتماد کے آثار پاتے اور اس پر بہرہ ور کہتے ہیں
باش کاتب کے الفاظ سے سلطان نے محسوس کیا کہ وہ سرخنیہ کی حرکات کی نگرانی کرتا
اور اس کے حال سے خوب واقف ہو سلطان کو باش کاتب کا یہ اشارہ یا تعریف پسند
نہیں آئی اور انہوں نے اس کے متعلق مزید گفتگو مناسب نہ سمجھ کر فرمایا

تمہاری کیا رائے ہے کیا اس خائن کو جس کو ناظم بک نے گرفتار کیا ہے یہاں طلب کیا جائے
باش کاتب امیر المؤمنین کی رائے میں جو امر مناسب ہو اگر اس کو یہاں طلب کیا گیا
تو ممکن ہے اس سے کچھ نئی باتیں معلوم ہوں انہوں نے ان لوگوں کی حالت پر یہ کہیں
بیوقوف تاوان اور جاہل ہیں

سلطان نے فوراً ذکر بلانے کی گھنٹی بجائی اور دربان حاضر ہوا سلطان نے حکم دیا کہ فوراً
سرخنیہ کو حاضر کیا جائے اسکے بعد باش کاتب سے کہا کہ ناظم کو تیار دو کہ فوراً اس خائن اور
اس کے کاغذات کو مستانہ بیچ دیا جائے

پہچتیسواں باب

باش کاتب ارشاد اور سرطاعت ہم کر کے کمرہ سے چلا گیا سلطان نے سگرفت ملایا اور پینے لگے

گرٹ پیتے جلتے تھے اور تار و کچتے جاتے تھے کہ دربان حاضر ہوا اور سرخنیہ کے حاضر ہونے کی اطلاع دی سلطان نے اس کے حاضر کئے جانے کا اشارہ کیا سرخنیہ کمرہ میں داخل ہوا آداب کیا ہی بجالایا سلطان نے تار اس کے حوالہ کیا اور اس نے تار لیکر کہا اگر یہ تار سالونیک کا ہے تو ضرور اس میں کسی خائن کی گزنداری کی خبر ہوگی۔

سرخنیہ نے تار کے مضمون سے خنیہ طور پر پہلے ہی آنکھیں مچھل کر مٹی تھی اور یہ اس کے لئے کوئی بڑی بات نہ تھی کیونکہ وہ محکمہ جاسوسی کا افسر اعلیٰ تھا۔ سلطان نے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا

ہاں یہ تار سالونیک کا ہے اور یہ اہم خدمت ناظم یک کہتا تھا تمہارے ایک تخت و آغا بھی جو سرخنیہ تار پڑے کہا امیر المومنین صاحب یک مرادنا البکوشاہ کے زندگان مجلس میں سوچو۔ سلطان یہ سب تمہارے اخلاص کا نتیجہ ہے میں تم میں وفاداری کی بول پانا ہوں اور تم پر بڑا اعتماد رکھتا ہوں ان نوجوان خائون کے معاملہ میں جو میرے ملک میں کثرت سے ہیں اور میرا قصہ بھی ان سے خالی نہیں میں تم پر پورا ہر دوسرا رکھتا ہوں اور اس کے سختی میں صرف تم سے براہ راست گفتگو کرتا ہوں کسی دوسرے کو یہ خبر نہ حاصل نہیں... باش کاتب سے میں کہہ دیا ہے کہ وہ ناظم کو فوراً اطلاع دے کہ اس خائن کو آستانہ بھیج دیا جائے... کیا اس معاملہ میں میں نے کوئی غلطی کی ہے

سرخنیہ امیر المومنین کی رائے مبارک دہرست ہو اس کے یہاں آجائے پراسیدہ جو کہ ہمیں اس سے انجن ملوڑ گئے بہت سے حالات معلوم کرنے کا موقعہ ملے گا۔

سلطان شاہنشاہ شاہنشاہ تمہارا خیال صحیح ہے... سالونیک کے خائون سے جملہ لینے کا وقت اب لگ گیا ہے اور انشاء اللہ عنقریب ان خائون کی شرارتوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔

یہ کہہ سلطان کھڑے ہو گئے سرخنیہ نے اجازت چاہی اور چلا گیا سلطان کمرے سے باہر نکلے اور تجارتی کے کمرے میں جا کر انیسویں کی کڑی کا آئینہ کا ایک چوکنا بنانے میں مشغول ہو گئے کسی روز سلطان اس جو کچھ بر نقش و نگار کا کام کر رہے تھے خل میں مشغول تھے اور آئینہ کے معاملہ پر غور کر رہے تھے یکایک کچھ خیال آیا وہ طبعیوں پر جا کر باش کاتب کو مخاطب کر کے کہا

کیا ناظم بک کو تاراج پیدا
باشکاتب امیر المومنین تعمیل ارشاد کی گئی
سلطان تم نے ناظم بک کو کیا اطلاع دی ہے
باشکاتب امیر المومنین ان کو اطلاع دی گئی ہے کہ مجرم کیسہ اسکے کاغذات کے فوراً
استانہ ہیجہدیا جائے

سلطان جب یہ خائن آجائے تو سرخندہ کے پاس اس کو بھیج دو... کچھ
باشکاتب امیر المومنین تعمیل ارشاد کی جائیگی
گنہگار ختم کر کے سلطان پھر بخاری کے کمرے میں چلے گئے اور کام میں مشغول ہو گئے چند
منٹ بعد پھر کہہ خیال آیا اور یسین پرنسپلر باشکاتب سے کہا
باشکاتب جب وہ خائن آجائے تو اس کو عزت کے پاس بھیج دینا اور اس کے کاغذات
میرے پاس روانہ کر دینا

باشکاتب امیر المومنین بہتر ہے
سلطان اس وقت بہت مضطرب الحال تھے قلق کی کیفیت ان پر طاری تھی دیر تک کچھ
سوچتے رہے اور پھر خیال آیا کہ رامن کو سب سے پہلے میرے حضور میں حاضر کیا جانا مناسب
ہے تاکہ میں اس سے خود انہی کی کیفیت معلوم کر سکوں یہ خیال قائم کر کے پھر باشکاتب
کو حکم دیا

باشکاتب بہتر ہے کہ جب وہ خائن آجائے تو اسے اور اس کے کاغذات کو میرے حضور
میں حاضر کیا جائے

باشکاتب حضور والا تعمیل ارشاد کی جائیگی
اس قسم کے مختلف احکام تعجب خیز نہ تھے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ سلطان کا اضطراب اس قسم کے
احکام دینے پر مجبور کرتا تھا اور باشکاتب اس قسم کے احکام سے خوب واقف تھا۔

سلطان پھر اپنے کام میں مشغول ہو گئے لیکن رامن کے متعلق بار بار توجہ کیا گیا خیال آیا
کہ رامن کو فوراً طلب کر لیتے ہیں مگر وہ یہ سمجھے کہ انہی کے ممبران اور توجہ بانوں سے

بہت ڈرتا ہوں اور ممکن ہے قصر کے کارکن بھی خیال قائم کرین جو میری توہین ہو خلی
 نہیں ہے یہ خیال کر کے پیر ٹیلیفون پر گئے اور باش کاتب کو حکم دیا
 مجرم جب آجائے تو اس کو اپنے پاس رکھو اور اس کے کاغذات کو میرے حنفیہ میں پیش کرو
 باش کاتب حسب ارشاد عمل کیا جائیگا

دن بہر سلطان بر قلع و اضطراب طاری رہا راز کا انتظار نہایت تکلیف دہ تھا بار خیاں
 آتا کہ کب آئے اور اس سے جیتہ کے حالات معلوم ہوں
 دوسرے دن صبح کو سلطان کا اضطراب بہت بڑھ گیا اور تمام مشاغل کو ہو کر شدت اضطراب
 میں ادھر سے ادھر ہررتے رہے نہ جان آرا کا خیال آیا نہ دار آغا کو بلایا اسلحہ خانہ کے سامنے کھڑے
 ہو کر دیر تک ہتھیار و دن کو دیکھتے رہے دوپہر کے قریب کسی کے قدموں کی آہٹ سے سلطان
 چونکے اور معذور بان نے ملاقات کے کمرہ میں حاضر ہو کر ایک سب مہر تلافی پیش کیا جس کو سلطان
 نے دیکھتے ہی معلوم کر لیا کہ یہ رافز کے کاغذات کا لفافہ ہے سلطان نے اشارہ کیا کہ لفافہ کو
 میز پر رکھو اور سرخنیہ کو حاضر کرے سلطان کرسی پر بیٹھے بھی نہ پائے تھے کہ سرخنیہ حاضر
 ہوا سلطان نے میٹھ جانے کا اشارہ کیا اور خود لفافہ کھولنے لگے ان کاغذات میں جولفانہ
 میں برآمد ہوئے ترکی اور فرانسسی زبان کے اخبارات خطوط اور تقریریں تئیں بعض کاغذات
 خط موزن میں بھی تھے

دیر تک سرخنیہ اور سلطان خاموش بیٹھے کاغذات کو دیکھتے رہے آخر سلطان نے اس
 سکوت کو ٹوٹا اور ایک کاغذ سرخنیہ کی طرف پڑھا کر کہا لو اس کو پڑھو
 سرخنیہ نے کاغذ لیکر پڑھا اور یہ پڑھا

اس کاغذ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہ نمان شیطانی کو شہنشاہین اسلام و مسلمین اور مقتدیہ
 کے اطراف میں خیانت و سازش کی خبر تک پہنچا ہے پہلے ہی میں اور چاہتا ہوں کہ شہنشاہین
 اقوام و مذاہب کے لوگوں کو متحد کر کے اپنا کام نکالیں
 سلطان (مسکرا کر) یہ ایک فضول اور لغو کوشش ہے۔۔۔ نصاریٰ اور مسلمانوں کو جمع
 و متحد کر کے وہ میرے خلاف کوشش کر رہے ہیں یہ ناممکن جو اور ان کی تمام کوششیں تباہ و

برباد جائیگی۔ ملبای سردی مکدونی عزنی اور ترکی کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ایک متحدہ مقصد میں شریک ہو سکتے ہیں اور یہ کیونکر ممکن ہے جبکہ اس خطہ کو پیش نظر رکھ کر مینے اس کا بہت پہلے سے انتظام کر دیا ہے اور ہر ایک قوم کے قلب میں دوسری قوم کے غمناک انعم کو کرینے ایک کو دوسرے کا دشمن بنا رکھا ہے۔

سینٹیپوان باب

اتحاد اقوام

سرخینہ نے میسر پر پڑے ہوئے ان کا غذات میں سے جو لٹافہ میں سے نکلے تھے ایک طویل یادداشت نکالی جو فرانسیسی زبان میں تھی سرخینہ فرانسیسی زبان جانتا تھا وہ اس کو پڑھنے لگا اور اس کے چہرے کا رنگ اس کے مضمون سے اڑنے لگا سلطان سرخینہ کی طرف دیکھ رہے تھے سرخینہ کا رنگ تخیل پر فرمایا

کیا چیز ہے

سرخینہ - امیر المومنین یہ اس حکیم رجا دینا کی نقل ہے جو اس جہتہ نے سفراء دول کو بھیجی جو سلطان دھونک کے ہاتھ میں سفراء دول کو... کیا یہ خاتون اس حد تک بڑھ گئے ہیں... دول کو اس معاملہ سے کیا تعلق ہے اور میری ملکات میں مداخلت کا انہیں کیا حق ہے اگر وہ نہیں کر لیا جائے کہ دول اس کا کوئی جواب دہی ہوں تب بھی مجھے یقین ہے کہ وہ ہرگز میرے معاملات میں مداخلت نہ کرے گی اور ان خاتونان ملک و ملت کی باتوں میں نہ آ سکتی مجھے شاذ تو اس یادداشت میں کیا کہنا ہو۔

سرخینہ امیر المومنین بہت سی باتیں ہیں لیکن اس قسم کی یادداشتوں سے فائدہ دول ایسی باتوں پر کان بھی نہیں دہرتیں کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ اس قسم کی کوششیں کی جا چکی ہیں۔ فرانسیسی اخبارات بہت دفعہ ان لوگوں کے خلاف لکھ چکے ہیں اور ذوات خاہانہ کی طرف سے ممانعت کرتے ہوئے انہوں نے دنیا پر ظاہر کر دیا ہے کہ وہ لوگ جو احرا کھلاتے ہیں

باشی اور ملک و ملت فروش ہیں

اس کے بعد سرخینہ نے اسکیم کے بعض حصوں کا ترجمہ حب و دل الفاظ میں سنایا جو خطرناک مرض عثمانی حکومت کے بلاد عرب اور طرابلس الغرب کو گیسرے ہوئے ہے اسی بین مقدونیہ بھی گزندار ہے اور عثمانی مقبوضات کی تمام قومیں یعنی ترک عرب البانی چرکس کروارمن یہود سری رومی اور بلغاری جن کو مجموعی طور پر عثمانی قوم کہا جاتا ہے مصائب و تکالیف میں مبتلا اور حکومت کے ناقابل برداشت مظالم کا شکار ہیں

اقوام و مذاہب کا فرق مظالم میں کمی نہیں کرتا سب پر یکساں ظلم ہوتا ہے اور سب پر ^{زین} مضطرب ہیں مقدونیہ اور اسی طرح عثمانی مقبوضات کے دوسرے صوبے حکومت کے نزدیک سب ایک سلوک کے مستحق ہیں کسی قوم کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس پر حکومت کی نظر عنایت ہو اور اس کے برخلاف دوسری قومیں مظلوم ہیں سارے ملک کی ایک حالت ہے اور سب مظالم سے ننگ آگئے ہیں اور استبدادیت سے نجات کے خواہاں ہیں سرخینہ بڑھ رہا تھا اور سلطان خود سے سن رہے تھے غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور شدت غصہ سے جسم کی رگیں پھول گئی تھیں لیکن سلطان نے اپنے تاثر کو جلد دور کیا اور سرخینہ کے خاموش ہونے پر حقارت آمیز لہجہ میں کہا

اچھا اب ان خاندانوں نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا ہے لیکن اس سے کیا ہوگا کچھ بھی نہیں یہ سب بے فائدہ کوشش ہے وہ جس طرح اب استبداد کے ماتحت ہیں انشا اللہ ہمیشہ اسی طرح رہیں گے منظم حکومتوں کا یہی دستور ہے اور یہی قانون فطرت ہے خدا ان خاندانوں کو عارت کرے بڑے مفید ہیں لیکن ان کا اصلاح بھی میرے پاس ہے۔۔۔۔۔ تمہاری کیا رائے ہو سرخینہ۔ امیر المؤمنین کی واسطے صائب ہونی الحقیقہ مقبوضات مولانا البا و شام کے غم کا اتحاد محال ہے تمام قومیں اپنے اپنے اغراض میں مختلف ہیں اور باہم ایک دوسرے سے سخت بغض و عداوت رکھتی ہیں۔

ان کمزوروں کا براہ یہ کہ یوں کہ تلم اقوام کو متحد کر سکتے ہیں یوں اور مسلمانوں کا اتحاد ناممکن ہے

سہ خاطر نیازی صفحہ ۵۵

تو دوسری اقدام کا کیا ذکر مسلمانوں کو چہرہ پورا اعتماد ہے اور وہ مجھے خلیفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم کرتے ہیں اور میرے احکام کو مانتے ہیں اور نہ یہ صرف میرے مقبوضات کے مسلمانوں کا اعتقاد ہے بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کیا یہ بد بخت جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو نہایت ہیگانہ بنادین جس طرح وہ خود مذہب کی عظمت اپنے قلب میں نہیں جانتے جلد ختم کر کے سلطان مسکرائے اور سگرٹ پینے میں مشغول ہو گئے سلطان کے خاموش ہو جانے پر سرخنیہ نے عرض کیا

مولانا الباؤشاہ کی رائے تمام راولوں پر فوقیت رکھتی ہے لیکن اگر اجازت والا ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

سلطان ہاں کوہن تمہاری رائے کو بہت پسند کرتا ہوں اور چونکہ تم میرے دوست محترم اور مخلص ہو اسلئے مجھے تم پر اتنا اعتماد ہے کہ کسی دوسرے پر نہیں اس کے علاوہ یہ ایک امر مشترک ہے اس کا نفع صرف میری ذات یا حکومت ہی کو نہ ہو گا بلکہ تم کو اور عام رعایا کو بھی اور اسی طرح خدا کا خواستہ اس کا نقصان بھی، ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ان مغرور کو جو انوں کی فحشوں کی طرف سے غافل نہ رہیں اور جلد سے جلد ان کے استیصال کا فکر کریں تاکہ ہم پر غلبہ نہ آجائے۔ ہمارے سلطنت دینی اور سیاسی سلطنت ہوا اور اس کا تحفظ ایک مذہبی امر ہے۔۔۔۔۔ البتہ ان کے مقابلہ کے لئے ہمیں رعوبہ کی ضرورت ہے جس کی خدا کے فضل سے ہمارے پاس کمی نہیں۔

سرخنیہ روپیہ کے ذکر سے خوش ہو کر، امیر المومنین میرے نزدیک بہتر صورت یہ ہے کہ جو کوشش یہ کرے جن اس کے خلاف ہم کوشش کریں مثلاً وہ اجتماع عناصر اور اتحاد اقوام میں سامعی ہیں ہم کو تفریق و تجزئی اور منفرکی کوشش کرنی چاہیے اور یہ خیال مذہبی نقطہ نظر کو پیش رکھ کر نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے۔

سلطان شاہباش، شاہباش، بیشک تمہاری رائے درست ہے۔

سرخنیہ یہ خائن دولت فروش یورپ کے حکمرانوں سے اگر یہ کمایت کرتے ہیں کہ مقبوضات عثمانیہ کی تمام رعایا مظلوم ہے اور رعایا اگر انوں نے یہ دہوکہ دیا ہے کہ وہ محمد پر کمر بستہ کہ قوت سے کام لیں اور تمام اقوام ایک ہو جائیں۔ تو ان کے مقابلہ میں ہم کو یہ کرنا چاہیے کہ ہم مسلمان

کو یہ بھانسنے کہ اس قسم کی کوششیں اس لئے کی جاتی ہیں کہ ان کو نذر ہے بیگانہ بنادین اور ان کے دین کو تباہ کر دین اور کافروں کے زمرہ میں انہیں شمار کیا کر دین

سلطان شاہنشاہ تھماری تجویز معقول ہو اور چونکہ مسلمان اسلام پر جان دیتے اور مذہب کا
بڑا ادب و احترام کرتے ہیں اس لئے اس تدبیر سے ان پر طلبہ اثر والا جا سکیگا اس پر میں اتنا زیادہ افسوس
کرتا ہوں کہ ان کو یہ بھی سمجھا یا جائے کہ اس قسم کے اتحاد کجاس کی تحریک کی جارہی ہے نتیجہ نکلے گا کہ
مسلمانوں کی عزت میں بے پردہ پھرنے لگیں گی جس طرح مسیحیوں کی عزت میں بے پردہ پھرتی ہیں۔۔۔۔
... میں جانتا ہوں کہ اس کا اثر مسلمانوں پر بہت بڑے گا کیونکہ عام مسلمان بے پردہ کے بہت پابند ہیں۔
سر خضیہ امیر المومنین اس میں شک نہیں کہ اس قسم کے اتحاد کا یقیناً یہی نتیجہ نکلے گا ان خاں نوجوانوں
کی حالت ملاحظہ فرمائیے مذہب سے انہیں کس بھی اور پک کا اثر ان پر نہ پڑا ہے کہ شراب
پیتے ہیں عورتوں سے بے تکلف باتیں کرتے اور ملتے ہیں اسی طرح تمام محرمات و ممنوعات مذہب
میں گرفتار ہیں

سلطان غرض کامیابی کا یہ بہترین ذریعہ ہے تم اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دو کہ وہ اس طریقہ پر عمل کریں تم سے یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ تم اس راز کو محفوظ رکھو اور بادشاہ کا تب اور عزت بیک کھاس سے آگاہ نہ کرو کیونکہ مجھے تم پر پورا اعتماد ہے

اس کے بعد سلطان نے کہا

جس قدر روپیہ اس کام میں خرچ ہوئے تھکوت خرچ کر دے مجھے روپیہ کی پروا نہیں میں جانتا ہوں کہ ان خائنوں کو جن میں کرموت کے گھاٹ اماندوں اور اپنے ملک کو ان بد بختوں سے پاک کر دینا یہ کلمہ ایک کاغذ پر سلطان نے دیر بال کے نام حکم لکھا کہ حامل رقعہ نہا کو فوراً ایک نہر ارشمانی بنوید اور کاغذ سرخینہ کو دیتے ہوئے کہا

ممکن ہے وزیر مالیہ روپیہ فوراً دے اس لئے میں روپیہ تین سو لپٹے پاس سے دے دیا ہوں
یہ کہ سلطان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک نہر پڑنے لگے نوٹ نکال کر سرخسہ کے حوالہ
کئے اور کہا ان کو احتیاط سے رکھو اور پرہیزگار

صائب بک کی خدمت کا استقبال معاوضہ دیا جائیگا تم اس کو بسکا اطمینان دلا دو

سر خفیہ حضور والا صاحب بک امیر المومنین کے احسانات کا شکر گزار ہے لیکن اس کی ایک بخش
ہے اس نے تدبیر چکا رہا ہے کہ اس کے ایک دوست کو جزا ت ثنائیہ مقدمہ کا مفلس ہوا ہونچن ٹیوٹ
کے اسرار معلوم ہونے میں اس کو اس سے بڑی مدد ملی ہے کوئی مناسب خطاب عنایت فرمایا
جائے۔

سلطان پندرہ ہجری کا تب سے کہو کہ وہ اس کا نام حفصہ بن پیش کرے اس کے اخلاص کی
قدیر کی جائیگی۔

سلطان کا فقرہ ختم ہو گیا کہ دربان حاضر ہوا اور عرض کیا کہ صدر اعظم (وزیر اعظم) احمدی
کی اجازت چاہتے ہیں۔

اٹیسوان باب

صدر اعظم درسلطان

صدر اعظم کے حاضر ہونے کی اطلاع باکر سلطان تردد میں پڑ گئے وہ جانتے تھے کہ صدر اعظم
عموماً اہم محاللات لیکر آتا ہے وہ خود حکومت کے خطرات میں گرفتار تھے اس لئے صدر اعظم کی
اس وقت کی حاضری سے سلطان کا تردد بڑھ گیا لیکن صدر اعظم سے نہ ملنا بھی خطرو سے خالی
نہ تھا اس لئے مجبوراً انہوں نے سرخیز کو چلے جانے کا اشارہ کیا اور صدر اعظم کو اندر بلایا

صدر اعظم حاضر ہوا اور ادب شاہی بجالایا سلطان نے سامنے کرسی پر بیٹھ جانے کا اشارہ
کیا اور وہ سرنگون کرسی پر بیٹھ کر سلطان کے افتتاح کلام کا انتظار کرنے لگا عثمانی حکومت
میں یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ جب تک سلطان گفتگو کا آغاز نہ کریں کسی کا خود گفتگو کرنا ادب کے
خلاف تھا سلطان نے صدر اعظم کی طرف دیکھا اور کہا

کیا خال ہے

صدر اعظم خیریت ہے لیکن امیر المومنین کی توجہ درکار ہے۔

سلطان کیا بات ہے۔

دورِ انحطاط میں جو یہ سب سے ایک کاغذ نکالا اور سلطان کی خدمت میں پیش کر کے دیکھا کہ اس پر جو نام تحریر کیا تھا اس میں ان کا خلاصہ صورتیں پیش کرتا ہوں.... امیر المومنین خیر الملوک کی حکمت میں ہم کو نہایت کمزور اور ذلیل سمجھتی ہیں سلطان نے اس کاغذ کو دیکھ کر بڑھا اور بھر مینر پر ڈال کر رکھا۔

پھر دیکھا کہ اس میں ہم پر اس خبر نے خاص اثر کیا ہے اور ہم اس کو بہت نام خیال کو متوجہ ہو۔ صحت پر غور کیا کہ امیر المومنین نے اس کاغذ کو دیکھا ہے جس میں سے ہم نے خالی نہیں دیکھا تھا۔ ان اور ہم پر اس کاغذ کا بیان نے روال میں ڈنگار بھی مشورہ ہے وہ تجاویز پاس کی ہیں جن سے عثمانی مہتممات کی روپیہ میں سے وہ چاہتے ہیں کہ پورے میں اس کو ہم سے چھین لیں۔ سلطان بہت سوچا اس سبب کی تجاویز سوچی گئی ہیں اور میں نے ہمیشہ ان کی کوششوں کو رد کیا اور ان کو تباہ و برباد کر دیا۔

اس کاغذ پر ہم نے اس کی حکمت علی ہیکل کے مکر پر غالب ہے لیکن اس قسم کے کاموں کے لئے روپیہ کی بڑی ضرورت ہے اور خزانہ اس وقت خالی ہے۔ سلطان یا اس کے امین نے ہم کو صدارت عثمانی کا عہدہ اس لئے پیش کیا ہے کہ ہم ان کمزوروں اور نقصانات کی تلافی کر دے جو سابق وزیر کے عہد میں پیدا ہوئے ہیں.... میرزا گل نہایت دلیہ اور زرخیز ہے اور حکومت کی کافی آمدنی ہے آخر یہ وہیہ کہ ان خراج ہوتا ہے۔

سلطان نے مذکورہ بالا انما خاصہ و احکام سے نہایت کراخت ہو میں کہ اس میں اس پر غور نہیں کیا کہ روپیہ کہاں خرچ ہوتا ہے اگر وہ اس پر تامل فرمائے تو معلوم ہو جائے کہ مصارف کی زیادتی کا سبب یہ ہے کہ خود انہوں نے حکومت کے ہر صیغہ میں کثرت سے ایسے لوگ خفیہ طور پر مقرر کر رکھے تھے جو کارکنوں کے حالات و جذبات سے سلطان کو مطلع کرتے ہیں۔ کوئی شخص حکومت میں ایسا نہ ہو گا جس پر سلطان کا کوئی خاص آدمی مسلط نہ ہو۔ لوگ حکومت کا روپیہ بے دریغ خرچ کرتے اور سرکاری دولت کو ضائع کرتے تھے صدر اعظم نے بچارہ مجبور تھا اگر مخالفت کرتا تو سلطان کے غضب کا اندیشہ ہوا اور اپنی خیریت نظر نہیں آتی۔

دیر تک صدر اعظم خاموش رہا اور پھر ڈرتے ڈرتے کہا
امیر المومنین کی حکومت بہت وسیع ہے اور خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں مزید
وسعت آئے لیکن چونکہ حکومت کے انتظامی احکامات میں خرابی ہے اسلئے مدد پی زیادہ
خرچ ہو تا ہے۔

سلطان اس کے ذمہ دار تو تم ہو اگر حکومت کی انتظامیہ درست نہیں ہو تو تم کو درست کیا
صدر اعظم نے محسوس کیا کہ مسئلہ ال کے متعلق مزید گفتگو فضول ہے اس لئے اس نے
پھر مجال کا مسئلہ پیش کر دیا

امیر المومنین مجال کے مسئلہ کے متعلق کیا ارشاد ہے کیا وہ انالیہ شاہ اس کو اچھا خیال نہیں
سلطان مجال کے مسئلہ کو چھوڑ دو وہ انالیہ ہونیں جو اس وقت کمال کی ضرورت ہے
تم اس پر غور کرو حکومت کے بعض کاموں کے لئے مجھ جلد مدد کی ضرورت ہے اگر کوئی
کا جلد انتظام نہ کیا گیا تو مجھ کو کہ حکومت کی ذمہ داری تم لوگ باپنی برا انتظامیہ سے منکر ہو کر
خطرہ میں ڈال رہے ہو اور پھر مجھے اصلاح کے لئے مدد دینا کہ تم لوگ نہیں دے سکتے یہ وہی حکم
ہونا چاہیے کہ ضروری ہو۔

صدر اعظم نے غور فرمایا کہ اگر وہ سرکار ہاں مدد دے گی تو امیر المومنین مجال کا مسئلہ
کچھ آسان نہیں ہوگا

سلطان نے تم سے روپیہ کیا ہم ساری پر غور کریں گے کہ رہا ہو اور ان تمام مسئلہ مجال کو حل کرنا
ہم سے ہو والا کہہ دینا زیادہ اہم ہے۔

صدر اعظم نے یہی ارادہ نہیں کر لیا کہ انالیہ مدد دے اور امیر المومنین کو کہہ دے کہ حکومت کا مسئلہ
میں سے پہلے ہی اٹھا کر دیا کہ اس میں وہ مدد دے گا۔

سلطان نے اس کا جواب دیا کہ میں اس سے لطف نہیں دے سکتا، چاہے اس پر میں اپنا تمام مال
دے دوں اور اسے تخریب کر دوں کہ اس میں کوئی نقص نہ ہو، چاہے وہ تخریب دے دیں اور فساد بھی کر لیں
میں نے اس سے کچھ زیادہ روپیہ نہیں دے سکتا۔

روپیہ کیا ہے کہ اس سے شے خریدی جا سکے۔

جماعتی ہوتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں سے خرچ ہوتی ہے۔۔۔۔۔ کئی ایسے سے مجھے خود حکومت سے وظیفہ نہیں ملا ہے۔۔۔۔۔ اگر مجھے روپیہ کی ضرورت ہو تو کہاں سے ایسا کہیں چاہیے خرچ کرتا ہوں حکومت کی اصلاح اور مصلحت پر خرچ کرتا ہوں میں خود تو کچھ نہیں رکھ لیتا یا مجھے اپنے لئے تو نہیں چاہیے میں تو بالکل خاموش بیٹھا ہوں اور اپنا وظیفہ تک نہیں مانگتا۔۔۔۔۔ ابھی میں نے خزانہ کے نام ایک رقم کے نیچے جانے کا حکم بھیجا ہے تم کو چاہیے کہ فوراً اس پر چیک لکھا کر دوں کہ وہ بالا چلے ختم کر کے سلطان سے محسوس کیا کہ صدر اعظم کو بلا وجہ سخت الفاظ کہے گئے ہیں اس لحاظ سے انہوں نے لہجہ کو نرم کر دیا اور ثبات کے ساتھ کہا

ہر حال ایسی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں جن سے آمدنی میں اضافہ ہو میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ تم نہ اسب تجاویز اسکے لئے اختیار کرو اور حکومت کو مالی مشکلات سے بچاؤ سہارا فراہم کر کہ ہم ایسی ضرورتیں ہم پر بھیجائیں کہ اجانب کو ہم پر اعتراض کا موقع نہ ملے۔

صدر اعظم حکومت کا تائید کرنا اور دولت کو مشکلات میں مبتلا نہ کرنا اسے سخت تکلیف ہوتی تھی لیکن سلاطین کے حضور میں وہ عاف و آف ان امور کو بیان نہ کر سکا جو حکومت کو مشکلات میں مبتلا کر رہے تھے کیونکہ وہ سلاطین سے بہت ڈرتا تھا لیکن اگر وہ جرات کر کے ایسا کرتا

بھی تو بے گناہ نہ ہوتا کیونکہ سلطان پر ان کا کوئی اثر بھی نہ ہوتا سلطان کو غصہ نہ تھا کہ صدر اعظم نے اسے کھڑا کیا اور سلاطین کے اقامت ختم ہو گئے تھے ہر سلاطین ختم کر کے کہو۔۔۔۔۔ ہم ہر نکالنا اور دینے کو تیار ہیں

جب تک کہ یہ سلاطین سخت حکومت پر سہمہ نہ کر موت کی اصلاح ناممکن ہے صدر اعظم کے پہلے جانے پر سلطان نے دلیلیں کہا

مجھ سے روپیہ مانگتے ہیں۔۔۔۔۔ جو کچھ میرے پاس ہے اگر میں ان کے حوالہ کر دوں تو خود اپنے ہاتھوں سے اس طرح غصہ کروں کہ میں لوگ حکومت کا مال ناجائز طریقہ پر حاصل کر کے جمع کئے اور پیش سے بسر کرتے ہوئے کیا مجھے یہ حق حاصل نہیں ہو کہ میں بھی ایسا کر دوں

یہ کہہ کر سلطان بکھر کر سمجھا کہ اگر وہ اس طرح غصہ نہ کرے تو میں سے دیکھو کہ ایک چھوٹے کو یہ کیا طریقہ چلے جائے نہ یہ نہ تھا تو اس کی طرف توجہ کی اجازت نہ تھی

اس کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ قریب کوئی ہے تو ہمیں ایک چور دروازہ کو لکر کرے میں داخل ہوئے کمرہ میں بڑے بڑے لوہے کے تھی وزنی صندوق رکھے ہوئے تھے جب تک کبھی نکالی اور ایک صندوق کو لا جمین ہونے کے مختلف قسم کے جواہرات اور نوٹ بھری ہوئے تھے۔ سلطان اس خزانہ کو دیکھ کر خوش ہو گئے چہرہ دیکھنے لگا اور ہاتھ سے سکون اور جواہرات کو دیکھتے ہوئے کہا

کیا تم لوگ یہ جانتے ہو کہ میں اس خزانہ کو تمہارے حوالہ کر دین یہ دوسرا اس لئے ہمیں ہر کوئی ہمارا حوالہ کیا جلتے اس کو میں نے اس لئے جمع کیا ہے کہ تمہاری مخالفتانہ کی کششوں کے تباہ و برباد کرنے میں اس کو خرچ کروں اگر آج میرے پاس یہ خزانہ نہ ہوتا تو تم مجھے پوچھتے بھی نہیں اور نہ میرے پاس اس طرح آتے۔ تم کو میں یہ خزانہ دیدن حالانکہ سی کی دولت میں تم میں سے ایک کو ایک کاوشمن بنائے ہوئے ہوں اور باہم متحد نہیں ہونے دیتا اگر یہ خزانہ میرے ہاتھ میں نہ ہوتا تو تم مسند کے آگے بڑھتے اور میں خدا جانے کس حال میں ہوتا تم مجھے مال کا لالچ دلا کر دیکھ دینا چاہتے ہو اور میں تم کو دھوکہ دے رہا ہوں اور کوٹھی خرق نہیں کرتا یہ خزانہ یہ دولت میرے وہ ہتھیار ہیں جو تمہارے مقابلہ میں استعمال ہوتے ہیں یہ مال میری زندگی ہے اور میں اس کی بدولت تم پر حکومت کر رہا ہوں اس کے بعد سلطان نے صندوق کو بند کر دیا اور بچکرہ سے باہر کر دروازہ پر قفل لگایا اور کہا

یہ میرا مال نہیں ہے میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں کہ سارا مال ایک جگہ رکھوں میں جانتا ہوں کہ بدعاش چور اور جاسوس مجھے گھیرے ہوئے ہیں اس کے بعد چواری کے کمرہ میں پہنچے اور ایک دیوار میں کچی لگا کر ایک خفیہ چوٹا سا کمرہ کھولا اور اندر جا کر ایک کس کو کھولا جس میں ہزار ہا نوٹ، اور بینک کی رسیدیں بھری ہوئی تختیں جن کی مالیت پانچ لاکھ پونڈ سے کم نہ تھی، یہ تاک، ان کا خدشات کو دیکھتے رہے اور بچکرہ

یہ بھی میرا مال ہے اور اس قسم کا بہت سا ال مختلف مخفی مقامات میں محفوظ ہے۔

اسما لیسوال باب

تسلیم

اس کے بعد سلطان ملاقات کے کھڑے ہوئے اور آفر کے کاغذات کا مطالعہ شروع کیا ان کاغذات میں سلطان کو شہر میں کے وہ خط لکھے جسے جو رافز کو سلطان کے خلاف مضامین لکھنے اور مضامین میں ہاشمہ دینہ سے متعلق تھے سلطان نے خط پڑھ کر سہمہ سے کہہ دیا کہ ایک جہان آرا سما انہیں خیال آیا اور رافز کے طرف ان کی توجہ منطوق ہوئی سلطان نے فوراً توجہ کو ہٹانے کے لئے فرانسسہ کے ایک اخبار کا کٹا جو رافز کے کاغذات میں شامل تھا اٹھا لیا اور پڑھنا شروع کیا اس کٹے میں رافز کا ایک مضمون تھا جس کا فرانسسہ زبان میں سلطان کو زیادہ جرات نہ تھی اس لئے غور سے مضمون پڑھتے ہوئے لیکن جہان آرا کا خیال دور نہ ہوا اخبار کو مینٹر ڈال دیا اور ایک کون پرلیٹ لکھنے اور ولیوں کا

اس صورت کے مطالعہ میں کیا کیا جاسے... کیا خضوع ہو میں ان باغیوں کے استیصال کا فکر کروں یا دوزخ میں کی محمولوں کے معاملات کو دیکھوں... حکومت کے ان کارکنوں کی سرکشا کو نگاہ میں رکھوں جو اپنے کو میرا ہوا خواہ وہ کارخانہ کھڑے ہیں یا دوزخ کے مطالبہ اور اعتراضات پر نظر ڈالوں... جو اسوسوں کی بھیجی ہوئی یادداشتوں پر غور کروں یا ان لوگوں کی تفریق پڑھوں جو اسوسوں کے نگہان ہیں ایک میں اور اسے جگہ دے کیا کروں اور کیا نہ کروں... اس کے بعد سرگٹ نکالا اور روشن کر کے پہنے لگے گھڑی پر نظر ڈالی تو دیکھ چکے تھے سرگٹ ختم کر کے اسٹجے اور کہا

چکر بڑا اونچا ہے کیا اگر اس سے بھی زیادہ کام اور شکاات ہیں تو عجلت سے اس سے بہت زیادہ دالا جائے سلطان عجلت سے اس سے کہہ دیا کہ وہ ان کاموں سے آگاہا جائے یا بدول ہو یا اسے عثمانی حکومت کے تحت کر لیا جائے یا اسے فرانسسہ کے تحت کر لیا جائے یا اسے دوسرے کو سپرد کر کے یا اسے سب سے قابض ہو کر اسے اپنے من کے موافق کر لیا جائے

سے خدیش نہیں دیکھتا۔

اس کے بعد تختی بجائی اور دربان حاضر ہوا جس کو حکم دیا کہ نادر آقا کو حاضر کرو۔ یہ حکم دیکر سلطان کمر بستہ اور بخاری کے کمرے کی طرف چلے واپس مین نادر آقا ملا سلطان سے اس کی طرف دیکھا اور کہا

تسمہ ہے کیا کیا... کیا ازراہ روانہ کر دیا... سلطان کی مہر اس فقرہ کی تھی کہ کیا چاہن ان کو کھانا ہم روزہ کر دیا
 اور احمد امیر المومنین خیریت ہے
 سلطان سکندر نے کمرے میں غفلت کیوں کی

تاورد آغا احمد زراں کوئی قسم و راہ بھی ثابت نہیں ہوا
 بعد ازاں کہ انہیں یہ سن کر کہ انہوں نے صرف شک و شبہ پر میرے حکم کی تعمیل کافی ہے
 تاورد آغا اگر خیر خواہ نہ ہوتا تو میں اس وقت تک...

سداً ان کے ہر کورہ والا القادری نہایت غصہ سے کہے اور فقرہ ختم نہ کرنے پر بارے تھکے کہ:
خاموش ہو جتے نادرا قافلے عرض کیا

امیر المومنین کیا چہرہ سے زیادہ کہنی اطاعت شعار دنیا میں سب سے مقدس مولانا الباوشاہ کے احکام کی تعمیل چہرہ سے بہتر کون کر سکتا ہے جو ذات شاہانہ مقدسہ کے احکام کی تعمیل بند گمان مہکاہ کا فرض ہے لیکن بن حلالہ بن اس وجہ سے تاخیر ہوئی کہ اگر حضور اس کی جان بخشی نہ سب خیال فرماہیں تو اہتر ہے۔

سلطان نہیں یہ ممکن نہیں ہے
یہ کہ سلطان آبنوس کے چوکیں پر نقش کو دے لگے اور نادر آغا خاموش سلطان کے شغل
کو دیکھتا رہا کہ وہ درہم کے بعد اس نے کہا

امیر المومنین چند روز سے ایک طبیب و فقیہ میں آیا ہے اور مضبوط حاصل کر لیکر کوشش میں کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ غالباً واقعہ نہیں جانتا اس لئے یقیناً جہان آمارا ہے رحم نہ ایمگا اور چونکہ وہ مذکورہ کمال اور غرور مند ہے اس لئے اسکے ہاتھوں سے جہان ارا کے قتل کا کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اگر اس سے کہا جائے کہ امیر المومنین تیری اس خدمت کا کافی معاوضہ فراہم ہو سکتا ہے۔

فرمانیکے تو وہ اس پر ماضی ہو جایگا۔

سلطان (مسکرا کر) نادرا کا تمہاری رائے عجیب و غریب ہوتی ہے بیشک چھوٹے درجہ کا آدمی ترقی حاصل کرنے کے خیال سے زیادہ امانت و دیانت سے کام کرتا ہے کیا وہ طبیب تمہارے خیال میں اس خدمت کو انجام دے سکتا ہے۔

نادرا آغا بیشک منصب کا پروانہ دیتے ہوئے اس سے یہ شرط کر لی جائیگی کہ وہ اس منصب کو خوبی سے ادا کرے اگر خائن خواستہ اس نے کسی قسم کی کوتاہی یا قصور سے کام میں کیا تو اس کا محاسبہ اس سے کیا جائیگا اور وہ مجرم شاہی ہو گا۔

سلطان مسکرائے اور نادرا آغا کو چلے جانے کا اشارہ کیا اور پھر راجہ کے خیال میں محمود گئے ان کا بی چاہتا تھا کہ وہ راجہ کو بلا کر انجن کے حالات دریافت کریں لیکن پھر مصلحت یہ بھی کہ چند روز اور صبر کیا جائے۔

چالیسواں باب

راجہ اور باش کا تلب

راجہ کو ناظم بک نے معاصر کے کاغذات کے سلطان کے حکم کے بموجب آستہانہ بھیج دیا تھا۔
مین باش کا تلب کی نگرانی میں راجہ کوئی روز رہا اور اس کے کاغذات سلطان کے پاس بھیجے گئے۔
راجہ قصر بلنس کے ایک کمرہ میں تنہا کوئی پرہیزگار ہوا حاضرات حاضرہ پر غور کر رہا تھا اپنی غور سے اسے اتنا خیال نہ تھا جتنا شیرن کی جلد کی کانہ سوچ رہا تھا کہ اس کے بعد شیرن کا کیا حال ہوا ہو گا وہ اس سے واقف تھا کہ اس کا باب ہمارا متقی القلب ہے اور بیٹی کی بیکسی پر اسے رحم نہ آئیگا۔ کبھی خیال آتا کہ صاحب شیرن کے لئے کوشش کر رہا ہے اور ظہان اس کا مویہ ہے اس خیال نے اس کو بہت پریشان کیا اور اس کا جسم غصہ سے کانپنے لگا۔ راجہ انہی خیالات میں تھا کہ باش کا تلب کمرہ میں داخل ہوا اور غرض پرسی کے بعد دریافت کیا

آپ کو کس علت میں گرفتار کیا گیا ہے

راہز گرفتاری کا سبب مجھے معلوم نہیں کیا ہے

باشکاتب شاید آپ پر کسی غیبی نین میں شرکت کی تہمت لگائی گئی ہے

سلطان بیک اور یہ تہمت نہیں بلکہ امر واقع ہے

باشکاتب (حیرت سے) آپ کا یہ اقرار آپ کے لئے خطرہ کا موجب ہو گیا آپ کو معلوم نہیں کہ سلطان المعظم اس قسم کی انجمنوں کے سخت خلاف ہیں لیکن اگر آپ اقرار نہ بھی کریں تو خطرہ ٹل نہیں سکتا میں نے یہ الفاظ بطور ہمدردی کہے ہیں کیونکہ میں آپ کی صورت سے آثار

شرافت متوجہ دیکھتا ہوں آپ ذکی و ذہین معلوم ہوتے ہیں اور خیال ہوتا ہے کہ آپ اپنی خوشی سے اس قسم کی کوشش میں شریک نہیں ہو سے جو حکومت کے لئے نقصان رساں ہے بلکہ آپ کو لوگوں نے بھلا لیا ہے اور آپ اپنی سادہ لوحی سے ان کی باتوں میں آگئے ہیں

کیا میرا یہ خیال غلط ہے کہ آپ کو ان مفسد لوگوں نے جو اپنے کو احبار کہتے ہیں انجمن اتحاد و ترقی میں آپ کے ارادہ کے خلاف شریک کر لیا ہے کاش آپ اس انجمن کی تاریخ اور نوعیت سے واقف ہوتے تو کبھی شرکت کی جرأت نہ کرتے تحقیق یہ ہو کہ یہ انجمن ان لوگوں نے بنائی ہے

جن کا کوئی اثر نہیں ہے اور جن کو حکومت میں کوئی منصب حاصل نہیں ہے یہ ہو کے لوگ ہیں اور حکومت کو دھمکا کر رزق حاصل کرنا چاہتے ہیں سلطان نے بہت سے ایسے حریت پسندوں کو مال دیکر خاموش کر دیا ہے اور پھر وہ حکومت کے مطیع ہو گئے ہیں لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا

کہ اس درجہ سے مال حاصل کیا جاسکتا ہے تو بہت سے لوگ حریت کے دعویدار ہو گئے لیکن میں آپ کو ایسا مدعی حریت نہیں خیال کرتا اگر حقیقت میں آپ حریت کے دلاوہ ہیں تو آپ کا ضمیر پر عام

درجیان حریت جیسا ناپاک نہ ہو گا بلکہ آپ اپنی حریت کی خالص روح ہو گی کیا میرا یہ خیال صحیح نہیں یقیناً تین مفسدوں نے دھمکا دیا ہے تاکہ وہ آرام سے زندگی بسر کریں اور تین مطرہ میں ڈالیں یہ لوگ ایسے دغا باز ہیں کہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کسی کو خطرہ میں ڈال دینا ان کے لئے

کوئی بات ہی نہیں ہے بہت دفعہ انھوں نے ایسا کیا ہے اور یہ ان کی عام روش ہے

اس کے بعد باشکاتب خاموش ہو گیا اور پھر دیر کے بعد کہہ دیا۔

خاید تم نے ابھی ہاشمہ نہیں کیا ہے کہ اس کی سب سے سکرٹ نکالا اور آئینہ کے عکاس کیا اور پھر اٹھ کر باہر چلا گیا تاکہ راجہ اس کی باتوں پر غور کرے اور انہیں کے اس بار سے اس کو آگاہ کر دے تو وری دیر بعد ایک آدمی آیا اور راجہ کو ہاشمہ کیلئے بلا کر لیکھا اور ہاشمہ کو ڈر اسنا ہاشمہ کی سب لیکن کسی سے بات چیت نہ کی اور برابر واقعات پر غور کرتا رہا شیرین کی یاد اس سے متاثر ہو کر اسے یاد کر کے انہیں آئینہ بھرا آئینہ ہاشمہ کے ہوا اخبار اس کو دے گئے انہا پر پڑھا تھا لیکن افکار و تردیات ایک حرف نہ سمجھتے تھے نہ پڑھتے تھے اخبار کو بیکار بار و بھر کا کھانا کھانے کے بعد اس کی بی بی پر غور کی آج اس سے ہوش و حواس مل گیا تھا لیکن اس وقت تک کہ یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس کے معاملہ کو کیا فیصلہ ہو چکا وہ دن بھر ان لوگوں کو دیکھتا رہتا تھا جو قسطنطنیہ کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے اور باش کا تب کے پاس آتے جاتے تھے۔

قسطنطنیہ میں باش کا تب کا ایک مخزن عہدہ تھا جس میں تمام کام کاغذات اسی کے پاس آتے تھے اور وہی تمام جاسوسوں کا دفتر علی تمام انفرادی سیخوں کے کاغذات یہی باش کا تب ہی کے ذریعہ سے سلطان کی خدمت میں پیش ہوتے تھے جنہوں نے وہ تاریخ آستانہ پر پیش کی اور تاریخ رفاغی لکھتا تھا۔

باش کا تب کا دفتر ایک بڑا دفتر تھا جس میں باش کا تب کام کرتے تھے باش کا تب کا نام حسین پاشا تھا جو اپنے ماتحتوں سے سلطان کے اس اصول پر کام لیتا کہ وہ ہر کام کے دوسرے کے مخالف بلکہ دشمن رہیں اور ظاہر میں سب ایک

تخلین پاشا نہایت ہوشیار اور تبحر مند شخص تھا جس کو سرکاری خواہ کے علاوہ سلطان سے بھی خفیہ طور پر ایک معمول رقم ملتی تھی اور وہ خود بھی سال کو مت سے بطور رشوت خوب روپیہ لیتا تھا کیونکہ سلطان سے ملنے کی اجازت اسی کے توسط سے ملتی تھی کسی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اعلیٰ عہدہ دار خود بھی جیل جاتے تھے یا سلطان ان کو بلالیتے تھے جیسا کہ صدر اعظم خود بغیر اجازت آتے جاتے تھے مگر سلطان خفیہ کو اکثر خود بلالیا کرتے تھے۔

اكتاليسوان باب
قصه الطم

شام تک راہِ بائش کا تب کے پاس رہا تا م کو با سکا تب نے اس سے دریافت کیا کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو کہہ دیجئے مشکا دیجئے اس کے بجائے کہ میں تمہارے پاس سلتے آیا ہوں کہ تم کو ہمدردی کے طور پر کچھ سہجاولں اس سے پہلے کہ تمہیں دوسرے لوگوں کے سپرد کرن
 راضی میں ابکا مطلب نہیں سمجھا

باسکا تہ میں نے تم کو سمجھایا تھا کہ اپنے خیالات سے باز آؤ اور غرور و کسنت چھوڑ دو مگر
 تم نے میری یہ مخلصانہ نصیحت قبول کی تو میں تمہیں اس کا اطمینان دلاتا ہوں کہ سلطان سے
 تمہاری سفارش کرونگا اور وہ تم کو رہا کر دینے مقصود صرف اتنا ہے کہ تم ان لوگوں کے نام
 بتلاؤ جنہوں نے تم کو دھوکہ دیا کہ تمہیں میں شریک کیا ہوا ہے اگرچہ میں بطور خود بھی اس کا حال معلوم
 ہو چکا ہے لیکن تمہارے حق میں یہی بہتر خیال کرتا ہوں کہ تم اس کام میں تہدیکم کر کے سلطان
 کی عنایت و انعام کے مستحق ہو۔

یہاں مزہ محترم باسکاتب مجھ سے اسکی امید غیث و فصول ہو
باسکاتب افسوس تم نے میری ہمدردی و اخلاص کی قدر نہ کی اور تم سے ہمدردی کر کے
مجھ سے رخ ہوا

باؤں کا تب یہ کہہ چلا گیا اور سنا ایک فوجی افسر کمرہ میں داخل ہوا اور رائفر کو اشارہ سے بتلایا
 کہ اس کے ساتھ آئے رائفر اس کے ساتھ باہر آیا اور یہ کہا کہ چند فوجی سپاہی بند قین لئے باہر
 کمرے میں افسر نے رائفر کو سپاہیوں کے درمیان لے گیا اور سب اس کو ایک ٹیکسٹریٹ کے
 حلیقہ خارجیہ میں داخل ہوئے اور وہاں سے کچھ فاصلہ طے کر کے ایک قصر کے دروازہ پر
 جس پر پتھر تھا پہنچے افسر نے رائفر کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے پیچھے آئے سپاہی باہر پہنچے اور رائفر
 افسر کے ساتھ قصر کے اندر داخل ہوا اور پھر ایک زمین پر لے کر کے جس پر قین تھیں کچھ اموال اور کچھ

ایک کمرہ میں پہنچا کمرہ میں پہنچا کرا فسر نے رامز سے کہا
آپ حسین کشمیر میں رہیں

رامز میں کہاں ہوں اس قصہ کا کیا نام ہے

افسوس خوف نہ کیجئے آپ ہمارے وہاں ہیں اور یہ قصر قصر الطہ ہے

قصر الطہ کا نام شکر رامز چونک پڑا اور اسے یاد آیا کہ شیخ الاحرار رحمت پاشا اسی قصر میں رہے
گئے تھے جبکہ ان پر مقدمہ قائم تھا اس خیال سے وہ بہت متاثر ہوا اور دیر تک بت کی طرح
ایک کرسی پر بیٹھا رہا پھر سامنے دیکھا اور ایک سپاہی کو بندوق کا ندیہ پر رکھے ہوئے
کھڑا پا کر چونکا اور کرسی سے اٹھ کمرہ میں ٹپٹے لگا

کمرہ میں قیمتی فرش بچھا ہوا تھا اور جگہ جگہ اس میں کرسیاں اور کونج لگے ہوئے تھے کمرہ کے اندر
دو میز پر تین اور کمرہ صاف روشنی سے جگمگا رہا تھا رامز نے محافظ کی طرف دیکھا اور اپنے سے
اسے مانوس کر اس نے کہا

کیا اس قصر میں میرے سوا سے اور کوئی آدمی نہیں ہے

محافظ سپاہی مسکرا کر جناب والا مجھے اس کا علم نہیں

رامز اس جواب سے حیرت میں پڑ گیا لیکن اس نے اپنی حالت کو درست کر کے کہا

کیا مجھے اس کمرہ میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے

محافظ نے اسے جواب میں رامز کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور ایک اور کمرہ میں لجا کر

جس میں ایک مکتف دار بستہ پلنگ بچھا ہوا تھا کہا یہ کمرہ حضور والا کے سونے کے لئے ہے۔

یہ الفاظ محافظ نے اس لب و لہجہ سے ادا کیے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ اس قصر میں حکومت

کے بڑے مجرم رکھے جاتے ہیں

رامز ایک کونج پر بیٹھ گیا دینا اس کی آنکھوں میں تاریک تھی اور آئندہ خطرات کے خیال میں

وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر تھا گذشتہ دو دنوں میں جو واقعات پیش آئے تھے وہ ان پر غور کر

رہا تھا اور تمام باتوں پر غور کر کے نتائج کو سوچ رہا تھا جو اسکے خیال میں یہ ہو سکتے تھے کہ وہ

قتل کر دیا جائے گا اس خیال نے اسے شیریں کی ماہود لائی اور وہ دیر تک اسے یاد کر کے رہتا رہا

اس کے بعد اسے باغ کاتب کی ہمدردی اور وعدوں کا خیال آیا اور مٹا اس خیال نے اسے
 تہذیب میں ڈال دیا کہ جس طرح دوسرے لوگوں نے انجن کے حالات تباہ کرنا مناسب حاصل کئے
 اور دولت مند بن گئے کیا وہ بھی اسی طرح نجات حاصل کرے اور شیرین کے لئے اپنے کو قتل سے
 محفوظ رکھے لیکن یکایک اسکے استطلاع نے اسے متنبہ کیا اور وہ اس ارادہ کو عزت نفس اور
 شرف کے خلاف سمجھا اور ساتھ ہی اسکے دل نے کہا کہ شیرین اسکی اس خیانت سے رنجی نہ ہوگا
 ورنہ تک وہ انہی خیالات میں محو رہا کہ ایک خادم اسے رات کے کھانے کے لئے بلانے آیا
 اگرچہ اسے اس وقت بھوک نہ تھی لیکن نہ کھانے سے ضعف طاری ہو جانے کا خیال کر کے وہ
 کھانے کے کمرہ میں گیا اور کھانا کھا کر کمرہ کی ایک کھڑکی سے قصر کے صحن پر نظر ڈالی قصر روتی
 سے جگمگا رہا تھا اور باغ میں رنگ برنگ کے پھول روتی میں جک رہے تھے چند منٹ وہ
 اس نظارہ میں محو رہا اور پھر اپنے کمرہ میں آکر سوچنے لگا کہ اب کیا ہو گا کیا اس سے اس وقت
 بلا کر انجن کے حالات دریافت کئے جائیں گے یا اسے قتل کروا جائیگا پھر خیال آیا کہ اگر اس
 سے انجن کے حالات دریافت کئے جائیں تو وہ کیا جواب دے

بیالیسواں باب

ایک اور شخص

کمرہ میں آئے ہوئے راضی کو کچھ دیر نہ ہوتی تھی کہ دروازہ پر کسی کے قدموں کی آہٹ ہوتی
 اور مٹا ایک شخص کپڑوں میں لپٹا ہوا جس کی صرف نگاہیں نظر آتی تھیں کمرہ میں داخل ہوا
 راضی اس کو دیکھ کر خوشنودہ کو ج سے اٹھا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا شخص مذکور نے پہلے سلام
 کیا اور پھر راضی کو کرسی پر بٹھا کر خود بھی اسکے سامنے بیٹھ گیا اور کہا
 راضی میں تم کو بطور عہد دہی کو نصیحت کرنے آیا ہوں امید ہے کہ تم اس نصیحت کو قبول کرینگے
 راضی اول قہر نام ایک شخص کی زبان سے سن کر چونکا اور پھر کہا فرمائیے۔

شخص رافضیہ نو جوان ہوا اور زندگی کا لطف تم نے ابھی نہیں اٹھایا ہے اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے تم کو پاکست میں نہ ڈالو

یہ رافضیہ پاکست میں آیا اور شیرین کو ملا کہ تم سے نہایت کیا مراد ہے کیا میں کسی خطرہ میں ہوں؟
شخص رافضیہ تم سے اور تمہارے حالات سے ابھی غریب و آفت ہوں اگر تم اپنی جان پر جرم نہیں کھاتے تو شیرین کی جان پر تو جرم کھاؤ

شیرین کا نام سن کر رافضیہ نے تین چار گپیاں خطرہ کو محسوس کر کے دہشت اور خوف اس پر طاری ہوا وہ غور سے شخص نامعلوم کی طرف دیکھنے لگا لیکن اس کے متعلق کوئی بات اسے معلوم نہ ہوئی اور نہ اس کا وہ پہچان سکا شخص نے رافضیہ کو متروک کر دیا

حقیقت حال کی آگاہی پر تم تعجب نہ کرو قصر لیز میں سوائے میرے اور کوئی شخص تھا ہے حال سے واقف نہیں جب تک تم باسکا تب کے پاس نہیں جھے تمہارے متعلق خطرہ ہی رہا میں نے وہ تمام کاغذات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں جو تمہارے متعلق باسکا تب کے پاس ہیں اور جن کی وجہ سے نہ صرف تمہاری زندگی کو بلکہ شیرین کو بھی خطرہ میں ڈالے ہوئے ہے اس لئے انکار کی کوشش فضول ہے جرم تم پر ثابت ہو اور اب نجات کا کوئی ذریعہ بجز اقرار کے نہیں میں تم سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم ان نو جوانوں کے نام بتلا دو جنہوں نے تم کو درغلا کر اتحاد و ترقی میں شریک کیا ہے اگر تم نے ان کے نام بتلائیے تو تم کو نہ صرف چھوڑ دیا جائیگا بلکہ انعام و اکرام بھی حضور سلطان سے عطا ہوگا امید ہے کہ تم اپنی اور اپنی منسوب شیرین کی جان پر جرم کھاؤ گے اور ان کے نام بتلا دو گے۔

رافضیہ شیرین کو اس سے کیا تعلق
شخص جرم میں وہ بھی تمہارے ساتھ برابر کی شریک ہو اسی نے تم کو فتنہ شایانہ کے خلاف مضامین لکھنے پر آمادہ اور برا بھلا کیا ہے

رافضیہ بالکل غلط ہے اسے ان معاملات سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے خیر فرمائی کر کے یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو۔

شخص میری شخصیت کا سوال اتنا اہم نہیں ہے جتنا کہ میرا اخلاص میں نے جو کچھ عرض کیا کیا وہ جھوٹ ہے اور میری صداقت کے خلاف شہادت دیتا ہے اگر بہتین میری سچائی پر شبہ ہو تو شیرین

کے ہاتھ سے لکھا ہوا وہ خط تھیں، لکھا کہ اس میں اس نے تم کو دیکھا ہے، یہاں کیا ہے اور اب ایک کٹی ہوئی لانا تہ جویم ہے

راؤ کو یہ معلوم ہوا کہ اس کے کاغذات میں شیریں کے کسی نوٹ اس قسم کے ہیں کہ ان پر شیریں کی خطرات میں اپنا خط نہ لکھتی تھی، بلکہ اس خط کے بیان سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نے شیریں کے خط کو بچانے کے لیے اس پر ہاتھ لگا کر اس کے شیریں کے خط کو بچا دیا تھا۔

شیریں کی ان خیالات سے کہ کچھ سنی تھیں، یہ بالکل جھوٹے تھے، لیکن شیریں کے ہاتھ سے کچھ تم کو تو یہ معلوم ہوا کہ اس نے اس کے ہاتھ سے تم کو دیکھا ہے، یہاں کیا ہے اور اب ایک کٹی ہوئی لانا تہ جویم ہے

شیریں کی ان خیالات سے کہ کچھ سنی تھیں، یہ بالکل جھوٹے تھے، لیکن شیریں کے ہاتھ سے کچھ تم کو تو یہ معلوم ہوا کہ اس نے اس کے ہاتھ سے تم کو دیکھا ہے، یہاں کیا ہے اور اب ایک کٹی ہوئی لانا تہ جویم ہے

یہ کہ وہ شخص اکثر ابھو گیا اور اس کو حیرت زدہ چھوڑ کر چلا گیا، اس نے اپنا خط بچا دیا تھا۔ شیریں کی ان خیالات سے کہ کچھ سنی تھیں، یہ بالکل جھوٹے تھے، لیکن شیریں کے ہاتھ سے کچھ تم کو تو یہ معلوم ہوا کہ اس نے اس کے ہاتھ سے تم کو دیکھا ہے، یہاں کیا ہے اور اب ایک کٹی ہوئی لانا تہ جویم ہے

دوسرے دن بھی رات میں اپنے خیالات میں مجھ پر اور ان باتوں کے جوابات کو سوچتا رہا، انہیں کے متعلق اس سے دریافت کیے جانے پر دن بھر کے غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ تذبذب بیکار ہے، استقلال سے کام لینا چاہیے اور انہیں کے راز کی پوری پوری حفاظت کرنی چاہیے۔ ناظرین کو شاید معلوم ہو گیا ہو گا کہ رات میں اس شخص نے کیا کیا مشاہدے کیا تھے، انہیں کے راز سے بیان کیے تھے وہ اسے صائب یک سے معلوم ہوئے تھے۔

تینا لیسون باب

عزت پاشا

راہزنے متعلق سلطان برابر حالات معلوم کرتے ہے جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ حالات چھپانے میں اس وقت تک استدلال سے کام لے رہا ہے تو خیال آیا کہ عزت پاشا کے سپرد یہ خدمت کی جائے کہ وہ راہزن کو دیکھ کر اس سے حالات معلوم کرے عزت پاشا ایک نہایت ذکی اور ماہر سیاست شخص تھا جس پر سیاسی معاملات میں سلطان کو بڑا اعتماد تھا اور اس سے وہ ایک حد تک محبت و اخلاص سے پیش آتے تھے اگرچہ جاسوسی کا کام عزت پاشا کے منصب میں داخل نہ تھا مگر سلطان نے اس کی ذہانت و ذکاوت کو پیش نظر رکھ کر یہ کام اس کے سپرد کر دیا تھا اور اس کو بلا کر پہلے معاملہ کی اہمیت کو گمانی طور پر مدد والی جگہ کو کر اچکا ہے گفتگو شروع کی اور کہا عزت سیاسی معاملات میں چونکہ مجھے تم پر بڑا اعتماد ہے اور میں تم پر پورا ہوسہرہ کرتا ہوں اس لئے ایک معاملہ میں تم سے مشورہ لینا ہے صدر اعظم کے بیان سے مجھے روال کی ملاقات کا حال معلوم ہوا ہے کیا تم بھی اس ملاقات کے واقعہ سے آگاہ ہو

عزت پاشا مولانا ابادشاہ بیشک یہ امر اہمیت سے خالی نہیں لیکن انگلستان اور روس کے بادشاہوں نے روال میں بیٹھ کر جو فیصلہ کیا ہے اس پر عمل نہیں ہو سکتا کیونکہ یورپ کی حکومتیں اپنے اپنے مقاصد کے اعتبار سے مختلف خیال ہیں اور اس مقصد میں ان کا اتحاد ممکن ہے لیکن پھر بھی ہمیں اسکی طرف سے غافل نہ رہنا چاہیے اور یورپ کے حکمرانوں میں باہمی عداوت کے تخم کو برابر نشوونما بخشنے نہ ہونا چاہیے۔

سلطان اس کے متعلق تم نے کوئی تدبیر سوچی ہے مجھے تمہاری رائے پر پورا وثوق ہو۔ عزت پاشا خود امیر المومنین کا خلام ہے اور جلالتہ السلطان کی مصلحت پر اپنی جان قربان کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے میں اس مسئلہ پر غور کر رہا ہوں انشاء اللہ اس کے متعلق جلد اپنی رائے پیش کروں گا۔

سلطان کے ہاتھ میں اس وقت نوٹ بک تھی عزت پاشا کا جملہ ختم ہوتے ہی سلطان نے نوٹ بک کے اوراق کو الٹے پلٹے ہوئے کر کے

عزت نہیں معلوم ہے کہ میں نہ صرف تم پر ادا کرنا جو ان بلکہ تین اپنا دوست صادق بھی خیال کرتا ہوں تم نے حکومت کی بڑی بڑی خدمات ادا کی ہیں اور جو اخلاص تم میں پایا جاتا ہے وہ میرے دیوان اخلاص میں اس کا عشرتیر بھی نہیں حکومت کے تمام لوگ میرے پاس آتے ہیں لیکن ان سب میں مجھے تم پر عقیدہ اعتماد ہے اتنا کسی پر نہیں
تمہیں معلوم ہے اس وقت میں نے تم کو کیوں بلایا ہے۔

عزت پاشا حضور مولانا ابوالشاہ کے ارشاد کا تعمیل ہم پر فرض ہے اور تعمیل ارشاد میں ہم اپنی جان تک عزیز نہیں ہے

سلطان اس قدر ذوق الہی تمہارے ارادوں میں برکت عطا فرمائے نہیں شاید معلوم ہوگا کہ ان فوجیوں کے شہر و غل سے جو اپنے کو احرار کہتے ہیں میں آجکل کس قدر پریشان ہوں اگرچہ مجھے اپنے معتاد میمنوں سے وقتاً فوقتاً اس کا علم ہوتا ہے کہ یہ ایک کمزور جماعت ہے اور بغیر شہر و غل چلانے کے اور کچھ یہ نہیں کر سکتے چنانچہ اب سے پہلے ان کی کوششوں کا عائد میرے آدمیوں نے کر دیا اور ان کی قوت کو ٹوڑ دی لیکن حال کے واقعات التہ تہہ انگیز ہیں یہ لوگ پھر دوبارہ میرے خلاف کھڑے ہوئے ہیں اور اب انہوں نے ایک خطرناک طریقہ اختیار کیا ہے حال میں انہوں نے سالونیک میں ایک انجمن قائم کی ہے جس میں بہت سے آدمی شریک ہو گئے ہیں مجھے ایک جاسوس سے معلوم ہوا ہے کہ انجمن کی قوت بڑھتی جاتی جا رہی ہے اور اس کے ممبر سارہ کے افسرین کو بہکا کر انجمن میں شریک کر رہے ہیں لیکن اس وقت تک ان میں سے کسی شخص کا تہ نہیں چلایا ہے کام اس قدر راؤ داری کے ساتھ ہو رہا ہے کہ کسی کو اس کا علم نہیں چند روز ہوئے سالونیک کے سپہ سالار ناظر بیک نے ایک جاسوس کی مرز سے انجمن کے ایک آدمی کو گرفتار کر کے اتار بھیجا ہے اور اس کے کاغذات بھی ساتھ ہی آئے ہیں جو سامنے کی میز پر پڑے ہیں ان کاغذات کے مطابق یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہایت کوشش و جدت سے کام لے رہے ہیں اور لوگوں کو فتنہ پکڑا کر اپنا تخیل بھار رہے ہیں۔

عزت میں چاہتا ہوں کہ اس انجنین ملعونہ کے شرکار پر اطلاع حاصل کروں اور اس کی حدیث یہ ہے کہ جو شخص گرفتار ہو کر آیا ہے اس سے اس کا چہرہ لگا یا جائے اس شخص کو نام راز ہے .. اور اس وقت یہ قصر العظمیٰ میں قید ہے معلوم ہوا ہے کہ راز نہایت سخت اور مشکل مزاج آدمی ہے اس لئے یہ خدمت میں تمہارے سپرد کرنا ہوں تم سے بہتر اس خدمت کو کوئی انجام نہیں دے سکتا اگر جواب سے پہلے میں نے اس قسم کی کوئی خدمت تم سے نہیں کی ہے لیکن ضرورت اور تم پر اعتماد ہونے کی وجہ سے یہ کام تمہارے سپرد کیا جاتا ہے

عزت پاشا انجنین اتحاد و ترقی کے حال سے امیر المومنین میں ناواقف نہیں ہوں اور برابر اس کے ممبروں اور شرکار کی کوششوں کو تباہ و برباد کرتا رہوں اس وقت تک اس کے متعلق حقدور والا سے کچھ عرض کرنے کا خیال ہے نہ اس وجہ سے نہیں کہ یہ ایک قسم کی شخی ہوئی ان مغرور و بوجھیلوں کی یہ کوشش صرف سالو نیکی ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ شام میں بھی اس قسم کی کوششیں جاری ہیں جن کو امیر المومنین کے اقبال سے غلام نے تباہ و برباد کر دیا ہے اور اب وہ ان سے اس کا اثر بالکل زائل ہو گیا ہے

سلطان یہ بے فکری و دست خلافت تمہارے ارادوں میں بیکت عطا فرمائے .. مجھے تمہاری کوششوں اور مختلف امانتوں کا حال مضطرب ہے معلوم ہو چکا ہے لیکن اس وقت میں تم سے اسکا متوقع ہوں کہ جس طرح مکر ہو راز سے سالو نیکی انجنین کا حال معلوم کر کے مجھے اطلاع دے گا اس میں میں کچھ تامل تو نہیں کروں گا

عزت پاشا امانت نامہ بانیہ مقدسہ کے ارشاد کی تعمیل میں انشا اللہ پوری کوشش کروں گا۔ **سلطان** اگر آپ ہو کر عزت تمہیں دیکھ کر میل جی خوش ہو جائے اور جب میں تمہیں کوئی خدمت سپرد کرتا ہوں تو مجھے اسکا یقین ہوتا ہے کہ وہ کام ضرور ہو جائیگا۔

عزت پاشا سلطان کے کٹھے ہوتے ہی اٹھا اور اجازت لیکر واپس چلا گیا اور راستہ میں راز کے معاملہ پر غور کرتا رہا عزت پاشا چونکہ سلطان سے بہت عقیدت رکھتا تھا اس لئے سلطان کو شکایت سے بچانے کی وہ پوری کوشش کرتا رہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سلطان کی بات سے اسکی بھی بے جا اور سلطان کے خطروں میں بڑھانے سے اسکے لئے بھی خطرہ ہے۔

رات بھر عزت پاشا اسی محالہ پر غور کرتا رہا اور صبح سویرے اٹھ کر اس نے اپنی گاڑی بھج کر رامز کو اپنے قصر میں طلب کیا اور حکم دیا کہ رامز کو عزت و اعزاز کے ساتھ لایا جائے۔

چوالیسواں باب

عزت پاشا اور رامز

رامز کا انتظار ادیبیچینی جا سے گذر چکی تھی وہ صبح سویرے اٹھا اور تہشتہ کر کے ایک کوچ پر لیٹ گیا ایک فصر کے قریب شکر پر اسے گھوڑوں کے قدموں کی آواز آئی اور اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت گاڑی قصر کے دروازہ پر آ کر رکی متازینہ پر کسی کے قدموں کی آہٹ ہوئی اور ایک خادم نے اگر عرض کیا جناب والا گاڑی حاضر ہے تشریف لیجئے۔

رامز کہاں

خادم حنفیہ عزت پاشا نے گاڑی بھیجی ہے اور آپ کو یاد فرمایا ہے رامز عزت پاشا کے بلانے سے حیرت میں رہ گیا لیکن غور کی کرہ سے نکل کر بیچے اتار اور گاڑی پر سوار ہو کر عزت پاشا کے قصر میں پہنچا قصر کے دروازہ پر دو بانوں نے استقبال کیا اور عزت کے ساتھ ایک کمرہ میں لجا کر بیٹھا یا توڑی دیر بعد عزت پاشا کمرہ میں داخل ہوا اخبار اس کے ہاتھ میں تھا اور نہایت غور سے وہ اخبار کو دیکھ رہا تھا رامز اگرچہ عزت پاشا سے واقف تھا اس کو مجھے کچھ اطلاع نہ تھی مگر میں نے اس سے ہی متنبہ کیا کہ یہ کیا عزت پاشا نظر ہائی گا رامز کو دیکھ کر اظہار مسرت کرتے ہوئے میٹھ جانے کا اشارہ کیا اور بھر خود بھی اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا درمیان میں ایک چھوٹی سی میز تھی اور دونوں ایک دوسرے کے مقابل کر میٹھ پر بیٹھے تھے عزت پاشا نے کرسی پر بیٹھ کر سر پر ہاتھ رکھ کر رامز کو دیکھا

راہزین آپ کی اس عزت افزائی کا شکر یہاں کرتا ہوں
عزت پاشا میرے اس وقت بلانے پر شاید آپ کو تعجب ہوا ہو کیونکہ یہ آپ کو بلانا آپ
کی توقع کے خلاف ہے۔ آپ تو غالباً اس کے متوقع ہونے کے کہ آپ کو کوئی سرکاری جاسوسی
یا حکمہ جاسوسی کا افسر علی تفتیش حال کے لئے بلائیگا کیا آپ میرے بلانے کو موجب محبت
و عزت نہیں خیال فرمائیگے۔

راہزینک جناب والا میرے لئے ابکا بلانا موجب عزت ہے
عزت پاشا میں نے آپ کو اس لئے یہاں بلایا ہے کہ حقیقت حال سے آپ کو آگاہ
کر دوں امیر المومنین حضور جلالتہ البادشاہ سے میں نے اس کے لئے کہ میں آپ کو بلا کر اس
خطرہ سے جو آپ کی زندگی کو لاحق ہے خاص طور پر اجازت حاصل کی ہے مجھے معلوم ہوا ہے
کہ آپ سے جو باتیں دریافت کی گئی ہیں ان کے متعلق آپ کو اچھی طرح سے سمجھایا نہیں
گیا اور دوسرے لوگوں کو سمجھانے اور واقعات سے آگاہ کرنے میں آپ کو غلط فہمی ہوئی
ہے اس لئے میں نے پسند کیا کہ آپ کو اپنے پاس بلا کر معقولیت سے آپ کو ہواؤں اور
واقعات و حقیقت حال سے آگاہ کروں کیا آپ کو میرے انخلا میں کچھ تنگ ہے

راہزین آپ کی اس مہر دی و عنایت فرمائی کا شکر گزار ہوں
عزت پاشا میں چاہتا ہوں کہ آپ کے معاملہ پر معقولیت سے بحث کر دوں اور آپ کیلئے
آپ سیدھا اور سچا راستہ پیدا کر دوں میں آپ کو قتل کی بجائی نہیں دیتا اور نہ مجھے یہ بیان
کرنے کی ضرورت ہے کہ آپ خطرہ میں گھرے ہوئے ہیں کیونکہ آپ دامنہ میں اور مجھ سے
زیادہ اس سے واقف ہیں میں آپ سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ انجمن اتحاد
و ترقی میں کیوں شریک ہوئے ہیں کیا آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ انجمن ایک خطرناک
انجمن ہے اور دولت عثمانیہ کے لئے ضرر رسان

راہزین سچا کجنگا اگر میں یہ سوال کروں کہ انجمن کے خطرناک اور ضرر رسان ہونیکا
مضبب میں نہیں سمجھا

عزت پاشا آپ کے سوال سے مجھے بہت خوشی ہوئی تا باقی میری مراد ضرر سے

یہ ہے کہ انجن کا درجہ صحت دولت کیلئے مندر ہے۔
 راضی یہ کیونکہ انجن تخت اور بی کی اسی غرض تو دولت کو ضرر سے بچا نہ ہے اگر آپ مجھے آزادی
 سے کہہ کہ کر نیکی اجازت دیں تو میں اس کے متعلق کچھ عرض کر دوں
 عزت پاشا میں آپ کی آواز جب سالی سے بہت خرم ہو آپ بے شکوت فرما تین دن
 کی کشتیاں نہین سب آپ ایک ایسے شخص سے گفتگو کر سہ ہیں جو زمانہ کا مروجہ کم شبہ
 ہے اور جس کی تمام عمر ریاست ہی میں گزری ہے۔ میں نے بہت سے احرار اور اصلاح طلب
 لوگوں کو دیکھا ہے اگر میں ان کی رائے دندار پاتا تو ضرور ان کا ساتھ دیتا مگر افسوس ہو کہ
 میں نے بہت کم لوگوں کو صحیح فکر پایا
 راضی کیا آپ نے کبھی دولت کی ان کمزوریوں پر بھی غور کیا ہے جو اس کے جسم میں ممکن
 ہو گئی ہیں۔

عزت پاشا ہاں میں ان کمزوریوں سے واقف ہوں
 راضی جب آپ دولت کی کمزوریوں سے واقف ہیں اور آپ کو اس کا اعتراف ہے کہ دولت
 کمزور ہو رہی ہے تو کیا آپ اس کے سبب سے واقف نہیں ہوں گے جو قیضاً انظامی خرابی ہو
 عزت پاشا مجھے اس سے انکار نہیں جنگ حکومت اصلاح کی محتاج ہے
 راضی یہ وہ امر ہے جس کے لئے ہم کو شمش کر رہے ہیں۔

عزت پاشا (سکڑتے ہوئے) اور یہی آپ کی غلطی ہے مرض کی نفیس میں ہم سب متفق
 ہیں لیکن دعا کی تجویز میں اختلاف ہو۔

راضی محترم پاشا مجھے تعجب ہو کہ شخص کے بعد علاج میں اختلاف کی کیا وجہ ہے جب آپ
 یہ تسلیم کرتے ہیں کہ دولت میں کمزوری ہیں تو قیضاً یہ بھی ماننا پڑیگا کہ ان کمزوریوں کا سبب
 موجودہ حکومت ہو اور حکومت کا بدلہ لینا ہی اس کا علاج ہو۔

عزت پاشا شاید آپ کی مراد تبدیلی حکومت سے یہ ہے کہ شخصیت کے بجائے دستوری
 حکومت قائم کی جائے

راضی جناب دالامیر مقصد یہی ہے اور کیا اسکے سوا اور بھی کوئی صورت اصلاح کی ممکن ہو

عزت پاشا آپ کا یہ خیال برا نہیں لیکن سیاسی رائے کے مقابلہ میں اس خیال کی وقعت خیال سے زیادہ نہیں کیا آپ کے نزدیک عثمانی رعایا اس قابل ہو کہ دستور کو قائم رکھ سکے اور دستوری حکومت کو چلا سکے

راہر بینک

عزت پاشا اگر عثمانی رعایا میں دستور کی قابلیت ہوتی تو اب سے پہلے جبکہ اس کو دستور دیا گیا تھا وہ اس کو قائم رکھتی لیکن افوس ہو کہ دستور دے جانے کے بعد حکومت اور مکرور ہو گئی اور مجبوراً سلطان نے دستور کو توڑ دیا میرے دوست میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ ذات شاہانہ مقتدرہ دستور کی بڑی حامی ہے حضور سلطان المعظم صمیم قلب سے اس کے آرزو و سوسہ ہیں کہ اگر رعایا دستور کے قابل ہو جائے تو اس کو دستور دیا جائے مولانا الباشا نے دستور دیکر اس کا اندازہ کر لیا ہے کہ عثمانی رعایا ابھی اس قابل نہیں دستور دے جانے کے بعد حکومت میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں اگر مولانا السلطان اپنی حکمت علی کو ان کے رفع کرنے کے لئے کام میں نہ لاتے تو یقیناً حکومت تباہ ہو گئی ہوتی پارلیمنٹ نے ملک کو خطرہ میں ڈال دیا تھا اور دول یورپ عثمانی مقبوضات کو طبع آمیز نظروں سے دیکھنے لگی تھیں خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ سلطان المعظم نے دوبارہ حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیکر دولت کو خطرہ سے بچا لیا اصل یہ ہے کہ مشرقی اقوام عموماً ایشیائی قوم خصوصاً یہی دستوری حکومت کے قابل نہیں ہیں

راہر (عزت پاشا کی تقریر سے متاثر ہو کر) میں اتنا ضرور تسلیم کرتا ہوں کہ حکومت کے لئے اگر کوئی قابل عاقل اور عادل حکمران مل جائے تو سلطنت کی اصلاح جلد ممکن ہو لیکن اس کے بعد راہر خاموش ہو گیا اور فہم سامع پر مطلب کو چھوڑ دیا۔

پنٹالیسون باب

پانچویں

راہر کے خاموش ہو جانے پر عزت پاشا نے کہا

عزیز بن، بین نہایت آزادی سے یہ کہنے کا حقدار ہوں کہ سلطان عبدالعزیز ظالم ہے
لوگ اس کی حالت کو سنیں دیکھتے اور اس پر اعتراض کر دیتے ہیں اگر اندھے دایہ سے اس
پر غور کیا جائے کہ سلطان کی کیا حالت ہو تو سندھ ہو گا کہ سہارا حکم ان کس قدر روشن خیال
اور بیدار شخص ہے بین باخوف و مدید کہ سلطان کے عبدالحمید سے زیادہ فطرت
کی صلاحیت کا خیال کسی کو نہیں اور نہ ہو گا کہ اسے کیونکہ دولت کی سلامتی سے ان کی سلامتی
سے رہا ہے کہ وہ دستور پر کیونکہ شخصیت کو ترجیح دیتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اس کا کیا ہی
صورت سے فکری ہو گیا آپ کو معلوم نہیں کہ عثمانی مقبوضات پر اس جانب کی نگاہیں پڑ رہی ہیں
اور تمام دولتی مقبوضات عثمانیہ کا حصہ بن کر اس کی نگاہ میں ہیں ایک شخص عبدالعزیز سے
جوابی حکمت علی ذکاوت یہ ہے اور مغربی اور چالانی سے ان کی کوششوں کو باہر و باہر کر
رہا ہے اور حکمران کہ ان کے ہاتھوں سے چلائے ہوئے ہے اگرچہ عثمانیوں نے عثمانیوں
(تخت پر حکمران نہ ہوتا تو عثمانی مقبوضات سے کبھی کے کاٹے ہوئے ہوتے تھے) عثمانی
حال سے بہت زیادہ واقف ہوں اور آپ سے زیادہ حکمت کا حال مجھے معلوم ہے
مجھے امید ہے کہ آپ میری باتوں پر غور کر کے ان کی تسلیت کر لیں
راہزوں، پاشا کی تقریر سے تذبذب میں پڑ گیا اور بے اختیار اس کے بلین یہ خیال پیدا
ہوا کہ وہ اپنی خطا کا استدارہ کر لے لیکن اسکا استقلال نے متنبہ کیا اور اس نے پھر مستقل
مزاں جت کر لیا۔

یا اللعجب یہ آپ کیا فرما رہے ہیں میرا خیال ہے کہ دنیا میں شاید ایک شخص ہی ایسا نہ ملے گا
جس آپ کی رائے سے اتفاق کرے تمام عثمانی قوم اور دوسری قوموں نے اس پر اتفاق کیا ہے
کہ دولت عثمانیہ کی کمزوری کا سبب باطلطامی ہو اور یہ اس وجہ سے کہ نظام تمام تر مابین
کے قبضہ میں ہے مجھے امید ہے کہ آپ دیگر صلاحاتی کی جرأت کو صاف فرمائیے
عزت پاشا (سکوتے ہوئے) باہمی اختلاف کا یہی مرکز ہے اور اسی سے مشکلات و مشا
کی صورتیں پیدا ہو رہی ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ مولانا السلطان کی نسبت لوگوں کا خیال
اچھا نہیں ہے اور اس جانب تفریق قلوب کی سعی اور توسیع مخالفت کی کوشش میں مصروف

چین انکا خیال ہے کہ تمام دنیا کا اس پر اتحاد ہو کہ دولت کی کمزوری کا سبب محکمہ مابین ہے
لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ کمزوری کا سبب وہ وجوہات ہیں جو اپنے کام کو ادا کرتے ہیں مگر
جو حقہ دین سے وہ باغی ہیں اور اس لیے حکومت کے خلاف مضامین لکھتے اور شور مچاتے ہیں کہ
سلطان العظمیٰ کو نہاد رہا مال دیکر دانش کرین جدا کر بہت دنوں سے ایسا ہوتا ہے
میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ ان میں کچھ لوگ نفع پسند ہیں اور ممکن ہے اب بھی ان میں ہوں
ورنہ عام طور پر یہ لوگ طلب زرعی کے لئے یہ حرکتیں کرتے ہیں تیس سال سے میں ان
کی حالت کو دیکھ رہا ہوں اس پر وہ میں انہوں نے بہت دفعہ باخبرانہ مظاہرے
کئے لیکن روپیہ یا انصاف مل جائے یہ یہ گاہے خاموش ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان
نوجوانوں کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور مال میں اس گروہ میں داخل ہو سنا اور یوں
کے مفادوں کی باتوں میں آگے ہیں جو دولت مند خاندان کی رعایا میں دست بردار حرکت کے نام سے
فساد پھیلا رہے ہیں انہیں پتہ ہے کہ آپ ان کی حکمتی پٹری باتوں میں آگئے اور یہ خیال نہیں کیا کہ
ہر ایک قوم میں حالت دوسری قوم سے مختلف ہوتی ہے

بہر حال درمیان اصلاح مولانا عبداللہ آباد شاہ سے زیادہ دولت کے بھی خواہ اور ہر دور
نہیں ہو سکتے سلطان نے تحت حکومت پر عبور فرماتے ہی دولت کی اصلاح شروع کی مدارس
اور کالج قائم کئے تاکہ نوجوان بہترین تعلیم حاصل کر کے مناسب حکومت پر فائز ہوں اور
ملک کی اصلاح میں اپنے فکر رسا کے جوہر دکھائیں اور ملی تعلیم سے ملک کی صنعت و حرفت
اور تجارت کو فروغ بخشیں انہیں پتہ ہے کہ نوجوانوں نے تعلیم حاصل کر کے دوسرے کاموں کی
طرف توجہ کر نیکی بجائے صرف سرکاری ملازمت کو اپنا نصب العین بنایا اور ملک کی اصلاح
و ترقی کے لئے صنعت و حرفت اور تجارت میں کوئی کوشش نہیں کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سرکاری
جگہوں کے پرہیز جانے سے بہت سے تعلیم یافتہ بیکار پھرنے لگے اور بیکاری میں انہوں نے
حکومت براہ عمل میں کرنے اور سلطان کے خلاف مضامین لکھنے کا مشغلہ اختیار کیا تاکہ ان میں سے
سے انہیں کچھ مال حاصل ہو سکے سلطان نے وقتاً فوقتاً ان کو خاموش کرنے کے لئے مال انصاف
سے ان کی عزت افزائی کی لیکن اس عزت افزائی نے مخالفوں کی تعداد کو اور بڑھا دیا اور

کثرت سے لوگ حکومت کے مخالف بن گئے اور خفیہ انجمنیں قائم کر کے مخالفت کے مختلف طریقے اختیار کیا گئے۔

سالونیک میں جرائین قائم ہوئی ہے وہ بھی اسی قسم کی ایک انجمن جو جربر کے ارکانی سلطان کی مخالفت سے مالی نایہ حاصل کرنا چاہتے ہیں چند روز بعد آپ خود کمر لیں گے کہ اس کے ارکان اپنا مقصد حاصل کر کے دولت کے بھی خواہ اور ہر دو نچاٹینگے اس لئے میں آپ کو ہمدردی کے طور پر سمجھاتا ہوں کہ آپ اس لغو خیال سے باز آئیں اور ان لوگوں کے نام سلطان انظم کی خوشنودی کے لئے بتلا دیں جو اس انجمن میں شریک ہیں مجھے معلوم ہے کہ ان لوگوں کی تعداد زیادہ نہیں ہو اور آپ ان میں بہت زیادہ سہارا اور فائدہ ہیں اس کا ذمہ میں لیتا ہوں کہ اگر آپ نے ان لوگوں کے نام بتلا دیئے تو آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور آپ کو نہ صرف عزت کے ساتھ رہا کر دیا جائیگا بلکہ منصب اور مال بھی عطا ہوگا مجھے امید ہے کہ آپ میری نصیحت سے فائدہ اٹھائینگے اور ان لوگوں کے نام بتا کر مجھے عزت بخشینگے۔ غور و تامل کی کوئی بات نہیں ہے آپ بے تکلف اور زور ہو کر بتلا دیں انجمن کے بانی کون ہیں میرا خیال ہے کہ اس کے کارکن اور بانی وہ نوجوان ہیں جو پیرس اور جنیوا میں تھے۔

راؤر انجمن اتحاد ترقی میں بانی اور کارکنوں کی کوئی تفریق نہیں ہے سب کا درجہ برابر ہے۔ آپ نے احرار کے جو پچھلے واقعات بیان کئے ہیں ان پر میں کسی قسم کی بحث کیا نہیں چاہتا البتہ اس کا یقین ہے کہ آپ کو دلا سکتا ہوں کہ جو کہہ رہا ہوں اس کا ذکر ضرور ہے موجودہ اس اس طبیعت کے آدمی نہیں ہیں کہ مال و دولت کا لالچ انہیں دنگا گئے ہو اور وہ اس لئے صرف سے دستکش ہو جائیں تو ہم اپنے حقوق حاصل کرنے کے طریقہ سے آگاہ ہو گئے ہیں اور اب وہ نہایت مستعدی سے اپنا کام کر رہی ہے آپ اگر حقیقت میں اصلاح پسند ہیں تو آپ کے لئے اس سے بہتر موقع کام کرنے کا نہیں ہے۔

عزت پاشا معلوم ہوتا ہے کہ غرور اور ضد آپ کے بارے میں نہیں ہے اور میں اس سے شائد اور الفاظ و سطور و حریت و غیرہ سے آپ کو ہلکا کر سکتا ہے مجھے اتنا یقین ہے کہ میری تلخ نصیحت

بیکار گئی اور آپ نے میرے مشورہ سے فائدہ نہیں اٹھایا خیر اب جو آپ کا چاہی چاہیے وہ
 کتنے اور جو میرا فرض ہو وہ میں انجام دوں گا میں نے آسانی اور سہولت سے آپ کو راہ
 راست پر لانا چاہا تاہم لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس طرح درست نہ ہون گے اور جب آپ سختی
 کی جائیگی تب کام نیکو گا اور اس وقت آپ خود اقرار کر لیں گے اور مفسدون کے نام نہادوں کی
 یہ فکر عزت پاشا کر سی سے اٹھ کر اٹھا ہوا اور غضبناک لگا ہوا ہون سے راہ کو دیکھتا رہا راہ
 بدستور بہت کی طرح کر سی پر بیٹھا معاملہ پر غور کر رہا تھا عزت پاشا راہ کو خود فکر پا کر بھکا کہ شاید
 اس کے آخری الفاظ نے اس پر کچھ اثر کیا ہو اور وہ راہ درست پر آجائے اس لئے وہ
 خاموش کھڑا رہا کہ ایک خادم قومہ لیکر حاضر ہوا عزت پاشا نے اشارہ کیا کہ ایک پیالی راہ
 کو دیا جائے اور دوسری پیالی خود لیکر پیئے لگا قومہ پیئے کے بعد عزت پاشا نے راہ کو کی طرف
 دیکھا اور کہا

غریب مجھے تمہاری باتوں پر اس لئے غصہ آگیا کہ تم نے بغیر غور و فکر کے مجھے غیر متوقع جواب
 دیا بہر کیف میں پھر تم کو سمجھانا ہوں کہ خوب غور و فکر کے بعد مناسب جواب دو اور اس امر کو پیش
 نظر رکھو کہ تمہاری زندگی خطرہ میں ہے۔

اس کے بعد عزت پاشا نے ڈبیہ سے سگرت نکال کر راہ کو دیا اور کہا
 میں نہیں اس پر ملامت نہیں کرتا کہ تم مولانا انبا و شاہ اور حکماء میں سے سوزن کہتے
 ہو اس وجہ سے کہ تم حالات سے پورے طور پر واقف نہیں ہو اور تم نے جو کچھ اس کے متعلق
 سنا ہے وہ عموماً مخالفوں کے سنایا کرتے ہیں نہ یہاں ہر حقیقت حال کا گامی چل کر تو نہیں اپنی رائے کی
 غلطی معلوم ہو اور تم راہ راست پر آ جاؤ اور میرے قول کی تصدیق کرو
 راہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اگر وہ کافی نہیں ہے اور مجھے اور کچھ عرض کرنیکی ضرورت
 ہے تو میں انھیں کے ساتھ کہوں گا کہ وہ سلطان اور صرف سلطان کی ذات سے متعلق ہو
 اور سلطان ہی کے حضور میں اس کو عرض کر سکوں گا۔

عزت پاشا یہ نہیں اختیار ہے میں تم کو سلطان کے حضور میں پیش کر دوں گا اور تمہارا
 ساتھ پہچان سونگ کئے جانے کی سفارش حضور مولا سے کر دوں گا اچھا بالفضل تم اپنے قصر

میں جا کر آراہ کر دو امیر المومنین سے اجازت حاصل کر کے تم کو اطلاع دیجائیگی۔
 راہ رکھ کر آج گیا اور عزت پاشا سے اجازت حاصل کر کے باہر نکلا اور گاڑی میں سوار ہو کر
 قصر الملوک کی طرف روانہ ہوا گاڑی قصر الملوک کی طرف پہنچ کر پہلے دروازے کے بیرونی دروازے
 کے قریب گاڑی کی کڑی کے شیشے سے زلزلہ کی نظر ایک گاڑی پر پڑی جس میں ایک عورت
 جو شیریں سے بہت مشابہ تھی بیٹھی تھی گاڑی میں مٹرون میں نظر سے غائب ہو گئی لیکن شیریں کا
 خیال اسے سستائے لگا اور اس کا دل زلزلے سے حرکت کرنے لگا اور ایک عجیب سی سی اس
 پر طاری ہو گئی گاڑی قصر الملوک کے دروازہ پر جا کر ٹھہری لیکن اسے خبر بھی نہ ہوئی کہ ایک
 محافظ سپاہی نے اسے متنبہ کیا اور وہ گاڑی سے اتر کر قصر الملوک میں داخل ہوا اور اپنے کمرے
 میں پہنچ کر خیال کیا کہ شیریں یہاں کرا رہی ہے ایک داتا ہر تہا ہوا اس کے خیال سے پیش بھاگتا ہوا۔

پچھیا لیسوان باب

طہاز اور راحز

دن کا باقی حصہ رات کرنے اس پر غور کرنے میں گذاراکہ سلطان سے ملاقات کرنے کے
 وقت وہ کیا کئے شام کو ترو دو انکار سے تھک کر کمرے کی اس کڑی پر بیٹھا سفورس کی طرف
 تھی کہ کڑی پر کمرے کے باغیچے کو دیکھتا رہا راحز شام کے سہانے وقت اور دیکھائی لائی
 کے منظر کا لطف اٹھاتا تھا کہ اس نے کسی کے کھانے کی آواز سنی جو طہان کی آواز سے بہت
 مشابہ تھی اسے طہان کے قصر الملوک میں موجود ہونے پر تعجب ہوا وہ اسی تعجب میں تھا کہ خادم
 نے آکر عرض کیا

آفندم اگر جی چاہے تو کمرہ ملاقات میں تشریف لیجلیں
 راحز خادم کے ساتھ ہو لیا اور ملاقات کے کمرہ میں پہنچ کر دیکھا کہ طہان اشتعال میں کھڑا ہے راحز
 نے سلام کیا اور مزاج پر سی کے بن کر سی پر بیٹھا طہان اس وقت نہایت تھکے ہوئے لباس پہنے

ہوئے تہا جو بک کے خطاب کا سرکاری لباس تھا راضی ملانے کو بٹھا کر اس کے پہلو میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا ملانے راضی کی طرف دیکھا اور کہا
 راضی یہ تم نے کیا کیا؟ کیا تمہارے حق میں یہ امر بہتر نہ تھا کہ تم میری بدایت نصیحت پر عمل کرتے
 راضی چچا جان گذشتہ باتوں کا ذکر چھوڑ دیجئے۔۔۔۔ فرمائے شیرین کہاں ہو۔
 ملانے شیرین۔۔۔۔ بخون و نادان شیرین میں کیا جانوں وہ کہاں ہو۔
 راضی چچا جان یہ کیا۔۔۔ آپ کی یہ معلوم ہو گا تو کس کو معلوم ہو گا۔
 ملانے مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ خدیو کے ساتھ سالونیک میں چلی گئی تاکہ نجیال خوش
 اس خطرہ سے محفوظ رہے جس میں تم مبتلا ہو میرا خیال ہے کہ وہ مناسبت گئی ہو گی یا نہ جان
 اس کے نجیال لوگ ہیں۔“

راضی ملانے کی تکلیف وہ باتوں سے بہت منحس ہوا اور اپنے مذاق کے خلاف ملانے کے خیالات
 اسے ناگوار ہوئے اور یہ معلوم ہو کر اسے افسوس ہوا کہ شیرین سالونیک سے چلی گئی جو مثال ہے
 خیال آیا کہ شیرین اس کے دوست نیازی بک کی منیہ کے پاس ہو گی لیکن شیرین کے اس طرح چلے
 جانے پر اسے تعجب ہوا اور اس کا سبب معلوم کرنے کے لئے اس نے ملانے کو مخاطب کر کے کہا
 چچا جان اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو ایک بات دریافت کروں شیرین سالونیک سے کیونٹ بھاگ گئی
 ملانے (سکراتے ہوئے) شیرین کے بھاگ جانے کا سبب تم ہو کیا نہیں معلوم نہیں کہ تم نے
 ہم سب کو خطروں میں ڈال دیا تھا اگر صاحب بک ہم سے بددلی نہ کرتے اور ہماری مدد نہ فرماتے تو
 ہماری طرح ہم بھی گرفتار ہو جاتے خدا کا شکر ہے کہ محترم دوست صاحب بک کی مدد سے ہم نہ
 صرف خطرہ سے بچ گئے بلکہ ذات شاہانہ مقدسہ نے مجھ پر حمایت فرما کر میری وفاداری اور
 اخلاص کی قدر فرمائی اور بک کا اغراض نبشتا۔۔۔۔ افسوس ہے کہ بد نصیب شیرین بدستور اپنی
 ضد پر قائم ہے اور ذات شاہانہ سے عداوت کے خیالات بدستور اس کے دماغ میں منکمر ہیں
 حالانکہ اسے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ تمہارے کاغذات میں اس کے وہ خطوط بھی ہیں جو اس نے
 تم کو لکھے ہیں اور جو اس کی شرکت کو ثابت کرتے ہیں اس کو چاہیے تھا کہ اس علم کے بعد وہ
 اپنے خیالات سے باز آجاتی اور معذرت کرتی لیکن افسوس ہے کہ اس کے بجائے اس کے عداوت

میں اور ترقی ہو گئی اور وہ گریہ کی کہ خوف سے فرو ہو گئی
 رہا مرزا ان کی والدہ کہاں ہیں ؟

لہذا وہ شیریں کی تلاش میں آتا ہے شیریں کی جہیز میں ... اور افسوس ہے کہ وہ بھی غنا و غرور
 میں شیریں سے کم نہیں ہے بلکہ اس کو ان خیالات کے خطرناک نتائج سے بہت دفعہ ڈرانا
 اور آگاہ کیا ... راہز اگر تھوڑا سا سے والد مرحوم سے میرے تعلق سے نہ ہو تو تو میں کہی تو ہمارا
 خیال بھی کہ نہ تاسکین چونکہ بچہ تھم سے محبت ہے اور میرا دل پاک ہے اس لئے ہمیں یہ نصیحت میں
 دیکھو کہ مجھ سے عبور نہ ہو سکتا اور آج بھی میرے نفسیہ حالت سے مثال سے میں یلہ زہنچا جناب ہر کتاب
 سرخسہ و تیسرے ملاقات کی اور اس سے یہ معلوم کر کے کہ تم نصیر اللہ میں ہو تو ہمارے پاس آیا
 تاکہ کہ تم میں سچاؤ اور تم کو فائدہ نہ ہو کیا وہاں صاف کہ ایک نے مجھے بتایا کہ وہاں ہے کہ اگر تم جیتے
 اچھا و شرفی کے بانیوں اور شہر کا اسکے نام تھا اور اسکے کہ تم کو نہ کر دیا جائے اور حکومت کی طرف
 سے تم کو اہلکار دیکھا اور شیریں کے جسم کا منت کو بھی محاف کر دیا جائے گا اس لئے میں تم کو نصیحت
 کرتا ہوں کہ بچپن کے خیالات چھوڑ دو اور غصہ سے باز آؤ بہت دفعہ میں نے تم کو یہ نصیحت کی
 ہے لیکن تم نے میری نصیحت پر کان نہیں دیا اور آخر خطر میں آ گئے ہو گئے امید ہے کہ اگر ابھی
 مرتبہ تم میری نصیحت سے فائدہ نہ لیا ہو تو اب اس کے آخر میں میں تم سے خفیہ سنا تا ہوں کہ
 حضور سلطان باخلم نے مجھے کہا کہ ... کے خطاب سے شرف فرمایا ہے

لہذا کہ یا تو ان کا راز پر بہت اثر پڑا اور اس کا سبب یہ ہو کہ ہمارے اپنی نشستوں کا بنی باتیں
 ایسی بیان کیں جنہوں نے راز کی وجہ کہ انہی طرف کھینچ لیا اور تو یہ کہ ہمارے اس کے والد کو
 مرحوم کے نقطہ سے یاد کیا تا کہ اس وقت تک معلوم نہ تھا کہ اس کے والد کہاں ہیں اور آیا وہ
 زندہ ہیں یا مار ڈالے گئے دوسری بات شیریں کے فرار اور استقلال کے حال کا علم تھا شیریں
 کے استقلال کا حال سن کر راز بہت متاثر ہوا اور اس سے اسکے استقلال میں مزید تقویت پائی
 راز نے ہمارا کو طلب آنا پا کر مزید گفتگو بے فائدہ خیال کی اور اس سے چٹکارا حاصل کرنے کے
 لئے اس نے کہا :

ہجیا جان انشا اللہ ابی مرتبہ ابھی بزرگ کا نصیحت پر ضرور عمل کروں گا اور اب میں نے ارادہ

کہ اپنے سپہ سالار حقیقتہً جان بیاں کر دینا لیکن یہ حال میں سلطان کے حضور میں بیان کر دینا تو
امید ہے کہ چند سلطان چھپے ہوئے نہ رہیں اور دست بزن حاضر کی کام تو قہر دیکھئے۔

طہانہ امیر کو اگر خوش ہوئے ہوں تو شہنشاہی پٹا شہنشاہی انشاء اللہ جلد تہنسی مراد پوری ہوگی
اور سلطان تہن میں سینہ تہن میں بلکہ اگر تہن میں ملوای بخشیں گے تم بے خوف ہو کہ تمام مال سے سلطان
اور سلطان کو کچھ نہ دے گا اور امیر التہن کے حضور میں میرا ذکر بھی کرنا اور بیان کرنا کہ وہ اکثر مجھے
تصیحت فرمایا کرتے تھے شہنشاہی شہنشاہی انشاء اللہ جلد تہن میں رہائی نصیب ہوگی اور مولانا
السلطان تہن میں اعزاز عنایت فرمائیں گے۔

یہ کہ طہانہ لکھا ہو گیا رافرنے دروازہ تک رخصت کیا اور اس کی کم عقلی، غرور، پسند ہی
اور جاہ طلبی پر مدد کرتے کہ انھوں کو کٹا رہا۔

سینا الیسیوان باب

برقی خیر

موت پاشا کے چلے جانے کے بعد سلطان عبد الحمید خان پھر رام کے معاملہ پر غور کرنے لگے اور
معاملہ کو عزت پاشا کے سپرد کر دینے سے ان کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ عزت پاشا ضرور کامیاب
ہوگا اور رام سے انجمن کے حالات کو معلوم کر لیا اس خیال سے قدرے سلطان کو اطمینان ہوا
اور وہ جاسوسوں کی رپورٹوں کو برابر شام تک اطمینان سے پڑھتے رہے شام کے کھانے کے بعد
حب معمل اکیا نیلی کی کتاب کا مطالعہ شروع کیا کہ دربان نے حاضر ہو کر ہتھکتاب کے
حاضر ہوئی اطلاع کی سلطان نے حاضر ہونے کی اجازت دی اور ہتھکتاب نے حاضر ہو کر
تار کا ایک لفافہ پیش کیا سلطان نے لفافہ کو کھلے لکڑی کا پرچہ نکالا جس پر ہتھکتاب کی ہر تہی اور پڑ
بھنڈو مولانا الہادشاہ

ذات شام نیر سے متعلق چند امیر امیر المومنین کے حضور میں عرض کرنا چاہتی ہوں
اگر حضور کی اجازت ہو تو حاضر ہو کر عرض کر دین (شیریں)

سلطان نے تار کو کٹے بار پڑھا اور پھر ہاشم کا تہ کی طرف دیکھ کر کہا
شیرین غالباً کسی عورت کا نام ہے کیا تم اس سے واقف ہو۔

ہاشم کا تہ امیر المؤمنین میں واقع نہیں

سلطان اچھا سرخسہ کو حاضر کر د اور تم شیرین کو جو بادو کہ وہ نوراً حاضر ہو
ہاشم کا تب چلا گیا اور تھوڑی دیر میں سرخسہ حاضر ہوا سلطان نے تار اس کو دیا تار پڑھ کر سرخسہ
سکرایا اور کہا

امیر المؤمنین اس لڑکی کا یہاں آنا ہماری کامیابی کی ایک بڑی دلیل ہے

سلطان یہ کون لڑکی ہے

سرخسہ حضور والا یہ لڑکی نوح جان رامز کی جن کو سالونیک سے گرفتار کیا گیا ہے منسوب ہے
رامز اس کا عاشق ہے اور اس سے بہت محبت رکھتا ہے

سلطان بیشک یہ کامیابی کی ایک بڑی دلیل ہے شاید یہ لڑکی رامز کو خطرہ میں پا کر یہاں
آئی ہے تاکہ اس کو بچائے اور اس کی رہائی کی تدبیر نکالے اس سے ہم کو ضرور خفیہ حالات معلوم
ہوں گے تمہاری رائے کیا ہے؟

سرخسہ امیر المؤمنین کی رائے صحیح ہے میرا خیال ہے کہ شیرین رامز کو بچانے کے لئے ہیں
تمام حالات سے آگاہ کر دی اگر خدا نخواستہ وہ حالات بتانے میں کچھ تامل کریں گی تو اس کا باپ
چارے پاس موجود ہے جن کو سلطان نے کل یک کا خطاب عنایت فرمایا ہے

سلطان کیا شیرین طہاز بیک کی لڑکی ہے

سرخسہ مولانا ابا دشاہ شیرین طہاز بیک کی صاحبزادی ہیں

سلطان مناسب ہے کہ شیرین کے معاملہ کو کسی سے بیان نہ کیا جائے یہاں تک کہ رامز کو بھی اس
کی اطلاع نہ ہو کہ شیرین یہاں موجود ہے

یہ کہہ کر سلطان اٹھے اور باش کا تب کو ٹیلیفون کے ذریعہ حکم دیا کہ

جب شیرین آجائے سرخسہ طور پر اس کو نادرا غا کے حوالہ کر دو اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرو... سمجھو
سرخسہ امیر المؤمنین ایسا ہی کیا جائے گا

اس کے بعد سر خفیہ چلا گیا اور سلطان نے رات رات راضی و عزت پاشا کی گفتگو کے تیجہ پر غور کرنے میں گزار دی جو صیر سے ہی باسکاتب نے حاضر ہو کر اطلاع دی کہ شیرین الگ ہی ہو اور نادراغا کے سپرد کر دی گئی ہے خور سلطان نے نادراغا کے پاس خادم کو بھیجا اور ہدایت کی کہ اس لڑکی کی خبر سی کو نہ ہو اس کے بعد عزت پاشا حاضر ہوا اور عرض کیا کہ راضی نے ایک غلیل بحث و مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ وہ انجن اتحاد و ترقی کے اسرار حضور سلطان میں عرض کر چکا سلطان اس خبر سے بہت خوش ہوئے کامیابی کی جگہ آنکھوں سے پیدا ہوئی اور فرمایا اچھا کل صبح اس کو ہماری خدمت میں پیش کرو

ارتالکسوان با

سلطان اور راضی

راضی نے رات ترو و افکار میں گزار دی کلام کے بیان سے یہ معلوم ہو کر کہ شیرین ساونیک سے کہیں چلی گئی ہو اس کا یہ خیال راضی کو گیا کہ جو عورت اس نے سکاڑی میں دیکھی تھی شیرین تھی صبح ہوئی ہی ایک البانی افسر نے راضی کو اطلاع دی کہ قصر ماہین شیرین سلطان نے اس کو بلایا ہے راضی ازل تو ڈرا اور پھر حالت کو درست کر کے افسر کے ساتھ ہو گیا امین معیر کے دروازہ پر پہنچ کر البانی افسر نے اس کو شاہی محافظ کے حوالہ کیا اور وہ اس کو ایک چھوٹے کمرہ میں لے گیا اور اس کی تلاش کی کہ قصر کے اندر جانیکی اجازت دی راضی سلطان کے حکم کے بموجب بغیر کسی رہنما کے کمرہ میں داخل ہوا سلطان اس وقت سرکاری یادداشتیں مطالعہ کر رہے تھے راضی نے معمولی طور پر سلام عرض کیا اور خاموش بیٹھا ہو گیا سلطان نے اشارہ سے سلام کا جواب دیکر کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی اور بدستور کچھ دیر تک مطالعہ میں مصروف رہے اور پھر کہا عزت پاشا نے اب بدلت کو اطلاع دی ہے کہ ستم باغیانہ خیالات کو چھوڑ کر راہ راست اختیار کر لی ہے اوصاف شاہانہ کے دفا دار ہو گئے ہو یہ سن کر بادلت کو بہت مسرت ہوئی جو تم

ڈروینین مابعد دولت قلعہ صمدین دولت کو دیکر بہت خوش ہوتے ہیں تم جب دولت کے تم
پورے پورا اخلاص کام میں لاؤ گے تو خود تمہیں اس کا حال معلوم ہو جائیگا۔

راہمزر نے ادب سے کسرتیں ختم کیا لیکن یہی سب ہی کے جواب نہ دیکے اس کا دل اور ہر گز رہا
تھا اور جہر و خونت سے زرد ہو گیا تھا سلطان نے راہمزر کو مرعوب پا کر تسکین دینے ہو کر کہا
ڈروینین بیٹا خوف کی کوئی بات نہیں ہے ہاں بے تکلف تم ان لوگوں کے نام بتلاؤ جن
نے تم کو دہمک دیکر اپنے ساتھ شریک کر لیا ہے اور جو ملک کی اصلاح کا دعویٰ کرتے
ملک کو خطرہ میں ڈالتا چاہتے ہیں کہو کہو گبر اور انہیں وہ کون لوگ ہیں
راہمزر (خوفزدہ) اگر حضور والا مجھے آذادی سے عرض کرنے کی اجازت بخشیں تو کہہ دوں
سلطان ڈروینین بے تکلف کہو۔

راہمزر جلالتا سلطان کے حضور میں میں بعض ایسی باتیں عرض کروں گا جن کی توقع مولانا ابوالہ
کو مجھ جیسے آدمی سے نہ ہوگی اور یہ تو میں جانتا ہوں کہ جو کچھ میں عرض کرنا چاہتا ہوں
وہ میری زندگی کو خطرہ میں ڈال دینگا لیکن مجھے اپنی زندگی کی کوئی برائی نہیں ہے میں حکومت
کا یہی خواہ ہے اور دولت کی اصلاح میں جان قربان کر دینا میرے نزدیک کوئی چیز نہیں
سلطان جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو بے تکلف کہو ڈروینین۔

راہمزر مولانا ابوالہ شاہ انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں یا کارکنوں کو میں ہندو نہیں کہہ سکتا
اور نہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ وہ دولت کو نقصان پہنچانے کے ور ہے ہیں بلکہ خدا وہ لوگ ہیں
جو جلالتہ السلطان کے حضور میں جھوٹی سچی خبریں پہنچاتے ہیں میری مولدان لوگوں سے
وہ جاسوس ہیں جو جھوٹی خبریں اور غریب امیر باتوں سے فتنہ مائل کرتے ہیں امیر کو
اصل یہ ہے کہ مفید اور خرابی ملک کا باعث ہی لوگ ہیں۔

سلطان راہمزر کی اس بیباکی اور صاف گوئی سے حیرت میں رہ گئے لیکن جب عادت ناموشی
سے راہمزر کے الفاظ کو سنا اور فرمایا

مابعد دولت کو آؤ خیال اور حیرت پسند لوگوں کا حال معلوم ہو کر۔ یہ کسی کا شش
رعایا میں ایسے ہی شخص لوگ ہوتے اور تمام رعایا میں ایسے ہی بہت سے ہوتے ہوتے

مشکلات سے نجات پا جاتی تھیں بے تکلف بیان کرو
 رامن سلطان کے لطف آمیز الفاظ سے خوش ہو گیا اور وہ خوف و ہیبت جو اس برطاری
 تھی جاتی رہی اور اس کے خیالات میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی وہ خیال کرنے لگا کہ احرار
 عبد الحمید بظلم کر رہے ہیں جو اس کے ظلم و ستم کی شکایت کرتے ہیں سلطان کے اخلاق و نرمی
 نے اسے اس کا معتقد بنا دیا کہ اب ملک کی اصلاح میں کامیابی یقینی ہے ویر تک وہ خاموش
 اس پر غور کرتا رہا اور پھر عرض کیا

امیر المؤمنین مجھے خوف ہے کہ جلالتہ السلطان کے حضور میں مجھ سے بھرانہ جرأت ہوئی ہو لیکن میں
 نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ میرے پاک ضمیر کی ترغیبی ہے مولانا السلطان واقعات اور حالات حاضرہ
 سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جلالتہ السلطان اور عیال کے درمیان اختلاف کے پیدا ہونے کی وجہ غلط
 فہمی ہے جو مفسدین کی فتنہ پر داری سے پیدا ہوئی ہے یہ لوگ اپنے فائدہ کے خیال اور مالی
 طمع سے اس اختلاف کو بڑھا رہے ہیں اگر فیضان احرار کو معلوم ہو جائے کہ امیر المؤمنین حقیقت
 حال سے آگاہی حاصل کر سکیں خواہشمند ہیں اور نہایت اخلاق سے اصلاح دولت کی تباہی کو
 سنتے ہیں تو آسانی سے تمام خرابیاں دور ہو جائیں اور ان کے قلوب سے وہ تمام سکوک جو غم و
 نے سلطان کی طرف سے پیدا کر دی ہیں رفع ہو جائیں اور وہ جلالتہ السلطان کے مخلص خادم
 بن جائیں کیونکہ ان کا مقصد تو دولت کی خدمت ہے لیکن اس تعاقب کے لئے ضرورت ہے کہ
 درمیان میں کوئی واسطہ نہ ہو اور جلالتہ السلطان ان کو خود اپنے حضور میں طلب فرما کر
 ان سے گفتگو فرمائیں

سلطان مابعد دولت اس کے لئے بالکل تیار ہیں ہمارا مقصد تو صرف یہ ہے کہ رعایا کو فائدہ
 پہنچے اور ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے لیکن جو لوگ کہ ہم سے سوزنی رکھتے ہیں اور
 دولت اہانہ سے شکایتیں کرتے ہیں ان سے مابعد دولت کو سخت نفرت ہو اور ایسے لوگوں پر
 ذات شاہانہ کا عتاب بالکل حق بجانب ہو اگر رعایا کو ہم سے کچھ شکایت ہے تو وہ ہم سے
 اگر بیان کرے مابعد دولت خود کو پادشاہ خیال نہیں کرتے بلکہ اپنے کو رعایا کے لئے بمنزلہ باب
 کے سمجھتے ہیں

رامرز سلطان کے لطف آمیز الفاظ سے خوش ہو گیا اور خیال کرنے لگا کہ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا ہے لیکن معاً اسے سلطان کے ان الفاظ کا خیال آیا جو سوئٹن رکمنے والوں کی نسبت سلطان نے کہے تھے ان خیال نے اس کی خوشی کو غرض بدلیا اور وہ باتیں جو اس نے سلطان کے فریب اور حکمت عملی کے متعلق اب سے پہلے سنی تھیں سامنے آگئیں اور پھر خیال آیا کہ احرار نے حکومت کی بدانتظامی کے واقعات اور ظلم و ستم کے حالات سلطان کے بچانے میں کوئی کمی نہیں کی ہے وہ وقتاً فوقتاً سلطان کی خدمت میں درخواستیں بھیجتے اور سلطان کو واقعات اور اپنے مطالبات سے آگاہ کرتے رہے ہیں اس خیالی نے زیادہ قوت حاصل نہ کی تھی کہ رامرز جو اس وقت محویت کے عالم میں تھا سلطان کی حاجت میں حاضر ہو کر میکا خیال آیا اور عرب شاہی پھر اپنا کام کرنے لگا اور پھر اس کے خیال پر یہ رائے غالب آنے لگی کہ سلطان مظلوم ہے بہت کلن ہو کہ احرار کی درخواستیں سلطان تک نہ پہنچتی ہوں اور محکمہ مایین نے ان کو روک لیا ہو۔

رامرز چونکہ مکاری اور فریب سے واقف نہ تھا جھوٹ اور بیخ میں شکل سے اسے اتھاڑ ہونا تھا وہ صحافت باطن اور مستقل مزاج تھا حریت ضمیر اور استقلال فکر اس کی طبیعت تھی اس لئے وہ جو بات جس سے متا تھا اسے سچ سمجھتا اور باطنی کمزوریوں کو محسوس نہ کر کے ظاہری باتوں کے اثر میں آجاتا تھا سلطان کے الفاظ سن کر اسے اس کا یقین ہو گیا کہ سلطان نے جو کچھ فرمایا ہے بالکل صحیح ہے اور اس خیال سے وہ بہت خوش ہوا کہ سلطان اور احرار کے درمیان باہمی غلط فہمی سے جو اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اور مخالفیت تک نہ پہنچ چکی کہ وہ اس کے ذریعہ سے رفع ہو جائینگے اور حکومت جو خلیفہ بن قبلہ ہے ان سے نجات پا جائیگی اس خیالی قرار داد کے بعد رامرز نے سلطان سے عرض کیا امیر المومنین یہ میری بڑی خوش نصیبی ہے کہ مجھے جلالتہ السلطان کے حضور میں حاضر ہونے کی عزت حاصل ہوئی ہے اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ جلالتہ السلطان کے نشانہ مبارک کے مطابق میں امیر المومنین اور احرار کا درمیانی واسطہ بن کر ذریعہ تسامح کی ایک عمدہ اور نیکو انجام دہ شرف حاصل کر چکا۔ مولانا الباقی شاہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمام شکایات براہ راست امیر المومنین

کی خدمت میں پیش کی جائیں امیر المومنین اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو تائید میں ضرور عرض کروں گا کہ اگر اسے حضور و اہل کی خدمت اقدس میں وقتاً فوقتاً بہت سی درخواستیں سلطان بہا علیا کے لئے متعلقہ پہنچیں اور جب امیر المومنین کی طرف سے انہیں کوئی جواب نہیں ملا ہے تب اسے اس کے لئے جلدی حکمتوں کی طرف رجوع کیا ہے۔ سلطان نے یہ رسیرت سے وہ درخواستیں کہاں ہیں اور کس کی معرفت میرے پاس پہنچ گئی ہیں۔

راؤ فرید اللہ سلطان تمام درخواستیں مکمل یا میں کی معرفت پہنچی گئی ہیں سلطان (غضبناک لہجہ میں) مابعد دولت کے پاس ایک درخواست بھی نہیں پہنچی.... میں ظالم ظاکوون اور لاہی منافقوں کے درمیان گہرا ہوا ہوں جو رعایا اور سرکاری عہدہ داروں میں تفریق و تجزیہ پیدا کر رہے ہیں تاکہ باہمی نزاع سے فائدہ اٹھائیں.... تم سمجھتے اس کے بعد سلطان نے مثبت آمیز نظر سے رافکو دیکھا اور آہستہ سے فرمایا جو باتیں اس وقت ہوئی ہیں ان کو محفوظ رکھو اسی سے ان کا ذکر نہ کرو میں بھی ان کی پوری حفاظت کروں گا۔

یہ کہہ کر سلطان اٹھنے پر گئے اور فرمایا تم کو اب کسی کمرہ میں لجا یا جائیگا جہاں سے لایا گیا ہے محفوظ رہو میں کو میں نے حکم دیا ہے کہ وہ تمہیں کسی بات کی تکلیف نہ ہونے دیں تم اس کا خیال نہ کرنا کہ میں تم کو بھر کیون و ہاں بھیجتا ہوں مصلحت وقت یہی ہے۔

راؤ نے اٹھ کر ادیب سے سلطان کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور اجازت چاہی سلطان نے دربان کو حکم دیا کہ رافکو کو عزت کے ساتھ قصر الایمن پہنچاؤ رافکو قصر العظمیٰ میں پہنچا کر خوش ہوا اور خوشی سے اس کا چہرہ دکنے لگا۔

انچاسواں باب

تنہائی

راہز کے جانے کے بعد سلطان نے دلیں کہا

مغزور و شیر نو جوان! خدا تم سے سمجھے کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ عبد الحمید تمہاری ان شرارتوں پر جو تم حریت کے نام سے کر رہے ہو صبر کئے بیٹھا رہیگا کیا سلطان عبد الحمید سے جو سلطان البرہن و جاقان البحر میں ہے اس جرأت و جہارت سے خطاب کیا جائے گا یہ نو عمر بچے سمجھتے ہیں کہ مجھے یعنی سلطان عبد الحمید کو نصیحت کرنے اور مشورہ دینے میں خوب یہ کیا اور ان کا مشورہ کیا۔۔۔ کیا جو شخص مجھ سے اتنی دلیبری و جرأت اور بیباکی سے گفتگو کرے وہ اس قابل ہے کہ دنیا کی ہوا کھائے؟

یہ الفاظ نہایت عقبناک لہجہ میں ادا کئے اور پھر ڈبیدہ سے سگرٹ نکال کر جلایا اور پینے لگے اور پھر ایک کو قح پر لیٹ کر کہا

لیکن اب کیا حیلہ اختیار کیا جائے کہ اس ملعون انجمن اور اس کے شرکار کا راز معلوم ہو جاوے۔ میں ان ملا عین پر غالب آگیا امدان کی کوشتشون کو درہم برہم کر دیا تو مجھے پھر اطمینان کامل نصیب ہے یہ ملعون مغزور اور مضہجہ سے دستور طلب کرتے ہیں اب سے پہلے بھی ہر سٹوگوں سے دستور کی آواز بلند کی تھی اور بڑے بڑے مکرو و فریب اختیار کئے تھے وہ سب قتل کر دئے گئے یا یا سفورس کی تہ میں آرام سے ہمیشہ کے لئے سلا دئے گئے اب ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گھمبکن ان کے اسرار پر گماں گاہی حاصل کرنا ضروری ہے اگر حیلہ سے کام نہ لے تو لوہا زناں یا اور کسی موثر طریقہ سے کام نہ کھالا جائے ان لوگوں پر اعتماد کرنا ٹھیک نہیں ہر حال میں اس پر غور کروں گا اور کوئی موثر طریقہ اختیار کر دوں گا۔۔۔۔۔ اس نوجوان راہز کو انجمن کے تمام اسرار معلوم ہیں لیکن اس سے کیونکر معلوم کئے جائیں یہ کہہ کر کوئی سے اٹھے اور کچھ سوچ کر چونک پڑے چہرہ پر ہلاشت کے آثار نمایاں ہوئے آنکھیں چمکنے لگیں اور دلیں

کہا شیرین یہ نوجوان لڑکی جہلام کو بچانے کے لئے آئی ہے اس سے انجن کے اسرار خریدے جاسکتے ہیں جو یقیناً اس کو معلوم ہیں یہ خیال آئے ہی سلطان نے گھنٹی بجائی اور دربان حاضر ہوا سلطان نے حکم دیا کہ نادرا آغا کو فوراً حاضر کرو تو میری دیر میں نہ لو گنا حاضر ہوا اور ادب سے سلطان کے سامنے کھڑا ہو گیا سلطان نے فرمایا تمہارا نیا عہد کیا ہے

نادرا آغا امیر المومنین بہت محفوظ مقام میں ہے سلطان کیا تمہیں اس سے کوئی بات معلوم ہوئی نادرا آغا مرانا الہا و شاہ میں نے اس سے کچھ باتیں کیا کیرنگہ امیر المومنین کے حکم کے بغیر میں کوئی جرات نہیں کر سکتا سلطان شاہ باش اچھا اس کو حاضر کرو

نادرا آغا چلا گیا اور سلطان کمرے میں کھیلنے اور شیرین کے متعلق غور و فکر کرنے لگے کہ نادرا آغا حاضر ہوا اور شیرین کے حاضر ہونے کی اطلاع کی سلطان نے اندر آنے کی اجازت دی اور شیرین کمرہ میں داخل ہوئی

شیرین پر اس وقت ہیبت طاری تھی اور اس ہیبت نے چہرہ کی رونق کو بڑھا دیا تھا خوف سے وہ کانپ رہی تھی اور اس کا دل ملامت کر رہا تھا کہ وہ یہاں کیوں آئی کیوں سلطان کو تامل دیا اور پھر باہر میں پہنچ کر کین اپنی آواز کی کو خیر باد کہا لیکن باہر ہمہ وہ مستقل مزاج تھی اور اس نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ سلطان خواہ کتنی ہی سختی کا بڑاؤ کریں وہ راز مراد انجن کے حالات سے سلطان کو آگاہ نہ کرے گی وہ قصر ملایہ میں اس خیال سے داخل ہوئی تھی کہ راز سے ملکر اس کی اطمینان دلائیگی اور مستقل مزاج رہنے کی ہمت کرے گی لیکن قصر بلد نے میں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ اس نے یہاں آنے میں سخت غلطی کی ہو۔

بیچا سوان باب

شیرین اور عبدالحمید

مکہ میں داخل ہو کر شیرین آداب شاہی بجالائی اور سلطان کی اجازت سے ایک گھڑی پر بیٹھ گئی نادرا آغا کو سلطان نے چلے جانے کا اشارہ کیا شیرین اس وقت سخت فکر مند تھی اور کن انھیلین سے سلطان کو دیکھ رہی تھی نادرا آغا کے چلے جانے پر سلطان نے شیرین پر جو برقعہ میں بھی نظر ڈالی اور مسکرا کر کہا

تمہارا نام شیرین ہے

شیرین امیر المومنین کثیر کا نام شیرین ہے

سلطان قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ تم دولت کی مخلص اور دین لوطی ہو اور غالباً تمہارا اخلاص تمہیں یہاں ان خبروں کے بیان کرنے کے لئے لایا ہے جو دولت کے متعلق ہیں اور تمہارے بیان کے مطابق بہت اہمیت رکھتی ہیں

شیرین امیر المومنین نے دست فرمایا اخلاص اور صدق نیت نے مجھے اس جہالت پر آگاہ کیا ہے۔

سلطان تم جو کچھ بیان کرنا چاہتی ہو صحیح صحیح بیان کرو اور اس کا خیال رکھو کہ تم امیر المومنین کے حضور میں ہو

شیرین (احقر آنا سر جھکا کر) امیر المومنین کی عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتی ہوں

یہ کہ شیرین خاموش ہو گئی اور سوچنے لگی کہ اس کو سلطان کے حضور میں کیا کہنا چاہیے وہ چاہتی تھی کہ پہلے راز کو کا حال معلوم کرے اس پر کیا گزری سلطان نے اس کے چہرہ سے اس کے تردد کا منہ معلوم کر لیا اور راز کو کو وسیلہ قرار دیکر اس سے راز کا حال معلوم کرنا مناسب سمجھا تاکہ وہ راز کی رہائی کو اس پر موقوف ہو کر تمام حال بتلا دے چنانچہ شیرین کو مخاطب کر کے کہا

مجھے اس کا حال معلوم ہے کہ تم کو یہاں کون چیز بھینچ لائی اور یہاں آنے کی مشقت تم نے کیونکر ادا کی ہے لیکن تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تم خوفزدہ ہو ڈنڈہ نہیں اگر تمہارے قلب میں اخلاص ہے تو ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے البتہ اگر تم دولت کی مخلص نہیں ہو تو کچھ لو... یہ کہ سلطان خاموش ہو گئے اور شیریں نے محسوس کیا کہ وہ خطرہ میں مبتلا ہو لیکن اس نے اس کی پروا نہ کی اور کہا

امیر المومنین میں خدا کے بزرگ رہبر کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں وہی بات عرض کروں گی جو دولت کے لئے مفید ہوگی

سلطان لیکن اس سے پہلے کہ تم کچھ بیان کرو آنا مجھ کو کہ تمہارے بیان پر نہ صرف تمہاری زندگی موقوف ہو بلکہ ایک ایسے شخص کی بھی جسکی شخصیت تمہارے نزدیک نہایت زبردست ہے اور جس کی زندگی اس وقت خطرہ میں ہے

شیریں (تجاہل عارفانہ کے طور پر) امیر المومنین وہ کون شخص ہے کیا راز میرا موجود ہے سلطان راز ہماری حفاظت میں ہے جس سے ہم نے کچھ باتیں دریافت کیں بھینچ چکی صحت پر اس کی زندگی کا راز تمام ان باتوں میں سے اس نے بعض کا جواب دیا اور بعض کی نسبت اس نے کہا کہ وہ تشریح کے ساتھ ان کا جواب نہیں دے سکتا کیونکہ اس نے ان کی حفاظت پر قسم کھائی ہے چونکہ اس نے شافی جوابات نہیں دیئے اس لئے یقیناً وہ قتل کر دیا جائیگا البتہ یہ صورت اس کی رہائی کی ہے کہ تم تمام حال صحیح صحیح بیان کر دو اور ایک بات بھی نہ چھپاؤ۔

یہ کہ سلطان نے کن انکسوں سے شیریں کے چہرہ اور حرکات پر نظر ڈالی شیریں کانگ یہ باتیں سن کر زرد ہو گیا تھا اور صورت سے اضطراب نمایان تھا لیکن اس نے کچھ توقف کے بعد منہل کر کہا

امیر المومنین مجھ سے کیا دریافت فرمانا چاہتے ہیں

سلطان میں صرف وہ امور دریافت کرنا چاہتا ہوں جن کا جواب تمہارے نزدیک کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا اور مجھے اس کا یقین ہے کہ اگر راز قسم کا پابند نہ ہوتا تو ضرور وہ تمام حالات بیان کر دیتا وہ خدشہ ان کے قریب میں آگیا ہے اور ممکن ہے کہ کل تک وہ راہ راست

پرا جاتے جو کہ تم نے کوئی قسم نہیں کہا تھی ہے اس لئے تمہارے لئے یہ ایک ندرین موقعہ ہے کہ تم صحیح صحیح حالات بتلا کر خود بھی نجات حاصل کرو اور دوسرے کو بھی بچالو۔ میں تم سے بہت باتیں دریافت کرنا نہیں چاہتا صرف تم ان لوگوں کے نام بتلا دو جو اس خفیہ انجمن میں شریک ہیں جس کا نام انھوں نے اتحاد و ترقی رکھا ہے اور سائونیک اس کا مرکز قرار دیا ہے شیریں نے سلطان کے الفاظ سے محسوس کیا کہ مافرنے نے مصروف حق کا جو حامی بنایا تھا اس سے ڈر گیا لیکن فرمادی اس کی نواہت نے اسے تنبیہ کیا اور بتلایا کہ سلطان اس کو دھوکہ دیکر حالات معلوم کرنا چاہتا ہے۔ ہر ملامت ہر گورجیہ کے اسرار نہیں بتلا سکتا اس خیال نے اسے جری بنا دیا اور اس نے سلطان کی طرف دو ٹوک کر کہا

امیر المومنین میں نے خدمت اقدس میں حاضر کی تھی، اجازت صرف اس لئے طلب کی تھی کہ میں وہ امور حضور والا سے بیان کروں جو دولت سے لائق رکھتے ہیں اور ابھی تک مولانا الباوشاد کے مبارک برساتوں کی انہیں پہنچے، اگر وہ امور مولانا جلال اللہ سلطان کو معلوم ہو جائے تو مجھے یقین ہے کہ امیر المومنین جیتے نہ بچا۔ یہ کسی اور چیز کو مجرم پائیں اور انجمن بے قصور ثابت ہو

سلطان ان اس سے تیری کیا مراد ہے

شیریں امیر المومنین میرا مطلب یہ ہے کہ ذات شاہانہ مقدسہ کو جتنی خبریں ملتی ہیں وہ سب ان لوگوں کی معرفت ہو کر و فریب سے بے ذوق ہو چکی ہیں۔ لوگ جو مولانا تک اصلی حالات نہیں پہنچا سکتے کیونکہ انہیں اندیشہ ہے کہ اگر امیر المومنین حقیقتاً ان واقعات کو دیکھ کر ان کی آواز کو نقصان پہنچے گا اور یہ خطر نہ کرنا چاہیے کہ وہ ان حضور والا کو پہنچا دے۔ میں یہ صرف اشارہ والا کی خوشامد دی تھا کہ ان کے پاس یہ حکایتیں رکھنے کے لئے اصل یہ ہے کہ اگر حضور مولانا الباوشاد تک واقعات پہنچنے کا یہ وسیع واسطہ نہ ہوتا تو مسالمت کی صورت اتنی اہم نہ ہو جاتی

سلطان نے شیریں کے الفاظ کو بالکل راستہ کی آواز نہ کر چاہا کہ حکمت علی سے شیریں کو براہ راست براہ راست پہنچا اس خیال سے اس کی طرف دیکھ کر کہا

تم تمام حالات صاف صاف بیان کرو میں واقعات کی حقیقت معلوم کر چکا بہت مشتاق ہوں۔

شیراز میں امیر المومنین دولت کی حالت سخت اضطراب میں ہے۔۔۔ سالونیک میں جو انجمن قائم ہوئی ہے اس کو خطرناک اور ذلیل نہ خیال کرنا چاہیے اس کے ممبر اور کل رہایا اور ذات شاہانہ مقدر کے مخلص ہیں اگر مولانا البا دشاہ بن مخلص نہ جو انون کی خدمت سے فائدہ اٹھائیں اور انہیں اطلاع سے کام لے لے گا تو محض شین تو مجھے یقین ہے کہ جلد دولت شکلات سے بخارج پاجائے اور انہیں مخلصانہ سے محفوظ ہو کر اجانب کی دست دراز یوں اور طبع آمیز کارروائیوں سے بے انتہا امن نصیب ہو۔۔۔ جس قدر اتحاد و اتحاد کو نشانہ ملا مست و مطلق بنانا تو ایک نیاں دولت کی گزریوں کو درگاہ انجمن کے ارکان پر قائم رہا محمود کریم اور وہ اس کے اندر دلیکا کا ہر فرماں بکارت و منہ ہے کہ دولت کو خطرات سے بچایا جائے نتیجہ خوار و غنائیہ ہر ایک یا فائدہ یا ناسبتہ اور ذات کے انحطاط اور کمزوریوں کا سبب ہو جائیں گے تاکہ کسان کا اثر و اثر ہو جس سے خطر کرنے کی فکر نہیں۔ گئے رشتہ ہیں اور اس کی تاثیر ہم پر ہو انون کی دولت سے جو زبان ہر جگہ وہ لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ دولت ایک نیاں اور دیار ہو کر رہی اس لئے وہ روپیہ جمع کر کے پوری کوشش کر رہے ہیں اور وہ اس کے خلاف کسارت اور کسارت کر رہے ہیں وہ نہ صرف خود فائدہ اٹھانے ہیں بلکہ اپنے عزیز و اقارب و رشتہ داروں کو بھی حکومت میں سبب دلو کہ دولت کے خلاف نہ کوئی افکار کیے کا موقع ہم بچاتے ہیں امیر المومنین اگر اس کی تحقیقات فرمائیں گے تو معلوم ہو جائیگا کہ میں نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ درست ہے یا نہیں غرض یہ لوگ دولت کے کام کا خون پر حاوی ہیں اور اس کے مخلصوں اور محکمہ ان کو انہوں نے سچے ہاتھ میں سہہ رکھا ہے اور امیر المومنین کو دھوکہ دیکر خطابات نشان اور مراتب حاصل کرنے ہیں اور فوجی خدمت سے معافی حاصل کر کے دوسروں کو دبانے اور انحصار بالبحر کرتے ہیں۔

دولت میں ان لوگوں نے جو کمزوریوں میں پیدا کر دی ہیں تمام دنیا اس کو محسوس کر رہی

ہے اور دول اچانک کی گھاہوں میں اب عثمانی حکومت کا نہ اعتبار ہے نہ قدر و منزلت اور انحطاط کی نوبت اب یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ وہ عثمانی رعایا جو غیر ملکوں میں مقیم ہے اپنے کو عثمانی رعایا کہتے ہوئے شرافتی ہے عرصہ تک ان کمزوریوں اور ظلم و ستم کو دیکھتے رہنے کے بعد اب رعایا اصلاح کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور ان تمام خرابیوں کا علاج و ستور کو قرار دیا گیا ہے کیونکہ اکابر ملک اور عقلا رملت غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ شخصی حکومت اب ملک و ملت کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ فلاح، فساد، رولٹی، بوسینہ، ہیز گویا، مانعہ نیکو و مسروہ، قہر، ٹیونس اور مصر وغیرہ مقبوضات شخصی حکومت ہی کے بدولت ضائع ہوئے اور مقبوضات عثمانیہ سے مکمل گئے اس کمزوری نے تین کرڑاؤں کی آبادی کو مقبوضات سے علیحدہ ہونے کا موقع دیا اگر شخصی حکومت کے ارکان کی بدانتظامی ملک میں خرابیاں پیدا کرتی تو یہ ملک کبھی ہاتھ سے نہ جاتا۔

امیر المومنین اگر میں عرض کرنے کی جرأت کران تو چاہتا ہوں گا کہ خوشامدی لوگوں نے مولانا البادشاہ کو دیکھ کر میں مبتلا کر رکھا ہے ملک کی حالت سے خیر و احوال کو مفید لوگ آگاہ نہیں ہونے دیتے اور رعایا کی طرف سے بطنی پیدا کیے انگیزوں نے ایک موقع اپنے فائدہ کا محال بلکہ اسے اور بیکار و شیر روگ حکومت کے کامیاب ہونے میں بین جاسوسی کے محکمہ میں بے دریغ روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور دولت کی اصلی محافظ چیز یعنی سپاہ بھوکون مری ہوئی۔

اکیا و لو ان باب

بہمان آرا

شیرین نظر کر رہی تھی اور اس کے آواز سے خوف ظاہر ہو رہا تھا آگاہین اس کے غم اور موضوع کی اہمیت کو بتا رہی تھیں سلطان بہتر توجہ سے نہ ہوتے غور

ساتھ شیرین کے بیان کو سن رہے تھے اور اس کی جرأت و جبارت پر تعجب کر رہے تھے
 اثنائے تقریر میں کئی دفعہ سلطان کو غصہ آیا اور زمین پر خیال پیدا ہوا کہ جیب سے پٹنچہ
 نکال کر شیرین کو ہلاک کر دیں لیکن جمعیت کے اسرار معلوم کرنے کا شوق غالب آگیا اور خاموشی
 سے تقریر سننے رہے اور شیرین کے خاموش ہو جانے پر فرمایا

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی ہے کہ میرے مقبوضات میں استعد و وسیع معلومات
 رکھنے والی اور ملک و ملت کی ہی خواہ عمر تین موجود ہیں جس قوم میں تم جیسی وسیع سیاسی
 معلومات رکھنے والی عمر تین ہوں وہ بیشک دستور کے قابل ہر مین نے بہت دفعہ اس
 کی کوشش کی ہے کہ ملک کے اصلاح پسندوں سے ملکر اصلاحی تدابیر پر ضرور فکر کر دن
 طریقہ اصلاح پر مشورہ کا طریقہ ہم پہنچاؤں اور دولت کو خطرو سے بچاؤں کی ضرورت کوشش سے
 کام لیں لیکن انہوں نے یہ سمجھا کہ اس وقت ملک اس کام میں بہم نہ پہنچ سکا چھٹا انہوں نے
 اس وقت ملک ان لوگوں کے ناموں سے آگیا وہ نہیں کیا جن کی خدمات سے میں اس خصوص
 میں فائدہ اٹھا سکتا ہوں میں تمہارا ساس بجا اختیار ضرور قسم کو ملامت کر رہا تھا جب تم خلوص
 سے دولت کی خدمت کرنا چاہتی ہو تو تمہارا فرض ہے کہ تم ان لوگوں سے سمجھے آگاہ کرو
 جو اسکے متعلق اپنی خدایات سے دولت کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں تاکہ میں ان کی خدمات سے
 فائدہ اٹھاؤں اگر سب کے نام تم نہیں بتا سکتیں تو کم از کم دس پانچ آدمی تو ایسے بتا دو جو
 تمہاری رائے میں قابل اور دولت کے مخلص ہوں خیر اگر اس وقت تو میں نام بتانے میں
 عذر ہے تو پھر ہی جب تمہیں اس کا یقین ہو جائے گا کہ دولت کی اصلاح کا خیال مجھے
 سب سے زیادہ ہے تب تم خود تیار ہو گئی

سلطان نے مذکورہ بالا الفاظ نہایت سادگی اور بے پردائی سے ادا کئے تاکہ شیرین کو
 معلوم ہو جائے کہ ان کو اس پر زیادہ اصرار نہیں ہے اور اس سے متاثر نہ ہو کہ وہ نام بتا رہا ہے
 لیکن شیرین خاموش بیٹھی سلطان کے الفاظ پر غور کرتی رہی اور ان الفاظ کا اس پر کچھ
 بھی اثر نہ ہوا غور و تامل کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچی کہ سلطان اسے وہ کہہ دے رہے ہیں جس
 لئے وہ اس بحث سے علیحدہ ہو گئی اور راسخ کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس کے گفتگو کے رخ

کو پٹتے ہوئے کہا

امیر المومنین افوس ہو کہ انجمن اتحاد و رتنی کے شرکار سے بین بالکل واقف نہیں ممکن ہے کہ رافضیوں سے ملکر بین ان کے نام معلوم کر سکوں مجھے یقین ہے کہ رافضیوں سے ان کے حالات ضرور معلوم ہو جائیں گے

سلطان نے شیرین کے حیلہ کو محسوس کر لیا اور وہ مجھ گئے کہ شیرین رافضیوں سے ملکر اس کو مستقل علاج رہنے کا مشورہ دینا چاہتی ہے لیکن اس سے قطع نظر کہ سلطان نے کہا

انٹارالہ نہیں جلد رافضیوں سے ملنے کا موقع دیا جائیگا۔

یہ کہہ کر نادرا آغا کو بلایا اور حکم دیا کہ شیرین کو پہنچا کر فوراً واپس آؤ اور آغا شیرین کو ساتھ لے گیا اور پہنچا کر واپس آیا سلطان نے کہا

نادر آغا شیرین کو ایسی جگہ رکھو کہ کوئی اس کو دیکھ نہ سکے اور اس کی احتیاط رکھو کہ شیرین اور رافضیوں سے کسی کو ایک دوسرے کی یہاں موجودگی کا علم نہ ہو اور اس کے بعد دریافت کیا۔

جہاں آدرا کے متعلق تم نے کیا کیا

نادر آغا امیر المومنین وہ آج رات کو ضرور ملک عدم پہنچا دی جائیگی سلطان ابھی کچھ دنوں تامل کر رہا اور ابھی اس سے جا کر کہہ دین اس کے دیکھنے کا بہت مشتاق ہوں قیلوہ کے بعد وہ حاضر ہوا اور اپنے ہاتھوں سے مجھے کپڑے پہنا دے اور آغا امیر المومنین اس عزت و شرف کا حال معلوم کر کے تو وہ خوشی سے بخود ہرجائی گئے۔

سلطان (مسکراتے ہوئے) اجماعاً تم ابھی اس کو یہ اطلاع پہنچا دو

نادر آغا چلا گیا اور سلطان نے دلائل کہا

شیرین سے اسرار اگر معلوم کر سکتی ہے تو چنانچہ آرا وہ اس معاملہ میں نہایت ہوشیار ہے..... جہاں آدرا بھڑست محبت کرتی ہو لیکن..... میں یہ کام اسی سے توںکا اور مجھے یقین ہے کہ وہ تمام حالات معلوم کر لینی۔

دو بھر کے کھانے کے بعد سلطان نے قیلولہ کیا اور پھر طہر کی لازم پڑھی جہاں آرا حسب الطلب خوش خوش حاضر ہوئی کیونکہ آج جو شرف سلطان نے اسے بخشا تھا وہ مخصوص طور پر اس کے لئے تھا سلطان نے محبت آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا جہاں آرا افسوس ہے کہ کچھ دنوں حکومت کے کاموں میں اس قدر مشغولیت رہی کہ تم سے ملنے کا موقع نہ ملا تم اس کا خیال نہ کرنا

جہاں آرا امیر المومنین میں تو حضور کی نونہلی ہون مولانا السلطان کے اشارہ پر جہاں آرا کو روکنا پنا فرض سمجھتی ہوں اور حضور والا کی قدر سب سے میرے لئے سعادت غلطی ہے یہ کہہ کر وہ سلطان کو کہہ پڑے یہاں میں مصروف ہو گئی سلطان نے جہاں آرا کے الفاظ سے محسوس کیا کہ وہ واقعی محبت رکھتی ہے اور کہا جہاں آرا تم مجھ سے بہت محبت رکھتی ہو۔

جہاں آرا مولانا الیاد شاہ اگر مذہب اجازت دیتا تو میں امیر المومنین کو اپنا معبود کہتی ہوں ہر وقت حضور والا کی پرستش کرتی ہوں امیر المومنین میرے پاس الفاظ انہیں ہیں کہ میں اپنی محبت کا اظہار کر سکتی

سلطان مجھ سے محبت کر لیکن افسوس ہے کہ کچھ دنوں میں بعض اہم کاموں میں مشغول رہا کہ نہ صرف تمہاری طرف بلکہ کسی شخص کی طرف بھی توجہ نہ کر سکا خداوند مہربان کو عذرت کرے سالونیک میں نوجوانوں نے ایک اہل فتنہ کی سرپرستی اور میری مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے ہیں اگرچہ مجھے ان سے جواہر ہے کہ احراز کرتے ہیں کہ خوف انہیں ہو لیکن میں مٹا ہوا ہوں کہ ان کے حالات معلوم کروں تم چونکہ اس خصوص میں خاص لکھ رکھی ہو اور کچھ دنوں بعض اہم خدمتیں تم نے انجام دی ہیں میں نے اس کام کے لئے بھی میں نے تمہیں انتخاب کیا ہے۔۔۔۔۔ کیا تم نے اس مقدمہ کوئی لڑائی کو دیکھا ہے جو کل یہاں آئی ہے۔

جہاں آرا امیر المومنین میں کہہ نہ کر دیکھ سکتی ہوں میں تو اپنے قصر سے باہر ہی نہیں نکلتی سلطان اس لڑائی کا نام شیریں ہے اور یہ انہیں نوجوانوں میں سے ایک کی سربراہ ہے جو سالونیک میں میرے خلاف کھڑے ہوئے ہیں آج صبح وہ میرے پاس ملائی گئی تھی اس سے

بعض باتیں دریافت کی گئیں جن سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس خفیہ لیجن کے سرکار سے واقف ہے جو سالونیک میں قائم ہوئی ہے مین نے خود اس سے ان لوگوں کے نام وصول کر دیات انہیں کہے اور نہ میرے نزدیک یہ مناسب ہو کہ کسی جاسوس سے یہ خدمت لی جائے کہا تم اس خدمت کو انجام دیکھنی ہو۔

جہان آرا امیر المومنین کے حکم کے لئے مین بسرچشمہ حاضر ہوں سلطان مین ابھی بادشاہ کو حکم دیتا ہوں کہ وہ شیرین کو تمہارے پاس پہنچائے..... تم کو چاہیے کہ جلد جلد مکس سالونیک کی جمیعت اور اس کے سرکار کے اسرار اس سے معلوم کرے چنان آرا مولانا ابدالشاہ کے حکم کے موافق جلد سے جلد اس خدمت کو انجام دوں گی۔ سلطان لیکن احتیاط رکھنا اور بیان کے حالات سے اسے آگاہ نہ کرنا اور اس کے اسرار معلوم کر لینا۔

جہان آرا بسرچشمہ

یہ لکھ جہان آرا چینگئی اور سلطان نے نادر آغا کو بلا کر حکم دیا کہ شیرین کو جہان آرا کے پاس پہنچا دیا جائے تاکہ وہ ان اس کی طبیعت پہل جائے۔

باوتوان با۔

تصریح

ماہران واقعات پر جو رد کر رہا ہے جو سلطان کے حضور مین پیش آئے تھے کافی غمخیزانہ کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ لوگ سلطان عبدالحمید پر ظلم کرتے ہیں اگر ظلم و ستم اور بد انتظامی کو اس کی طرف منسوب کوئے ہیں وہ جو چکر کرتا ہے محکمہ مین کے کارکنوں کی شرارت اور دغا بازی کا شکوہ کر رہا ہے یہ لوگ سلطان کو اس کی زندگی اور حکومت کو خطرہ مین دکھلا رہا ہے اس کی طرف سے بنی بنی اور رعایا پر ظلم و ستم کرنے کے حکام حاصل کر لیتے ہیں مین

بھرا مزمرہ میں ادھر سے ادھر بھرتا رہا اور انہیں خیالات پر مختلف پہلوؤں سے غور کرتا رہا کبھی کبھی شیرین کا بھی خیال آتا اور اسے چین کر جاتا تھا اور وہ کہہ کر اسکے دل میں یہ تمنا پیدا ہوتی تھی کہ کاش کوئی شیرین کو اس کے زندہ موجود ہونے کی خبر پہنچا دے تاکہ وہ بچی کی موت سے محفوظ رہے کبھی والد کا خیال آتا اور ان کی صورت آنکھوں میں بھر کر لگتی اگرچہ وہ باپ کی طرف سے مایوس نہ ہوا تھا لیکن بار بار ان کی تصویر سامنے پھرے سے اسے نظر ہوتا تھا کہ اگر اس کے باپ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں تو یقیناً انہیں کروڑوں میں موت کے فرشتے نے ان کی روح قبض کی ہے

رات کے کھانے کے بعد رامزمرہ سونے کے لئے بنگلہ پر گیا روشنی گل کر دی اور لیٹ گیا ابھی آنکھ نہ لگی تھی کہ دروازہ پر قدموں کی آہٹ ہوئی اور محار دروازہ کی درازوں سے مددنی چکی رامزمرہ اور دروازہ کھولا دیکھا کہ قصر کا خادم روشنی لئے ہوئے کھڑا ہے اس وقت اس نے آنے کا سبب دریافت کیا جس کے جواب میں اس نے کہا "آپ کو ایک شخص بلانے آیا ہے"

رامزمرہ کہاں سے بلانے آیا ہے
خادم حضور یہ تو مجھے معلوم نہیں آپ قصر سے باہر تشریف لیجلیں وہ نیچے کھڑا ہے
رامزمرہ کون شخص ہے

خادم حضور سلطان کا دربان ہے شاید وہ آپ کو حضور سلطان فی میں لپکا گیا
رامزمرہ نے پٹے پہنے اور کمرہ سے نکل کر دربان کے ساتھ ہو لیا۔ دربان نے ایک عظیم الشان قصر کے دروازے پر پہنچ کر اسے قصر کے دروازہ کو کھولا اور رامزمرہ کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے نیچے
نیچے آئے رامزمرہ ایک کشادہ صحن میں داخل ہو کر یائین باغ کے ایک درمیانی راستے سے
گدرا اور ایک مکلف کرہ میں نہیں کی دلیارین دوسرے قصر کے گردن کی دیواروں سے بالکل
مخافت اور آراستہ تھیں رنگ رنگ کے اعلیٰ قسم کے نقش و نگار دیواروں پر تھے، وہ ان
پر بڑے بڑے نقشے لٹکے ہوئے تھے جو ٹکی کے مہر مصوروں کے ہاتھ کے بنائے ہوئے تھے
دربان رامزمرہ اس کمرہ میں پہنچا کہ باہر کھلا اور دروازہ بند کر کے باہر سے قفل لگا دیا

راہز مکان کی راستگی اور قیمتی فرش کو جو کمرے میں بچھا ہوا تھا دیر تک دیکھتا رہا اگرچہ وہ تنہا تھا لیکن اس کمرہ کی زیب و زینت سے اس کا دل بہان گہرا ہائین دیواروں پر لٹکے ہوئے نقشوں کو دیکھ کر وہ خوش ہوا اور ٹشکی کے ماہر مصوروں کی صنایع پر عرش عرش گر گیا۔
راہز ان چیزوں کو محویت کے ساتھ دیکھ رہا تھا کہ کمرہ کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی انصر نے اس کو اپنے ساتھ آئے کا اشارہ کیا۔

راہز کمرہ سے نکل کر دایمین جانب کے ایک اور کمرے میں داخل ہوا جس میں سب سے پہلے تھکا اور زارہ اور اس کے تعلقات راستگی میں پہلے کمرے سے زیادہ بہتر تھے کروں کی دیوار میں قیمتی سرخ طلس سے جس پر سونے کا کام تھا منڈھی ہوئی تہین اور جیت میں خوبصورت روشنی کے قمقمے روشن تھے دیواروں پر نہایت اعلیٰ اور خوش رنگ مقامات مقدس کے نقشے آویزاں تھے۔
راہز کی کمرہ کی آرائشی کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا انصر نے راہز کو حیرت زدہ پا کر کہا

خواب والا اس وقت آپ قصر حیرت میں ہیں جو بلند کے قصر دل میں سب سے زیادہ بہتر قصر ہے بے خوف و ترسبت کہیں آپ کے متعلق جو حکم ہوگا اس سے آپ کو آگاہ کیا جائیگا۔
یہ کہہ کر انصر چلا گیا اور باہر سے دروازہ کو بند کر گیا اس کمرہ میں جس میں راہز تھا صرف ایک ہی دروازہ تھا راہز نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن کوئی دوسرا دروازہ نظر نہ پڑا اور نہ کوئی لٹری دکھائی دی راہز یہ معلوم کر کے ڈر گیا کہ اس کے کمرہ کو باہر سے بند کر دیا گیا ہے اور اسے خیال ہوا کہ آج اس کی خبریت نہیں ہوگی بلکہ میں لوگ اسی طرح مارا اے جاتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی انصر کے اس فقرے نے کہ ڈرو نہیں، اس کے دہم کو اور بڑا دیا اور وہ خوف سے کانپنے لگا۔

ترتیب و ان باب

چور دروازہ

راہز خوف زدہ کمرہ میں ادھر سے ادھر ٹھل رہا تھا و خشت اس پر طاری تھی اور باہر جو دیکھ کر کمرہ کی روشنی سے بے گنگ رہا تھا لیکن وہ اپنے کو سخت تاریکی میں محسوس کرتا تھا و خشت دور

کرنے کے لئے وہ کبھی ان نقوش پر نظر ڈالتا جو دیواروں پر آویزاں تھے اور کبھی منبر پر جا کر ان کتابوں کی چوہدری پر رکھی ہوئی نقیصہ و نق گردانی کرتا اور کبھی اپنے والد کو یاد کر کے خیالی کرے لگتا کہ وہ کہاں بہن گئے آیا مارٹا لے گئے یا نہ بہن اور بلند کے کسی قصر میں بہن یا کسی دوسری جگہ قید ہیں۔

وہ انہیں خیالات میں تھا کہ طفل میں کبھی گھائی کی آواز اوسے محسوس ہوتی اُس نے دروازہ پر نظر ڈالی اور انتظار کرنے لگا کہ اب دروازہ کھلے گا اور کوئی نئی خبر ملیگی لیکن دروازہ نہیں کھلا اور کبھی گھائی کی آواز ابکی مرتبہ زیادہ محسوس ہوتی اُس نے غور سے آواز کو سنا جو کمرہ کی اس دیوار میں سے ابھی تھی جو دروازہ کے مقابل تھی مگر اس طرف دیکھا لیکن وہاں کوئی دروازہ نہ تھا اور یہ خیال کر کے کہ اس کی سماعت کافرق پر وہ بھر دروازہ کی طرف بچھنے لگا لیکن دروازہ اب بھی نہ کھلا اور نہ وہ دیکھ کر پریشان ہو گیا اور چاروں طرف دیکھنے لگا یا ایک دروازہ کے مقابل والی دیوار میں حرکت محسوس ہوتی اور خدا دیوار میں سے ایک دروازہ کھلا اور ایک شخص سر سے پاؤں تک سفید چادر میں لٹا ہوا دروازہ سے نکلا گویا وہ کوئی مردہ ہے جو قبر سے کفن اور مٹے باہر نکل آیا ہے۔ رات بھر دروازہ سے کانپنے لگا دل نور نور سے حرکت کرنے لگا خون کا دوران قید ہو گیا اور وہ بت کی طرح جس و حرکت کھڑا اس کا کھڑا رہ گیا۔ کمرہ میں داخل ہوتے ہی اس شخص نے چادر کو آمار کر پھینک دیا اور رات بھر دیکھا کہ وہ سلطان عبدالحمید میں جو شب خواہی کا لباس پہنے ہوئے ہیں رات بھر سلطان کے دیوار میں سے چپ چاپ کمرہ میں داخل ہونے پر حیرت زدہ ہو گیا اور خاموش کھڑا رہ گیا۔ سلطان نے کمرہ میں داخل ہو کر ادل دروازہ کو بند کیا دیوار پھر اپنی حالت پر ہنسی اور پھر ہنس کر رامز کی طرف دیکھا اور رات بھر اس سے سلام عرض کیا اس کے بعد سلطان ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور رامز کو بیٹھ جائیکا اشارہ کیا رامز کے بیٹھ جانے پر سلطان نے فرمایا بیٹا درہن میں اس جہد دروازہ سے تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ کسی کو خیر نہ ہو مجھے اس وقت تم سے بعض خاص باتوں پر گفتگو کرنی ہے یہ کہہ کر سلطان خاموش ہو گئے اور سرنگون بیٹھے کچھ سوچتے رہے اور پھر سر اٹھا کر رامز کی طرف دیکھ کر کہا

مجھے اس کی تو ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ نہیں اس کی ہدایت کروں کہ ان باتوں کی حفاظت کرنا اور کسی شخص سے بھی بیان نہ کرنا کیونکہ تم خود دشمن ہو۔۔۔۔۔ تم نے کل حکمہ مابین کے متعلق جو باتیں مجھ سے بیان کیں یقیناً ان کا مجھ پر بہت اثر ہوا ہے اور اس وقت سے میں برابر اس پر غور کر رہا ہوں کافی غور و تامل کے بعد میں نے تمہاری رائے سے اتفاق کیا ہے اور تحقیقات سے یہ امر بایہ ثبوت کو پہنچا گیا ہے کہ حکمہ مابین کے شریر لوگ اسی دولت کی مشکلات کا اصلی سبب ہیں میں اس وقت ان لوگوں میں گہرا ہوا ہوں اور ان کو ان کے ہاتھوں میں مقید پاتا ہوں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہ اور ان کے رشتہ دار تمام صیغوں اور حکمران بر قاض ہیں اور میں ان سے نجات پانچلی کوئی صورت نہیں پاتا یہ کہ اگر سلطان خاموش ہو گئے اور خوفناک نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگو گویا وہ ڈر رہے ہیں کہ کوئی ان کی باتیں سن کر نہیں رہا ہے۔ ہر طرف اطمینان حاصل کرنے کے بعد سلطان نے نہایت آہستہ سے کہا

راہز اس معاملہ میں میں تم سے مشورہ لینے آیا ہوں اور چونکہ اس قسم کا مشورہ خاص ضروری ہے میں جاسوسی اور خفیہ سازشوں کی وجہ سے جو ہر وقت میری حرکت و سکنت کو دیکھتے رہتے ہیں اور جن کی تعداد میرے قصر میں بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ خادم دربان تک پر مجھے اعتماد نہیں ہے اس لئے میں خفیہ طور پر بیان اس کام کے لئے آیا ہوں اور محافظان کو میں یہ حکم دیکر کہ وہ تم کو قصرِ مالطہ سے لاکر بیان رکھے اور باہر کا دروازہ بند کرے اس کا منہ یہم پہنچا یا ہے کہ خفیہ طور پر اس چور دروازہ سے جس کا حال کسی کو معلوم نہیں ہو میں تمہارے پاس آؤں اب ہم محفوظ و مطمئن حالت میں ہیں اور بے تکلف مشورہ کر سکتے ہیں“

راہز کا خوف سلطان کے الفاظ شکر جاتا رہا اور سلطان کی اس عنایت سے وہ بہت حوش ہوا اور عرض کیا۔

امیر المؤمنین جو امر دریافت فرمائیں گے غلام نہایت آزادی سے اس کا جواب دیگا اور امیر المؤمنین کی ہر ایک خواہش کو پورا کرنا اپنا فرض سمجھیں گے۔ مولانا امیر المؤمنین جو امر کہہ رہا اور دولت کی مصلحت پر جی ہوگا اس کے لئے مجھے اپنی جان سے بھی دریغ نہیں ہے

سلطان آہ میں تلوں سے ان الفاظ درعایا اور دولت کو لوگوں سے من رہا ہوں اور دولت کے تمام کارکن خوشامد و چاہلو سی سے ظاہر کرتے رہتے ہیں کہ وہ دولت کے بھی خواہ اور رعایا کے خیر خواہ ہیں لیکن ان باتوں کا میرے قلب پر کچھ اثر نہیں ہوتا اگر کہ یہ الفاظ صنی سے خالی ہوتے ہیں اور صرف مجھے دہو کہ دینے کے لئے کہے جانے ہیں۔ میں خوب سمجھتا ہوں اور خود بھی ان کو دہو کہ دیتا رہتا ہوں اور اس باہمی مخالفت کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ مجھ سے ڈرتے ہیں اور میں ان سے خائف رہتا ہوں اور یہاں اوقات ان کے خوف سے میں ایسے امور کا مرتکب ہوتا ہوں جو ممنوع و حرام ہیں خداوند تعالیٰ میری حالت پر رحم فرماے اور میری بھوریوں کو پیش نظر رکھ کر میرے نامہ اعمال سے ان ایجابات کو محو فرماوے میں آئندہ کے لئے اس قسم کے ارتکابات سے باز رہوں گا سلطان کی آواز سے رقت ٹپکنے لگی اور رامن نے یہ کہنا کہ شدت تاثر سے سلطان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ ملامت سے سرنگون ہو کر اپنی حالت پر اندیشہ کرنے لگے۔ رامن سلطان کی حالت سے بہت متاثر ہوا اور بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اب اسے بالکل یقین ہو گیا کہ سلطان مظلوم ہیں اور ان کی حالت قابل رحم ہے اور چونکہ وہ فرمانے ہیں بالکل صحیح ہے۔

چوتھا ان باب

ایک اہم نامہ

سلطان نے آنکھوں کو آنسوؤں سے پاک کیا اور فرمایا

رامن میں دل سے اس کا خواہشمند ہوں کہ ان منافقین سے جو مجھے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں نجات حاصل کروں لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ مجھے میری اطلاع و احراج کی برائیاں جو بہت زیادہ بیان کی گئی ہیں اور جسکی حالات سے ہمیشہ مجھے اپنے خیر رکھا گیا ہے مدد نہ دے۔ میں نے اس معاملہ پر کافی غور کر لیا ہے کہ مجھے ان سرور

سے اگر نجات مل سکتی ہے تو صرف احرار کے ہاتھوں سے لیکن وہ مجھ سے بہت دور ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان سے مل کر ان شہریوں سے نجات پانے کی تمام سیر پر غور کروں اور جلد یہ حکم قائم کرنے میں ان سے مدد لینا کہ دولت کی کمزوریان رنج ہوں اور اصلاح کی مقوی اختیار کی جائیں..... بیٹا اس وقت تک جو کچھ ہو چکا اس کا ذکر اب فضول ہے اب تو ہم کو یہ فکر کرنی چاہیے کہ ان شہریوں سے کیونکر نجات حاصل کی جاسکتی ہے..... اگر میں احرار پر اعتماد کر لوں تو کیا تمہاری رائے میں یہ ممکن ہو کہ وہ میرے اعتماد کو شبہ کی نظر سے نہ دیکھیں گے اور مجھے ان شہریوں کو حکومت سے نکالنے میں مدد دینے میں کوتاہی نہ کریں گے مجھے ان لوگوں سے اپنی زندگی کا خطرہ ہے اور ہر وقت ان کی طرف سے خائف رہتا ہوں... اگر خدا نخواستہ ان کو میرے ارادہ کا علم ہو گیا تو یہ سیری جان کے دشمن ہو جائیے۔

راہز۔ امیر المومنین احرار اس کے لئے تیار ہیں اور وہ ضرور آپ کی مدد کریں گے.....

جلالہ البادشاہ نے چونکہ احرار کی نسبت حق ظن کا اظہار فرمایا ہے اس لئے مجھے یہ عرش شکی سعادت ہوئی ہے کہ امیر المومنین اب کی مرتبہ احرار ضرور کامیاب ہوں گے سپاہ کا بیشتر حصہ ان کے ہاتھ میں ہے اور سالو تیک و غیرہ میں کوئی فوجی انسر ایسا نہیں ہے جو ان اتحاد و ترقی مقدسہ کا ممبر نہ ہو اس وقت ان کی قوت اتنی بردست ہے کہ اگر آج وہ طاقتور ہو کر کوالٹ دین اور خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ ذات شاہانہ مقدسہ اس کی موید ہو۔

سلطان عبدالحمید رامر کے الفاظ سن رہے تھے اور غصہ سے ان کی بری حالت ہی لیکن مصلحت وقت سے انہوں نے غصہ کو ضبط کیا اور پشاش ہو کر کہا۔

کیا تمہیں اس کا یقین ہے کہ احرار اقتدار حاصل کر نیکی قوت رکھتے ہیں

راہز۔ امیر المومنین مجھے پورا یقین ہے اور مجھ سے کوئی بات انہیں کے متعلق مخفی نہیں ہے کچھ میں جیسٹہ کا ایک ستمبر و مخلص رکن ہوں اگر جلالہ السلطان نے اس پر رضامندی ظاہر کی کہ اتحاد و ترقی کے ممبر اپنی قوت کو کام میں لائیں تو مجھے یقین کامل ہے کہ وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئیں گے اور حکومت سے انہیں بحال باہر کر دیں گے جو ان اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اپنی جان کو غریب نہیں سمجھتے اور وہ ذات شاہانہ مقدسہ کے اشارہ پر اپنے کو

کی مصلحت دولت بہ فرمان کر دینے کے لئے ہانکل تیار و مستعد ہیں۔
سلطان احرار سے مشورہ کر دیکر کیا صورت ہو۔ ہمیں معلوم ہے کہ مین ملیدز مین ایک
قدیمی کی سی حیثیت رکھتا ہوں اور قصر سے باہر نہیں نکل سکتا۔

راہزہ۔ اگر امیر المومنین پسند فرمائیں تو مین ان کے اور مولانا البادشاہ کے درمیان سفارت
کی خدمت انجام دیکر اس ہم کو مدبرہ لاؤں اور لوجہ انون کو اس پر آمادہ کروں کہ وہ
امیر المومنین سے بالمشافہ گفتگو کریں

راہزہ نے اپنا خیال تو ظاہر کیا۔ لیکن اسے اس امر کا یقین تھا کہ سلطان اس کو منظور نہ کریں گے
اور اسے قصر سے باہر جانکی اجازت نہ دیں گے لیکن اس نے سلطان کے چہرہ پر اپنے
الفاظ کا اثر خوشگوار پایا اور سلطان نے اس کی طرف دیکھ کر کہا
راہزہ تمہاری رائے معقول ہے لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی ہمارے اس ارادہ سے
انکسار نہ ہو جائے

راہزہ امیر المومنین اس کا اطمینان کہیں ہماری انجمن اپنے اسرار کی اس قدر حفاظت کرتی ہو
کہ کوئی شخص ان سے انکسار نہ ہو سکتا مولانا البادشاہ نے کل اس کا اندازہ فرمایا ہوگا
کہ مین نے گفتگو مین انجمن کے متعلق ایک حرف بھی بیان نہیں کیا مولانا السلطان
ہم اپنے عہد کے اس قادر پابند ہیں کہ مرجانا پسند کرتے ہیں لیکن اپنے راز کا انکشاف نہیں
جانتے اور ہماری غرض صرف رعایا اور دولت کی خدمت ہو۔

سلطان مین خفیہ طور پر انجمن کے زعماء سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں دوڑ بیٹھے بیٹھے تحریری
کاروائی سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ اس طرح اطمینان حاصل کیا جاسکتا ہو کہ
سی باتیں مین جن پر مجبکہ بحث و گفتگو کرنی ہو اور ان کا ضبط تحریر مین آنا مناسب نہیں اور
یہ بھی ممکن نہیں کہ مین ملیدز سے باہر جاسکوں پھر کیا صورت ہوگی کہ یہ مشکلات رفع ہو جائیں
مقصد حاصل ہو

راہزہ امیر المومنین وہ مولانا البادشاہ کے حضور مین حاضر ہو سکتے ہیں۔
سلطان میرا خیال ہے کہ شاید وہ یہاں آنے پر آمادہ نہ ہوں محکمہ مین نے علیہ کے قلوب

میرا ذرہ بھرا اعتبار و اعتماد باقی نہیں رہا ہے۔ میری طلبی کو وہ ضرور خدشہ اور اندیشہ کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

رامنرجیا کہ بیان کیا چکا ہے صاف باطن اور ایک سیدھا مسلمان تھا کروڑوں کے عزیز جاننا ہی نہ تھا سلطان کی باتوں پر اسے یقین آگیا اور اس نے ہمدردی کے اجر میں عرض کیا مولانا سلطان مجھے وفاق ہو کہ جب بن امیر المومنین کے حق میں اس کا انہیں یقین نہ آجائے تو وہ ضرور حاضر ہونے پر آمادہ ہو جائیگا اور عمار العجمی کا ایک وفد شرفِ حضوری حاصل کرے گا۔

سلطان بن اس خصوص میں زیادہ بحث و مباحثہ اور طویل گفتگو پسند نہیں کرتا صرف مختصر طور پر نفہم مقصود ہے اسلئے جو وفد یہاں اس عرض کے لئے آئے وہ ایسے لوگوں کا ہو جو کامل اختیارات رکھتے ہوں اور العجمی یا رعایا کی صحیح ترجمانی کر سکیں تاکہ موجودہ مشکلات ایک ہی نشست میں دور ہو جائیں اور دولت کا انتظام آئندہ جس طریقہ پر مناسب ہو فوراً اس کی کارروائی شروع کر دی جائے۔۔۔۔۔۔ آہ ان خوشامد لوگوں نے احوار میری دولت کے خلص احرار کو مشکلات و تباہی میں ڈالنے کے لئے مجھے کیسے کیسے ناپاک مشورے دیئے ہیں اور ان کے حال سے مجھے کس قدر غفلت میں رکھا ہے اللہ بیشہ ہم پر ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ دستور کے قابل نہیں اور میں اس پر مجبور تھا کہ ان کی باتوں کو تسلیم کروں۔۔۔۔۔۔ ہر حال مجھے تمہاری رائے سے اتفاق ہوا و تمہارے پورا اعتبار ہے خدا کرے تمہارے ہاتھوں پہ ہم تکمیل کو پہنچے۔۔۔۔۔۔ میں کر رہا تھا چاہتا ہوں کہ جو وفد یہاں آئے وہ مغرور و بہتر اور عقلا لوگوں کا ہو اور وہ اس خیال کو پیش نظر نہ کر بیان آئیں کہ وہ ایک سرکھ آئینہ امتیاز دی یا علمی مجلس میں گفتگو کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔

رامنرجیا امیر المومنین اس ہم کی انجام دہی کے لئے مجھے کب اجازت ہوگی سلطان تم ابھی اسی وقت یہاں سے رخصت ہو جاؤ ایک خفیہ رات سے تم اس سے شکریہ دینے سے باہر جا سکتے ہو میں تمہاری رہنمائی کے لئے اپنے ایک سہم کو تمہاری ساتھ کر دوں گا جو نہیں نصرت اس طرح باہر نکال دیا جائے گا کہ کسی کو کان و کان خبر نہ ہوگی اور صبح کو نہ ہو

کرد یا جائیگا کہ تم قصر سے فرار ہو گئے۔ تم کو چاہیے کہ جب بامین اس وقت ملے ہوئی ہیں ان کی پوری پوری حفاظت کرو اور انجن کے خفیہ جلسہ میں اس کو پیش کرو۔
راہز امیر المؤمنین حسب ارشاد تمیل کی جائیگی۔

پچینواں باب سعید یک

راہز سلطان عبدالحمید کی مطلق امینز باتوں سے اس قدر خوش تھا کہ دستور گویا اس کے ہاتھ میں سچا اور کامیابی اس کی نوٹھی اس حد تک معاملات کے روبرو ہو جانے پر راہز کو اپنے نیاپ کا خیال آیا اور نہایت عاجزی سے سلطان کی طرف دیکھ کر کہا
جلالتہ السلطان کی ہر بانی نے مجھے جرات دلائی ہے کہ میں ایک درخواست میلانا الیاء کی خدمت میں پیش کروں اگر اجازت ہو
سلطان بیٹا بے شک کہو

راہز امیر المؤمنین دس سال سے زیادہ گزرے میرے والد یلڈز میں کچھ کاغذات دیکھتے آئے تھے اس وقت تک ان کا حال معلوم نہیں ہوا کہ کہاں ہیں ان پر کیا گزری آیا وہ زندہ ہیں یا مر گئے

سلطان تمہارے والد یلڈز آئے تھے دس سال سے زیادہ گزرے ان کا کیا نام ہے اور وہ کیوں یلڈز آئے تھے

راہز امیر المؤمنین ان کا نام سعید یک ہے اور قصر یلڈز میں کچھ کاغذات دیکھتے آئے تھے سلطان (چنگ کر) سعید یک تمہاری باپ ہیں؟ آہ لوگوں نے مجھے دہوکہ دیا اور مجھ سے بیان کیا کہ وہ رحمت ہاشاکے دوست ہیں اور ان کا انتقام لینے کے لئے یہاں آئے ہیں میں نے چاہا تھا کہ ان کو قتل کر کے جائیکہ حکم دیا لیکن پھر ان کو قید خانہ میں بھیجا گیا۔

ہین یہ سب کچھ ہوا لیکن مجھے ابھی اس کا یقین نہیں کہ میں جیسے تک دوبارہ پہنچ سکوں گا اور اس کے ارکان کو یہ تمام باجلا سناؤں گا۔

یہ کمر رامنکرہ میں ٹھہرنے لگا بار بار گھڑی پر جو میری دیکھی تھی نظر ڈالتا اور پھر دروازہ کی طرف دیکھتا لیکن کوئی آواز نہ آئی کتنے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی رات کے دو بج چکے تھے اور رامنکرہ پہنچنی سے باپ کے آنے کا انتظار کر رہا تھا دس سال تک وہ باپ کا انتظار صبر کے ساتھ کرتا رہا مگر یہ وقت اُسے دس سال سے زیادہ طویل معلوم ہوتا تھا اور کمرہ کا سکوت اُسے دشت زدہ بنا دے تھا

اسی حالت میں دروازہ پر آہٹ ہوئی اور محافظ میں کبھی گھسانکی آواز آئی رامنکرہ دروازہ کی طرف لپکا دروازہ کھلا اور سر سے پاؤں تک کپڑے میں لپٹا ہوا ایک محافظ کمرہ میں داخل ہوا اور کمرہ کے باہر جانے کا رامنکرہ کو اشارہ کیا رامنکرہ نے دروازہ میں سے نکل کر دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص جس کا چہرہ زرد ہے اور سر پر بڑے بڑے پریشانی بال ہیں باہر کھڑا ہوا ہے رامنکرہ باوجود غور سے دیکھنے کے اس کو نہ پہچان سکا لیکن بوڑھے نے رامنکرہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور ”میرے بیٹے میرے پیارے رامنکرہ“ کمر رامنکرہ سے پٹ گیا اور پیار کرنے لگا چن بٹ تک دونوں باہم گلے ملتے اور روتے رہے اور پھر رامنکرہ نے باپ کو پہچان کر کہا

اباجان خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے یہ موقع ہم پہنچایا اگر میں اس مصیبت میں مبتلا ہوتا اور گرفتار ہو کر یہاں نہ پہنچتا تو آپ کی زیارت اور نجات کا موقع نہ ملتا

سعید یکس بیٹا یہ امیر المومنین کی عنایت خسرانہ ہے اگر ان کے پاکیزہ قلب میں خداوند تعالیٰ مہربانی اور رحم پیدا نہ کرتا تو تمہارا یہاں آنا ناممکن تھا ہر حال اس محافظ نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ جلالت الباشاہ نے میں یہاں سے واپس چلے جانے کی اجازت بخشی ہے اور تمہارے سپرد ایک خاص خدمت کی گئی ہے امیر المومنین کی اس مہربانی اور عنایت خسرانہ کا ہم حقد و شکر یہ ادا کریں کم سے کم یہ محافظ تمہیں بتلا میں گئے کہ تمہیں کیا کرنا چاہیے۔

محافظ خاموش باپ بیٹوں کی باتیں سن رہا تھا جب اس نے اپنا تذکرہ سنا تو ایک بٹ ٹلی نکال کر راہر کے حوالہ کی رامنہ اس کو کولا اور دیکھا کہ اس میں شاہی محافظ کی وردی کے دو جوڑے ہیں محافظ نے اشارہ سے بتلایا کہ وہ ان کو بہن لہین رامنہ نے وردی بہن لی اور انہیں میں دیکھا اس وقت وہ بالکل شاہی محافظ معلوم ہوتا تھا اس کے بعد محافظ نے ایک کارٹورازر کے حوالہ کیا اور اشارہ سے بتلایا کہ یہاں سے نکل کر وہ مسجد صاٹیشن پر جائے اور یہ کارٹورازر اسٹر کے حوالہ کرے وہ اس کو سالونیک جانیوالی گاڑی میں سوار کرادیا اس کے بعد محافظ سعید بک کی طرف متوجہ ہوا اور اشارہ کیا کہ وہ بھی شاہی محافظ کا لباس پہن لے سیکے نے کہا کہ آج وہ یلڈز سے جانے کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ ایک روز یہاں رہ کر اپنی حالت کو دیکھ کر کے دوسرے روز جائیگا۔ راہر باپ کی یہ بات سن کر حیرت میں رہ گیا اور چاہا کہ اس سے اس کا سبب دریافت کرے کہ سعید بک نے خود کہا

بٹا آج رات کو میرا بہان رہا ضروری ہے انا اساتذہ میں تم سے سالونیک آلوں گا

کچھ نہیں مولانا البادشاہ کی معافی میں کچھ شک ہو

راہر بالکل نہیں۔

سعید بک بٹا مجھے شرم آتی ہے کہ میں سالونیک میں اس خستہ حال سے جاؤں اور گو مجھے ذلت کی نگاہ سے دیکھیں یلڈز میں میں نے برسوں گزارے ہیں ایک رات اور بھی انا اساتذہ کل کسی وقت میں سالونیک پہنچ جاؤں گا

راہر باپ کی دوبارہ جدائی پر نفوس کرنے اور زمین کہنے لگا

تھمر دے کوئی سبب ہے جو اباجان میرے ساتھ نہیں چلتے

اس کے بعد دونوں محافظ کے ساتھ قصر سے باہر نکلے اور قصر المظہر کی طرف روانہ ہوئے

قصر المظہر کے دروازہ پر پہنچ کر محافظ نے وہاں کے دربان کو اشارہ کیا کہ وہ سعید بک کو قصر المظہر میں پہنچا دیں اور رامنہ کو ساتھ لیکر آگے بڑھا اور حدائقہ داخلہ کے دروازہ پر پہنچ کر کبھی سے دروازہ کولا اور رامنہ کو دروازہ سے باہر نکال کر کہا

اگر رامنہ میں کوئی پہرہ دار تم کو ٹو کے تو صرف یہ الفاظ "ذات شاہانہ" کہہ دینا یہ پہلا جملہ

تھا جو محافظ نے رامز کے پاس آنے اور اس کو یہاں تک پہنچانے کے اہتمام میں کہا تھا
رامز نے افساد کے طریق ادا اور بوجہ سے پہچان کر محافظ کی آواز عبد الحمید سے بہت شبہ
ہے لیکن یہ خیال محافظ کے چلے جانے کے بعد اسے آیا۔

چھٹواں باب فلسفہ ماکیا ویلی

سلطان نے رامز کی روایت کو غرضی رکھنے کے لئے خود محافظوں کا لباس پہن کر رامز کو بلانے
سے باہر نکال دیا اور پھر اپنے کمرہ واپس آکر آج مافات پر غور کرنے لگے پھر دلیں کہا
اس نوجوان (رامز) کو یقین ہو گیا ہے کہ مجھے اس پر اہتمام ہے اور میں نے اس کے مشورہ
کو قبول کر لیا ہے اس کا اعتقاد یہ دیکھ کر اور بڑھ گیا ہو گا کہ میں نے اس کے باب کو رہا کر دیا ہے
غرض دونوں باب بیٹوں کو میری باتوں اور اخلاص نے میرا گردیدہ کر لیا ہے اور اب وہ مجھ
پر پورا اعتماد کرنے ہیں..... اگر میں رامز کو رہا نہ کرتا تو کیا کرتا اس کے یہاں رکھنے
سے بھی کوئی فائدہ نہ تھا وہ انجن کے اسرار سے مجھے کبھی آگاہ نہ کرتا اور نہ اس کے فعل
سے کوئی فائدہ تھا اب سے پہلے میں بہت سے احار کو قتل کر چکا ہوں لیکن ملک سے
ان کی تحریک نہیں مٹی جب تک جیسٹہ جمنیہ کے بڑے بڑے لوگ نہ مارے جائیں گے
مقصود حاصل نہیں ہو سکتا..... شیریں میرے قبضہ میں ہے جب رامز کو اس کا حال
معلوم ہو گا تو وہ ضرور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ صاحب یک نے اطلاع دی ہے کہ وہ شیریں
سے بہت محبت رکھتا اور اس پر جان ویت ہے اگر رامز نہ آیا یا آیا اور اپنے وعدہ کو اس
نے ادا نہ کیا یا شیریں نے انجن کے ممبروں اور کارکنوں کے نام نہ بتلائے تو میں شیریں
کو قتل کر دیتا..... ابھی مرتبہ میرا حیلہ ضرور کارگر ہو گا اور انجن کے کارکنوں کو معلوم
ہو کر کہ میں نے ان کے ایک ممبر کو گرفتار کر لیا ہے کے بعد رہا کر دیا ہے میری نیت کے اعلان
کا انہیں یقین ہو جائیگا اور وہ دند لیکر اصلاح ملک کا شروع کرنے کے لئے میرے پاس

تو میں گئے اشارتاً اندھن بین ایسا مزا چکھا تو مجھاکہ اس تحریک کے تمام حامی لرز جائیں گے
ان کی ہمتیں شکست ہو جائیں گی اور پھر یہ انہیں بھی دوسری سابق انجمنوں کی طرح بنے نام نہاد
ہو جائیں گی اور مجھے آرام سے حکومت کرنے کا موقعہ ملے گا۔
یہ کہہ کر سلطان کھڑے ہو گئے اور غضبناک لہجہ میں کہا

لعنت ہے تم پر اسے مغرور ناواؤ؟ تمہارا کمر میرے فریب کے مقابلہ میں نہیں چل
سکتا۔ غم قریب تمہاری بے جان نعشیں باغداد میں کی تہ میں پڑی چمیلیوں کی خوراک بن
رہی ہوں گی میں برابر اس وقت تک قتل و خونریزی جاری رکھوں گا جب تک ملک
مخالفتوں سے پاک نہ ہو جائے یا تمام دنیا میری رائے کی تائید کرنے والی نہ ہو۔ بدو
بین کیا فیلی کے فلسفہ کو پیش نظر رکھتا ہوں... اس فاضل فیلسوف نے کیا خوب کہا ہے
”حکمران اس وقت تک حکمرانی نہیں کر سکتا اور نہ حاسدوں اور مخالفین سے نجات
پاسکتا ہے جب تک کہ شرف، امانت اور وفا کا دشمن کے ساتھ معاملہ کرنے میں دشمن
دشمن جاسے اگر شخصی محافظت اور دولت کی حیثیت کی راہ میں ان چیزوں کو قربان کر دیا
جاسے تو حکمران کے لئے جائز ہے اور حکمران اس کا بھی حقدار ہے کہ شرف، امانت اور
وفا کے بدلے کرو فریب سے جس کو جہلا خیانت اور غدیر سے تعبیر کرتے ہیں کام لے۔“
..... کیا فیلی اسے فاضل فلسفی تمہاری رائے بہت معقول اور صحیح ہے

اگر میں اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں کرو فریب سے کام لوں تاکہ ان پر قابو پاؤں تو کوئی
برائی بات نہیں یہ خیانت نہیں ہے بلکہ کیا فیلی کی رائے کے مطابق اشتعالی فریب ہے.....
... وفائے نتیجہ چیز ہے میں اپنے دشمن کو قتل کر دینا اور خوب قتل کر دینا گناہ
جس شخص پر اپنے مخالف ہونے کا مجھے شک ہو گا جس سے شر پیدا ہونے کا اندیشہ ہو گا
میں اسے زندہ چھوڑ دینا حکمرانوں اور بڑے لوگوں کی یہی سیاست ہے اور حکومتیں قائم
کرنے اور نظام حکومت برقرار رکھنے میں بڑے بڑے حکمرانوں اور خلفائے تک نے اسی طریقہ
پر عمل کیا ہے کیا ابو مسلم خراسانی عباسیوں کے مددگار نے عباسی حکومت کے قائم کرنے
میں اس سیاست سے کام نہیں لیا..... کیا ابولہسیم عباسی کے حکم سے شک پر قتل کی

کارروائی نہیں ہوئی اگر اس وقت اس سیاست پر عمل نہ کیا جاتا تو ہرگز عباسی دولت قائم نہ ہوتی۔۔۔ اگر عبدالحمید اس سیاست کو اختیار کر کے خلفائے عباسیہ کی اقتدا کرے اور حقلہ اور فلاسفرین کی رائے پر عمل کر کے حکومت کے نظام کو برقرار رکھے تو کیا جرم ہو اگر اس وقت سلطان کی حالت کوئی دیکھتا تو ضرور ان کو مجنون خیال کرتا اپنے جوش امین فقرے ختم کر کے نگاہ سے باہر نکلے اور سونے کے لئے کسی کوہ میں چلے گئے صبح اٹھ کر فوراً بانشکاب کو طلب کیا اور حکم کیا کہ رانز کو قصر اطریز لاکر حضور میں حاضر کیا جائے۔ بانشکاب نے قصر اطریز میں محافظ بھیج کر رانز کو بلایا لیکن اس نے واپس آکر بیان کیا کہ رانز قصر میں نہیں ہے سلطان نے رانز کی عدم موجودگی کا حل معلوم کر کے کہا

کیا وہ کل وہاں نہیں تھا

باشکاب کا تب امیر المؤمنین کل شام تک رانز قصر اطریز میں تھا تو گون کا بیان ہے کہ کل شام ماہین کے محافظین میں سے ایک محافظ سے لینے آیا تھا۔

سلطان یہ ایک جیلہ ہے تم لوگ مجرموں کی کسی حفاظت کرتے ہو کہ وہ قصر سے نکل کر بھاگ جاتے ہیں..... یا اقد میں یہ کیساں رہا ہوں رانز بھاگ گیا اُن میں کس پر اعتبار کروں ان مجنون مسعدین اور خائنین کے ایک آدمی پر بھی مجھے قدرت حاصل نہیں“ سلطان غضبناک ہو کر یہ کہہ رہے تھے اور بانشکاب خاموش کھڑا تھا اور رانز کی عدم موجودگی یا فلز پر غور کر رہا تھا کچھ دیر تک سلطان کی حالت یہی رہی اور اس کے بعد کہا

اب کیا کیا جائے“ کیا سارے کام میں اپنے ہاتھ سے کروں یہاں تک کہ فیدیون اور مجرموں کی حفاظت ہو..... رانز بھاگ گیا اور اب اس کا تعاقب بے فائدہ ہے وہ آستانہ سے نکل گیا ہو گا اور یقیناً سالونیک گیا ہو گا خیر اس کا ہاگ جانا ہی ایک طرح سے فائدہ سے خالی نہیں اس کے ذریعہ سے اب ہمیں جمیعہ کامرکز معلوم ہو جائیگا تم فوراً ناظم کب کو تدارع پر اطلاع دو کہ رانز خاتن ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ہے اور غالباً سالونیک گیا ہو گا تم اس سے ملو اور اس سے دوستانہ برتاؤ کر کے اس کی حرکات و سکنات کو دیکھتے رہو چونکہ جہاں وہ جائے اس کے نقش قدم پر نگاہ رکھو اور ان میں کامرکز معلوم کر لو اور چھوڑ دو

جان مبین سب کو گرفتار کر کے قتل کر ڈال دیا آستانہ بھیچر اگر یہ خدمت خوبی سے انجام
دینگئی تو معقول انعام اور مرتبہ دیا جائیگا؛

باشکاتیب نے تار کے مضمون کو الیکٹر سلطان کی خدمت میں پیش کیا جس میں سلطان
نے بعض بعض جگہ اصلاح کی اور حکم دیا کہ فوراً اس تار کو ہیچر باشکاتیب کے چلے جانے
پر سلطان مسکرائے اور دلیمن کہا

مجھے اپنے کاموں کی خود کمر ناپا سہیے یہ لوگ اگر فرض کر لیا جائے کہ دولت کے نخلوں
میں تو بھی اتنے عقلمند نہیں کہ میری خواہش کے مطابق خدمت کو انجام دے سکیں.....
... اگر مجھے اپنی تدبیر میں کامیابی ہوئی اور یہ خاتن ملک و ملت گرفتار ہو گئے تو میں ان
کو بتلاؤں گا کہ عجب انجید کیا چیز ہے۔

اس کے بعد کچھ دیر تک سلطان ٹہلتے اور شیرین کے محالہ پر غور کرتے رہے اور پھر
دلیمن کہا

جہان آرا خدا کرے کامیاب ہو جائے عداوت شیرین سے تمام حالات سنو کہ اسے جب وہ
اس سے فارغ ہو جائیگی تو میں اس کو قتل کر دوں گا میرے محل میں اس کو رہنا خطرہ
سے خالی نہیں،

دن بھر سلطان انہیں خیالات میں محو رہے جا سو سون کی رپورٹیں ملنا خط لکھیں اور پھر
شام کو شاہی محافظ کا لباس تبدیل کر کے رانز کے باپ سید بک کو رانز کی طرح قہر ملد
سے باسر پہنچا دیا۔

سٹاؤن وان باب سالونیک

رانز ملدز سے ہیکلکرائسٹن پہنچا اور کارڈ اسٹیشن ماسٹر کے جمالہ کیا جس نے اس کو ٹانک
دہانے والی گاڑی کے ایک خاص درجہ میں بٹھا دیا گاڑی میں ہیکلکراب آسے بے فکر سی

سے واقعات پر غور کرنے کا موقع ملا سب سے پہلے اس کے دلیں فیروز کے متعلق یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ جلد سالونیک پہنچ کر شیرین سے ملے اسے اس وقت تک طہاز کی اس بات کا یقین نہ تھا کہ شیرین کہیں بھاگ گئی ہے اس نے فرس محال کے طور پر اس کو قح مان کر خیال کیا کہ اگر وہ سالونیک نہ ہوگی تو مناسٹرین ملیگی اور وہ سالونیک سے مناسٹر چلا جائیگا اس کے بعد اسے اپنی حمہ کا خیال آیا اور اسے عبد الحمید کی صداقت پر یہ دیکھ کر یقین ہو گیا کہ اگر عبد الحمید کے دلیں نہ نکٹ نہ ہوتا تو وہ اسے اور اس کے باپ کو سلا کیوں کرتا۔ پھر باپ کے آستانہ میں رجحانے اور ساتھ نہ آنے کا خیال آیا اور اسے یہ اندیشہ پیدا ہونے لگا کہ کہیں اس کو قید خانہ نہ بھیج دیا جائے لیکن مٹا اس خیال سے اسے تسکین ہو گئی کہ اگر سلطان کی کوئی غرض نہ ہوتی تو وہ کیوں رہا کرتا اس لئے ضرور کوئی بات سے جودہ دیان رہ گئے ہیں۔

گٹاڑی اپنی رفتار سے جنگلوں، میدانوں اور دریاؤں کو طے کرتی جا رہی تھی اور ساحل کے خیالات کا سلسلہ راست کی مسافت سے بھی بڑھتا جا رہا تھا راستہ میں رات کے کسی ضرورت سے جیب سے رسالہ نکالا جس میں اسے ایک لپٹا ہوا کاغذ ملا۔ رات کاغذ کو دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ اس کی جیب میں کوئی کاغذ نہ تھا فوراً کاغذ کو نکالا جس میں اس نے اپنے باپ کے ہاتھ کی حب ذیل ہدایت لکھی ہوئی پائی

ناظم اور سرکاری جاسوسوں کی نگاہوں سے محفوظ رہو وہ تمہارے نقش قدم کا پتہ لگا کر انہیں کام کر دے معلوم کریں گے میرے آنے تک اس احتیاط پر پورا پورا اہل کرنا۔

رات باپ کی اس ہدایت کو پڑھ کر تعجب کرنے اور سوچنے لگا کہ اس کا کیا مطلب ہے اس کے دل میں ناظم کی جانب سے شک پیدا ہو گیا اور ہر چند کہ اسے سلطان کی جانب سے کوئی شک نہ تھا لیکن باپ کی ہدایت پر عمل کرنا مناسب تھا سالونیک کے اسٹیشن سے نکل کر راتر سیدھا شیرین کے گھر پہنچا لیکن دیکھ کر حیرت میں رہ گیا کہ مکان کا دروازہ بند ہے اور قفل پڑا ہوا ہے پاس پڑوس کے آدمیوں سے دریافت کیا ایک شخص سے معلوم ہوا کہ شیرین چند روز سے غائب ہے اور اس کے والد آستانہ گئے ہوئے ہیں اور والدہ

شیرین کی تلاش میں مناسٹر راجہ یہ معلوم کر کے منسٹرب ہو گیا آنکھوں کے آگے اندھیرا
چھا گیا اور وہ پریشان اور ہستے ادھر ٹپٹنے لگا لہذا کی بات اسے یاد آئی اور اب اسے یقین
آیا کہ لہذا تک کتنا تھا تو تھری ویرہ اسی طرح ٹھٹھارہا اور پھر خیال آیا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے
سب سے پہلے اُس نے مناسٹر جانے کا ارادہ کیا لیکن مناسٹر خیال آیا کہ آج کی رات انجن اتھاڑ
ٹرٹی کے جلسہ کی رات ہو اور اس میں شرکت ضروری ہے پھر خیال آیا کہ باپ کے ایسکا انڈیا
بکسے ہاتھ جگہ میں شرکت ہو اس کی اسے جلسہ میں شرکت پر متحکم ہو گئی اور وہ اب کچھ
سیدھا ہوٹل پہنچا تاکہ کچھ ویرا رام کے جلسہ میں شرکت کے لئے جا سے ہوٹل میں داخل ہو
جی اسے ناظم بک کا نام مدد ملا جس نے راجہ کو دیکھتے ہی کہا۔

جناب سپہ سالار نے آپ کی یاد فرمایا ہے

راجہ اس کے ساتھ ہو لیا ناظم بک نے نہایت عزت کے ساتھ راجہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا
اور ذات شاہانہ کی خوشنودی پر اسے مبارکباد دی اور خواہر کیا کہ جو خدمت ہو اس سے
آگاہ کیا جلسے وہ اس کی ہر ایک خواہش کو خوشی سے بجالائیے گا

راجہ نے ناظم بک کی اس عنایت و مہربانی کا فکر یہ ادا کیا کہ تھا کہ اس کا باپ اگر اس کو
ہدایت نہ کرتا تو وہ ناظم بک کی بات کی تسلیم کر لیتا لیکن اس نے سب سے پہلے یہ ادا کر کے کہا۔
میں ابھی ابھی آستانہ سے آ رہا ہوں اور اس وقت آرام کرنا چاہتا ہوں انشاء اللہ بہر حال
خاریت ہوں گا۔

یہ کہہ کر راجہ اٹھا اور ہوٹل کی طرف روانہ ہوا اسے خیال ہوا کہ شاید کوئی کام اس کے
پیچھے ہو گا لیکن ہر طرف دیکھ لینے کے بعد اسے اطمینان ہو گیا کہ کوئی اس کے پیچھے نہیں ہو
دن بھر راجہ نے ہوٹل میں آرام کیا اور انجن کے ممبروں کے سامنے واقعات بیان کرنے
اور تجاویز پیش کرنے پر غور و فکر کرتا رہا اشارہ کو ہوٹل سے حکمران بک قہر خانہ میں پہنچا
ماک انجن کے کسی ممبر سے جو مختلف سمتوں سے آکر شرکت جلسہ ہوتے تھے راجہ نے
ملاقات ہو جا سے

اٹھاونواں باب انجمن اتحاد و ترقی کا نظام

مرکزی انجمن اتحاد و ترقی محدود تعداد کے لوگوں سے مرکب تھی جس میں غالباً بارہ شخص تھے ان میں سے ایک صدر تھا جس کا نام ان کی اصطلاح میں "مقرر" تھا اور باقی ممبر تھے یہ تمام لوگ وقتاً فوقتاً جمع ہوتے ضروری معاملات پر بحث و مباحثہ کرتے اور مختلف مقامات کی شاخوں کو احکام و ہدایات بھیجتے تھے ان میں اگر کوئی نیا شخص داخل ہونا چاہتا تو براہ راست اس کو داخل نہ کرتے تھے بلکہ انجمن کا ایک ممبر کسی میسرے شخص کو درمیان میں ڈالکر اس سے گفتگو کرتا تھا جب کسی نوجوان میں انجمن کے ممبر اصلاح کی خواہش اور حریت کی طرف رجحان پاتے تو اس سے ملتے اور بتدریج اسے حریت اور اصلاح ملک کو خیال میں مضبوط و محکم بناتے اور جب وہ اس خیال میں نچتے ہو جاتا تو اسے بتاتے کہ اگر اسے ہندوؤں کی ایک انجمن ہے جو ملک کی اصلاح کا مطالبہ کرتی ہے اگر وہ انجمن میں شریک ہوئے گی تو انہیں ظاہر کرتا تو اس سے وعدہ کر لیتے کہ وہ اس کو اس میں شریک کرے لیکن اس کے بعد انجمن کے ایک جلسہ میں اس شخص کی شرکت پر مشورہ ہوتا اگر انجمن کے ممبر اس کی شرکت پر اتفاق کرتے تو اس کا ایک نمبر مقرر کرنے اور ایک خفیہ جلسہ میں جس میں صرف وہ لوگ شریک ہوتے تھے جن کو پہلے تیار کیا گیا تھا اس کو شریک کرنے اور اس سے قرآن شریف انجیل اور ملواری چلف رازداری لیتے تھے یہ خفیہ جلسہ اصل انجمن سے علیحدہ ہوتا تھا اور اس میں مخصوص ممبر اور جدید امیدوار شریک ہوتے تھے جب کوئی شخص نئے ممبروں میں سے قابل اعتماد ثابت ہوتا تو اس سے کہا جاتا کہ وہ دو ایک ممبر اور بناے وہ اور لوگوں کو تیار کرتا اور ان کو لیکر خفیہ جلسہ میں شریک ہوتا اور چلف رازداری ان سے لیا جاتا اور اس سے بھی جدید ممبر بنائی کی خواہش کی جاتی اس سلسلہ میں جدید امیدوار یا شریک کا تقرر صرف اس شخص سے ہوتا تھا جس کی تحریک سے وہ انجمن میں شریک ہوتا اصل ممبروں کی صورت سے بھی وہ واقف نہ ہوتا یہ تحریک برابر برپا رہتی اور کوشش جلدی رہتی تھی کہ کتنے

کہنے لگے کثرت سے انجمن میں شریک ہوں۔
 اسی قسم کی احتیاط مرکزی انجمن کی شاخوں میں ملحوظ رہتی تھی شغین ایک خاص مرکز پر مبنی
 انجمن کی طرح اس کی ہدایت پر کام کرتی تھیں اور اس کے ماتحت چھوٹی چھوٹی انجمنیں جن
 کے ممبر شاخ اور مرکز سے واقف نہ ہوتے تھے اپنی خدمات انجام دیتے تھے مرکزی انجمن کی
 کی شاخوں کو بڑے بڑے شہروں میں قائم کیا گیا تھا اور ان کو مرکزی انجمن کا شعبہ کہا جاتا تھا
 شعبوں کے ماتحت چھوٹی چھوٹی کمیٹیوں اور باڈیوں میں فروعات قائم تھے جن کو خواہ مخواہ
 جاتا تھا اور ان سب کا انتظام مرکزی انجمن کی طرح تھا ہر ایک شعبہ اور قس کا ایک صدر تھا
 تھاجہ مرکزی انجمن کے احکام اور مقامی ضروریات کے مطابق کام کرتا تھا مرکزی انجمن کے
 ممبر شعبوں کے صدر اور بعض ممبروں سے واقف ہوتے تھے ورنہ باہم ایک دوسرے سے
 کسی کو واقفیت نہ تھی

شعبوں کے قائم کرنا یہ صورت تھی کہ مرکزی انجمن کا جب کوئی ممبر اپنے کو شعبہ کے
 قائم کرنے کے قابل پاتا تھا تو مرکزی انجمن کے ممبروں اور مخلص کے سامنے اپنی خواہش پیش
 کرتا تھا اور کثرت سے اسے اس کو اجازت دیجانی تھی کہ وہ جا کر اپنا کام شروع کرے
 اور شعبہ قائم کرے کہ توالات کے قیام کی صورت میں ہم پہنچائے وہ مرکزی انجمن سے جدا ہو جی
 جگہ کسی دوسرے مستند شخص کو بجائی تھی کسی شہر میں جانا اور حریت پسند لوگوں سے ملکر شعبہ
 قائم کر کے نئی تجویز پیش کرتا اور اس کے قائم ہو جانے پر مرکزی انجمن سے اس کو وابستہ کر دیا
 جاتا لیکن مرکزی انجمن کے ممبروں کے نام سے کسی کو اکاہ نہ کیا جاتا شعبہ قائم ہو جانے اور احکام
 پکڑ جانے پر مرکزی انجمن کی طرح حریت پسند لوگوں کو اس میں شریک کیا جاتا اور ہر نعمت
 مقامات میں ماتحت توالات قائم کئے جاتے لیکن ان میں ایک بھی مرکزی انجمن کے ممبروں کے
 نام سے سراسر اس ممبر کے جس نے شعبہ قائم کیا ہے واقف نہ ہوتا تھا۔

توالات بھی شاخوں کی طرح قائم ہوتے تھے اور شعبوں کا ایک قابل ممبر شعبہ سے جدا ہو کر
 قریب قائم کرتا تھا اور پھر اسکے شعبہ کے حال سے قریب کا کوئی ممبر واقف نہ ہوتا تھا، انجمن مرکزی
 شعبے اور توالات اپنی رائے کا حامی لوگوں پر اثر ڈالنے کے لئے ملکی اور غیر ملکی محاکمات میں

مضامین لکھتے تھے اور یہ مضامین عموماً انجمن کے ممبروں میں سے کسی خاص ممبر کے لکھے ہوتے تھے جو اس غرض خاص کے لئے منتخب کیا جاتا تھا۔

مرکزی انجمن سالونیک کا مضمون نگار یا اہل قلم رامن تھا جو ہوٹل سے ملکر قوہ خانہ پہنچا اور پھر ممبران انجمن سے جو قوہ خانہ میں تھے لاجپتہ انجمن کے تمام ممبران کی زندگی سے ایسے ہر چکے تھے اس لئے وہ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سامنے ان کو بتلایا کہ وہ ایک اہم ہم پر آیا ہے جو تمام مشکلات و مصائب سے نجات دینے والی ہے۔

چونکہ انجمن کا جلسہ کسی خاص مقام پر نہ ہوتا تھا بلکہ متفرق مقامات پر ممبروں کی قرار داد کے مطابق جب ضرورت جلسہ منعقد کیا جاتا تھا اس لئے رامن نے جلسہ کی جگہ کا پتہ دریافت کیا اور پھر نے مکان کا پتہ اور وہاں کے پہنچنے کے راستے سے رامن کو گاہ کیا۔

قوہ پیکر ب لوگ منتشر ہو گئے رامن تنہا رہ گیا۔ راستے اپنے والے کا خیال آیا اور یقین کرنے لگا ممکن ہو والد جلسہ کے وقت تک یہاں پہنچ جائیں اس لئے کوئی ایسی صورت اختیار کرنی چاہیے کہ وہ سالونیک پہنچے۔ فوراً جلسہ میں شریک ہوں اور محل قبلے کو معلوم کر کے جلسہ کے مکان میں پہنچ جائیں۔

یہ خیال کر کے وہ طراز کے مکان پر پہنچا اور ایک پڑوسی کو ہدایت کی کہ اگر کوئی شخص اس محل صورت کا یہاں آئے تو اسے فلاح محلہ کے فلاح مکان پر پہنچا دیا جائے رامن نے یہ ہدایت کئے وقت کچھ زیادہ احتیاط نہ کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر کسی جاسوس کو مکان کا پتہ بھی معلوم ہو گیا تو کیا ہے وہ جلسہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

آدھی رات کے قریب رامن ہوٹل سے نکلا اور نہایت احتیاط سے چاروں طرف نظر ڈالتا ہوا اس مکان کی طرف چلا جان جلسہ پر نہ لایا تھا۔ مکان پر پہنچتے ہی دروازہ اس کے لئے کھولا گیا اور مکان میں داخل ہو کر وہ ایک چور دروازہ سے ایک کمرہ میں پہنچا اور مالک مکان کو ہدایت کی کہ اگر اس کے والد یہاں آئیں تو ان کو جلسہ تک پہنچا دیا جائے۔

کمرہ میں پہنچ کر رامن کو جاسوسوں کی طرف سے بالکل اطمینان ہو گیا اور بھرپور وہاں سے ایک خفیہ راستے سے محل اجتماع پر پہنچا۔ ایک وسیع مکان تھا جس میں بالکل تاریکی تھی مکان کے

جادو ان طرف انجن کے ممبر پھر رہتے جو ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ رامکان میں داخل ہو کر آگے بڑھا اور مشرقی سمت میں ایک بڑے دروازہ پر پہنچا اور چاروں طرف دیکھ کر اسوینا سے اطمینان کر لینے کے بعد دروازہ کو کھٹکٹایا دروازہ کھلا اور رامکان داخل ہوا راستہ میں ایک چھوٹا سا چراغ رکھا تھا جس کی روشنی دمنہلی اور نہایت کم تھی چراغ کا رخ دروازہ کی طرف تھا اور روشنی سب سے پہلے اندر داخل ہونے والے کے چہرہ پر پڑتی تھی دلہیز والے اس روشنی میں آنے والے کو دیکھ لیتے تھے اور وہ کسی کو نہ دیکھ سکتا دلہیز میں دو شخص کالے کپڑے پہنے اور سینہ چادر میں منہ لپکے کپڑے تھے رامکان کے داخل ہوتے ہی ان دونوں شخصوں نے ٹکڑا بن کھینچ میں متارام نے کلمہ شناخت کہا اور انھوں نے اپنے ہاتھ روک لئے اور رامکان کے ایک شخص کو دیا جو اس کو جلسہ کے کرو میں پہنچا آیا کہ وہ کے اندر داخل ہوا، میں بارہ کریمان تھیں اور صرف ایک کرسی خالی تھی کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے رامکان نے وہاں کو ہدایت کر دی کہ اگر اس کے والدین تو انھیں بھی کمرہ میں پہنچا دیا جائے۔

انسٹوان باب

جلہ

کمرہ میں رامکان کے داخل ہوتے ہی شخص نے میز پر آئینہ سے ہاتھ مارا جو اس امر کی علامت تھی کہ وہ کرسی پر بیٹھ جائے رامکان کی کرسی پر بیٹھ گیا کمرہ کے صدر میں شخص کی کرسی تھی سامنے میں کرسی تھی جہاں پر سبیاہ چادر پڑی تھی شخص کی میز کے سامنے کمرہ کے وسط میں اب اور چھوٹی سی میز تھی جس پر ان ٹرن، ایل، اور ایک ٹیبلر رکھا ہوا تھا اور صدر کی پشت والی دیوار پر رحمت پاشا کی تصویر لگی ہوئی تھی،

رامکان نے کرسی پر بیٹھتے ہی حاضرین پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ کرنل جن رضا بک، لفٹنٹ کرنل خان بک، میجر تھی بک، میجر حق بک، کرنل بک، کرنل بک، میجر انڈ بک، لفٹنٹ کرنل بک، جنرل بک اور جی بک، وغیرہ اپنی اپنی جگہ سبیلہ لباس میں کرسیوں پر خاموش بیٹھے ہیں بک

اطمینان سے دیکھ جاتے ہیں مریض (صدائے کسا)
 جالہ اسے اختصار خدا سے بزرگ و بزرگ کے نام اور دستور بقربانی ہو جانے والے محترم بزرگ حجت
 کے ذکر سے کیا جاتا ہے۔ تمام حاضرین احتیاطاً کھڑے ہو گئے اور پھر ان کے پیچھے جانے پر مریض
 بیٹھ کر چلا۔ چلا جھانکی ریلوے لائن سے ایک خاص گاڑی پر آیا ہے جو خدا کرے ہمارے لئے سرستاد
 بھلائی کی موجب ہو رہا۔ مزاجی اہم ہم کو خود بیان کرینگے خاموشی اور سکون کے ساتھ رات گزریاں کو
 سننا پسند ہے

رات گزرا اور گیا اور کسا

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ میں گرفتار کر کے یلڈز بھیجا گیا تھا لیکن جو آپ میری زندگی سے
 ایسے ہو گئے ہیں اور میری حیات کی امید منقطع ہو گئی ہے کہ یلڈز میں جانا گویا دوزخ میں جا جاؤ
 تمام حاضرین رات کے آخری فقرہ پڑھیں پڑھیں اور مریض نے کہا

ہم کو تمہارا حال معلوم ہوتا رہا ہے۔ ہمارا ایک شجاع بھائی یلڈز میں موجود ہے جو فوراً وہاں
 کے تمام واقعات سے ہمیں آگاہ کرتا رہتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم اس سے واقف ہو گے۔

راہزرا تعجب سے یلڈز میں ہمارا بھائی نہیں مین نے اس کو کبھی نہیں دیکھا یلڈز میں مجھے ایک
 قاصر مین تھا کہ آیا تھا

مرخص ہمارے بھائی نے بعض ان تکالیف سے بھی ہمیں آگاہ کیا تھا جو تمہیں وہاں اٹھانی
 پڑیں اس کا بیان کر کے وہاں قاصر مین قید رکھے گئے تھے۔

راہزرا وہاں مین قاصر مین قید تھا اور سخت تکالیف مین نے وہاں اٹھائیں لیکن خدا کا فکر ہے
 کہ میں نے اپنی قسم کو نہیں توڑا اور حقیقتہً تقدیر کے حالات سے کسی کو آگاہ نہیں کیا سلطان یلڈز
 محکمہ مابین کے لوگوں سے میری ملاقات ہوئی اور رب نے مختلف جیلوں سے مجھ سے انجن کے
 حالات اور ممبران کے نام دریافت کئے لیکن میں نے کسی کو انجن کے حالات کی ہر آنک نہ دی
 میں جانتا تھا کہ میں مارٹلا جاؤ گا جس طرح بہت سے حبس کے والد اور وطن چھوڑنے والے گئے
 ہیں لیکن خدا نے لیکن رات کا مابانی اور خطرہ سے نجات کا پیدا کیا جو بغیر خونریزی کے ہیں منتزل
 مقصد تک آسانی سے پہنچا دیگا۔

راہنہ کی تقریر تمام حاضرین ہمدن گوش بنے سن رہے تھے تھے مرخص نے راضی بات کا ٹکڑا کیا اور وہ کیا ذریعہ ہے جس سے ہمارا مقصد حاصل ہو سکتا ہے ہم اصلاح ملک کے طالب ہیں اگر باسانی اصلاح عمل میں آجائے تو ہمارے لئے بڑی مسرت کا موجب ہو، ہماری انجمن کا مقصد تو صرف دستہ حاصل کرنا ہے اور حکومت کو خطرات سے نجانا
 راہنہ احمد وہ ذریعہ اس کے حصول کا ضامن ہے جو ہمارے لئے ایک بڑی کامیابی ہو
 انور بیک نے مرخص سے اجازت حاصل کر کے کہا

کیا حکمہ مابین نے کوئی ایسی صورت تجویز کی ہے جس سے ہمارا مقصد بغیر خونریزی کے حاصل ہو
 جلیب، میرا خیال اور عقیدہ تو یہ ہے کہ اصلاح بغیر تلوار اور خونریزی کے ناممکن ہے
 مرخص ربات کا ٹکڑا انور شاہ باش، بیشک تم جری اندر بہادر ہو اور ایک بہادر کی شان یہی ہے
 لیکن ہمیں وہ تجویز بھی تو سن لینی چاہیے جو ہمارے مطالبات کو پورا کر دینے والی بتائی جاتی ہے بہت ممکن ہے اس سے ہمیں کامیابی حاصل ہو خداوند تعالیٰ کے نزدیک کوئی امر محال نہیں
 انور بیک بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے بہائی راضی بیان کرو

راہنہ حضرت آپ سپاہی اور بہادر ہیں آپ کے لئے قتل و خونریزی بہت آسان ہو لیکن میں تو ایک اہل قلم ہوں اور چاہتا ہوں کہ مسئلہ باسانی طے ہو جائے اور ملک کی اصلاح خوبی سے عمل میں آئے بغیر جن جس کام کے لئے آیا ہوں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں

ساہوان باب

راہنہ کا بیان

حاضرین ہمدن گوش بیکراہنہ کے بیان کو سننے پر تیار ہو گئے اور راہنہ نے سب کو منوجہ پا کر
 اہل قلم بائیں بیان کیں جو سلطان عبدالحمید خان سے ہوئی تھیں اور سلطان کے اقرار و
 امداد گئی اصلاح کا ذکر کے اپنے رہائے جائے کا واقعہ بیان کیا اس کے بعد کہ سلطان کی نیت خدا
 ہے امداد چاہتے ہیں کہ آپ لوگ ان سے مشورہ کرنے کے بعضوں سے ملیں اور اصلاح ملک

کی تجاویز پر غور کریں اور ان کے اخلاص کا ثبوت اس سے مل سکتا ہے کہ انھوں نے مجھ کو چھوڑ دیا اور میرے والد کو بھی رہا کر دیا

معرض ربات کا اگر عجیب حیرت سے کیا تمہارے والد بھی ساتھ آئے ہیں وہ کہاں ہیں راہزادہ میرے ساتھ نہیں آئے بلکہ اپنی صحت کو جو دس سال کی قید میں بہت خراب ہو گئی تھی درست کرنے کے لئے آستانہ بین ٹھہر گئے ہیں صبح ان اراکات آجائینگے کیا آپ حضرات کے نزدیک ہماری رہائی کا واقعہ کچھ اہمیت نہیں رکھتا یہ واقعہ اس بات کی شہادت ہو کہ سلطان نے اپنی غلطی کو محسوس کر لیا ہے اور اب وہ عثمانی احسا کی رہنمائی سے راہ صواب اختیار کرنے پر بالکل تیار ہیں

حاضرین حیرت سے لاٹڑکے بیان کو سن رہے تھے راہزادہ کے الفاظ ختم ہونے ہی معرض نے کہا آپ جسبنت مقدسہ کے قانون سے واقف ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ ہمارا مطالبہ دستور کا ہے یعنی استبداد کی گت کو تبدیل کر کے خودی کو مستقام کرنا جس کا بھی آرزو مند ہیں کہ یہ مقصد شریف خوزیری کے بغیر حاصل ہو جائے اس لئے میری رائے ہے کہ عبدالحکیم کی تجویز کو قبول کر لیا جائے اور چونکہ وہ دستور دینے پر آمادہ ہیں اس لئے اس میں کسی تذبذب کو راہ نہ دینا چاہیے جب ہم کو دستور مل جائے تو ہم کو جاسیے کہ سلطان کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں ہمارا مشاہدہ اصلاح ہے انتقام نہیں۔

معرض کے الفاظ ختم ہوتے ہی انور بک کھڑا ہو گیا غصہ سے اس کی منچیں حرکت کر رہی تھیں اور انہیں سرخ چھین اور کہا

برادران محترم عبدالحکیم کی تجویز معقول ہے خوزیری کا سو کنا بھی بہترین شے ہے اور دستور کا آسانی سے حاصل ہونا بھی ایک ایسی نعمت ہے جس کی نظیر نہیں ملتی لیکن بغیر کسی قسم کی خوزیری کے دستور کا حصول قانون طبعی و اجتماعی کے خلاف ہو۔ زمانہ قیہ کی تاریخ اور قوموں کی حیات اجتماعی ثابت کرتی ہے کہ خوزیری اور کافی جدوجہد کے بغیر دستور یا حریت کبھی حاصل نہیں ہوتی کیا آپ حضرات کو کسی قوم کی کوئی ایسی نظیر معلوم ہے جس نے بغیر خوزیری کے آزادی یا دستور حاصل کیا ہو اور وہ بغیر کسی کوشش کے اپنے مقصد تک پہنچا

ہو گئی ہو..... بین یہ نہیں کہتا کہ دستور کا حصول بغیر غورنیزی کے محال و نامکن ہی ہم پر اس
سچی کر رہے ہیں کہ قتل و غارت کے بغیر ہم اپنے مقصد کو حاصل کر لیں لیکن میری رائے ہے
کہ اگر ہم بریلر سی طرح کام کرتے رہے تو ہماری کامیابی میں بہت دیر ہوگی..... ہماری
یہ جیتہ جیتہ حکم کر رہے ہیں جس کے اکثر ممبر ہمارے نوجوان افسر ہیں یا زبردست اہل قلم اور تمام
حریت دوست دستور کی نذر و قیمت سے اچھی طرح واقف ہیں اس لئے ہم کو چاہیئے کہ اپنے مقصد
کو حاصل کرنے کے لئے ہم عجلت سے کام لیں اور حقیقتہً جلد کن ہو دستور کے حصول میں کامیابی
حاصل کریں؟..... یہ میری ذاتی رائے ہے اور میں جیاد محمد کی تجویز کو اس سے زیادہ واقف
نہیں دیتا کہ وہ ایک جلد ہے جو میں فریب میں مبتلا کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہو
یہ اکلے اور بک کر سی پر بیٹھ گیا اور جاہ کے تمام ممبروں نے انور بک کے جوش اور شجاعت
کی تعریف کی ایک نوجوان نے فرط جوش میں بلند آواز سے کہا
ہم قتل کرینگے تو قتل کرینگے بغیر قتل و غورنیزی کے ہم اپنے مقصد کو نہیں پاسکتے
تمام حاضرین نے یہ جوش اور جوان بر نظر ڈالی ہر ایک نوجوان افسر تھا اور اس کا جوش شجاعت
مشہور تھا۔

مخلص بہادر نوجوان کے جوش سے بہت خوش ہوا اور انور بک کی طرف دیکھ کر کہا
انور شہاباش! شہاباش! خداوند تعالیٰ تمہاری شجاعت اور جوش کی میں بکرت ہمارے لئے جس
میں تم جیسے جوش اور بہادر نوجوان ہوں وہ انشا راء ضرر و کامیاب ہوگی اور اپنے مقصد
کو حاصل کر لگی لیکن ہم کو چاہیئے کہ جو محمد عبدالحمید نے پیش کی ہے اس پر غور کریں سلطان
عبدالحمید ہمارے مقصد اور انجمن کے اغراض سے متفق ہے اور یہ مناسب نہیں کہ ہم اس کو جوڑ
رہو کریں۔

محفلت کر نیل فائق بک نے کڑے ہو کر کہا۔

محمود خضر جلدی سندن انجمن کا قانون بیشک اس تجویز کو رد کرنے کا موافق نہیں ہے.....
میں آپ کے قول کی ناسید کرتا ہوں لیکن گذشتہ واقعات کو پیش نظر رکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ
عبدالحمید کا قول قابل اعتبار نہیں ہے بہت دفعہ اس نے احرا کو اس قسم کی باتیں کہی ہیں

کرنے کی کوشش کی ہے اور بارہ اس طرح سکے وعدہ دیا ہے جن کو نہ بدایا اور ملک اس کے
 دفعہ بھی اس نے اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا ہے۔ یہ دفعہ بھی نہیں ہے کہ پیر میں آج سکے
 سا جو اس نے کیا کیا، مراد کے ساتھ کیا کیا اور اسی طرح شامیر مایان ملک دست کو
 کس طرح دھوکہ دیکر قتل کیا گیا ہے، رحمت پاشا سے اس نے وعدہ کیا اور اس
 وعدہ کو پورا کرنے اور عمل میں لانے پر نظر راستہ قائم کیا لیکن پھر اس وعدہ سے پہر گیا اور پتہ
 استبدادیت پر قائم رہا اس کے علاوہ اٹلی کے خلاف سر کیا گیا تو اس کے فلسفہ کو ہر وقت پیش نظر
 رکھتا ہے جو اس کا خاں ہے کہ حکومت کے بقا اور استحکام کے لئے حکمران کا فرض ہے کہ وہ
 اپنے مخالفین کو تباہ و برباد کر دے۔ اگرچہ یہ تفسیر تحریریں میں ملتا ہے کہ اس نے
 تو ممکن تھا کہ اس پر اعتماد کیا جاتا لیکن اس سے یلذہ میں مشورہ نہ کر سکے۔ بلکہ جانا کہ اس کے منہ سے
 حقائق ہمیں بتائیں ہیں ایک ایسا خطرہ جانا ہمیں جس سے ہم کو کبھی پہلے سابقہ نہیں پڑا
 اور ملک بیشک بیشک میں اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں

راہز آپ لوگوں نے جو کچھ سنا ہے اس کو پیش نظر رکھ کر شک کا موقع پانا آپ کے لئے بالکل
 حق بجانب ہے میں بھی شک اور یقین کے درمیان غمزدہ تھا لیکن جب میں نے اپنی آنکھوں کو کھولا
 کو آشکارا عذرت کرتے اور بچوں کی طرح اظہارِ ندامت کرتے ہوئے دیکھا تو مجھے اس کے خلاف اس
 صاف میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ رہا سلسلہ مکاتبت سے معاملہ کہ طے کر گیا مسئلہ اس
 میں کامرانی و شہزادہ ہے کیونکہ ہم کا خدشات مابین کے واسطے سے سلطان کو ملتے ہیں اور سلطان
 مابین سے اٹا ڈرتے ہیں کہ انہیں اس سے اپنی جان کا خوف ہو اور مابین کے ملازمین پر انہیں
 بالکل اعتبار نہیں بہر حال میرے والد غالباً جمع آجائیں گے ان کی رائے سے اس مسئلہ کو طے کر لیا جائے
 مخلص راہز کی رائے مناسب اس مسئلہ پر بعدیک کے مابین آجانی پر بحث زیادہ مناسب ہوگی
 اگر آپ پسند کریں تو ایک عام جلسہ اسکے لئے منعقد کیا جائے جس میں انہیں کے تمام عمیر شریک

ہوں

حاضرین نے بالاتفاق اس کی تائید کی اور مخلص نے راہز کو مخاطب کر کے کہا
 انہیں ہے کہ اس مسئلہ میں گفتگو کرنے میں ہیں تمہارے والد کا بالکل خیال نہ رہا کیا فیروز

میں ہمارے والد تم سے ملے تھے
راہ فرجی ہاں وہ یلینڈ میں میرے پاس تشریف لائے تھے اور انشا اللہ اسی رات میں با
صبح کو وہ سانویک پہنچ جائیگے۔
حتیٰ باب سعید بک منہم رحمت پاشا کے دوست غدا ان کو ہمیشہ سلامت رکھے۔

اکسٹروان باس

رحمت اور سعید

مرخص نے کہا:
ہاں خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے موت کے پھر طے ہوئے ہمارے بھائی سعید
کو ہم سے ملایا..... بھائی جو ہم میں سے بہت سے لوگ اس ہم سے واقف ہوں گے اور بہت
سے نادانف بھی جس کو سر انجام دینے کے لئے سعید بک نے یہ سفر اختیار کیا تھا سعید بک
میرے پرانے دوست اور رفیق ہیں میں انصار کے ساتھ اس ہم کے آمد کو بایں کرتا ہوں
سعید بک ایک فاضل وطن پرست اور سچے احرار میں سے ہیں اور اساتذہ و مرید رحمت پاشا
کے رفیق اور آخر دم تک دست و بازو رہے ہیں رحمت پاشا نے وطن پرستی اور حریت
پسندی میں جس قدر مصائب برداشت کئے ہیں ان میں سعید بک برابر ان کے ساتھ رہے
ہیں جب ان کو حکومت نے طائف میں بھیجا تب بھی وہ ان کے ساتھ رہے سعید بک کو
رحمت پاشا سے عشق تھا اور رحمت پاشا دستور کے عاشق تھے جس پر انہوں نے اپنی
جان قربان کر دی۔

میرے دوست سعید بک نے مجھ سے وہ تمام واقعات تفصیل سے بیان کئے ہیں جو آخر رحمت پاشا
کو طائف میں پیش آئے انہیں بھوک کی سخت تکلیف دی گئی طرح طرح کی دواؤں سے پہنچائی گئیں
لیکن وہ آخر تک ثابت قدم رہے سعید بک کا بیان ہے کہ جب شہید دستور رحمت پاشا
کو قتل کرنے کے لئے میدان میں لایا گیا تو آدمی ان کی حفاظت پر تھے وہ انہیں ہر جہت

مین سے ایک خاتون ملک دولت چرکی قوم کا تھا اور باقی دوسری اقوام کے آہ ان دین فروش اور خائن ملت نے محترم رحمت پاشا کا گلا گھونٹ کر مالا اور سر کاٹ کر ایک مسند و ق میں بند کیا اور اس پر لگے کون کو دھوکہ دینے کے لئے یہ لکھ کر کہ اس میں جاپانی ہاتھی دانت کا سامان ہر لیدر کو سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔

آہ سعید بیک یہ واقعہ بیان کرتے جاتے تھے اور روتے جلتے تھے مین سعید بیک کے اس بیان سے بھی متاثر ہوا اور دیر تک روتا رہا۔

بھائی و دوست پریشان ہو جانے کے لئے تم کو بھی تیار ہونا چاہیئے اور اس کے مسودہ رحمت پاشا نے راہ دستور میں جو مصائب اٹھائے ہیں ان کے حکم کو ہم کو بہن دستور میں چاہیئے۔ اگرچہ محترم رحمت پاشا کو قتل کر دیا ہے لیکن انھوں نے وطن پرستوں میں جو روح دستور پائی کی ہے وہ کمزور اور ضائع نہیں ہو سکتی ان کی تعلیم زندہ ہے اور پیشہ زندہ رہیگی۔ اس کے لئے ہم جو کوشش کر رہے ہیں وہ محترم رحمت پاشا کی پیروی کی ہوگی۔ اس ہی لئے رحمت پاشا نے ملک و قوم پر احسانات کئے ہیں وہ ہمیں تکسٹم نہیں ہٹاتے انہوں نے ہم کو متنبہ کیا کہ ہم خطرات کو پیش نظر رکھیں اور کسی کے مواعید پر ہر دسہ نہ کریں اور جس طرح انہوں نے کیا نبی زندگی راہ دستور میں بسر کی ہے ہم بھی اسکی پوری پوری تقلید کریں۔ محترم رحمت پاشا نے سعید بیک کے ذریعہ ہم کو کچھ نہ بانی ہدایات دی ہیں جن کو وہ خود دیا اور پہنچا دیا۔ ہم نے ان کی کیا جاتا ہے کہ جن باند میں محترم رحمت پاشا قصر المظہر میں قید تھے اور ان کا معاملہ ایالتی تھیں۔ تو انہوں نے آثار سے اپنی زندگی کو خطرہ میں پا کر اپنے ہاتھ سے ہمارے لئے وصیت لکھی تو ان کی وصیت کو قصر المظہر میں چھپا دیا تھا تاکہ قفس سے چلتے وقت وہ اس کو ہمارے لائین اور کسی خاص آدمی کے ہاتھ ہم تک پہنچا دیں لیکن افسوس ہے کہ انہیں وصیت اپنے ساتھ لائے گا مریع نہیں ملا اور وہ اس وقت قفس میں نہ جاسکے اسلئے انھوں نے سعید بیک کو وصیت کے حالات آگاہ کیے اور وصیت کی کہ وہ اس کو بان سے نکال لائیں اور احرار کو پہنچا دیں۔

سعید بیک جب طائف سے واپس آئے مین تو تم نے دیکھا ہوگا کہ وہ دینی رشتہ متفقہ اور مضموم رہتے تھے اور ہر وقت انہیں قصر المظہر میں وصیت لائے کا خیال رہتا تھا آخر ایک رات چیلر سے وہ

لیندین پہنچے اور وصیت نکال لاسنے کی کوشش میں سعد عرف ہوسے لیکن انہیں ہو کہ دلال
سے زیادہ گذر گئے اور وہ اب تک دالین نہیں آئے اور ہم نہایت بھینپی سے اُن کا انتظار کر رہے
ہیں بہر حال خدا کا شکی ہے کہ میں تم کو اُن کے داپس آئی کی خوشخبری دیتا ہوں ماری کا میا بی کا
وقت اب آگیا ہے اور ہم اُمید مادی ملکومت کے بچہ ظلم سے اب بند خجالت پائیالے ہیں
مرض و اوقات بیان کر رہا تھا اور تمام لوگ خاموش سن رہے تھے سائرا لمر چپ چپ کرکے
بیٹھا تھا لیکن ان واقعات کی اسے بھی بہتر نہ تھی اور وہ محبت کے ساتھ ان واقعات کو سن
رہا تھا، مگر جب اپنی تقریر ختم کر کے خاموش ہو گیا تو اندر کہا: اے بڑا اس وقت تک ہمہ تن
گوش بنا ہوا مرض کی تقریر میں رہا تھا کہ بڑے ہو کہ کرنا
مقررہ عید تک کب تک نہ لے لیتے ہیں کچھ زیادہ عرصہ تک ہیں تھکے انتظار کی رحمت گوارا کرنا
پڑتی۔

راہزے کہا

مجھے امید ہے کہ وہ آج ہی رات یا کل کسی وقت ضرور یہاں پہنچ جائینگے شاید وہ میرے
ساتھ اسی لئے تشریف نہیں لائے کہ وہ قصر العظمیٰ سے وصیت بکامین اور اس کو لیکر آئیں
مگر مرض کی تقریر سن کر میں نے یہ خیال قائم کیا ہے کہ جو دست ہو بہر حال میں نے
محافظوں کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ اس وقت اگر یہاں پہنچ جائیں اور جلسہ میں تشریف لانا
چاہیں تو اُن کو روکا نہ جائے امید ہے کہ وہ اگر اس وقت تشریف لے آئے ہوں گے تو
ضرور عید میں آئیں گے

انور کہہ کر میری راہ لے کر تھم دھیں مسئلہ زیر بحث کے فیصلہ کو جب تک کے تشریف نہ لائے
پر موقوف کر دیں تاکہ مقررہ بدست باشا کی وصیت سے اٹھا ہو جائے یہ فیصلہ میں آسانی ہو
اور کیا کا مفقہ ختم نہ ہوتا تھا کہ ہر روز دروازہ کھلنے کی آمادہ آئی اور سب خاموش ہو گئے
تھوڑی دیر میں کرو کا دروازہ کھلنے کی آمادہ مانی دی اور ایک محافظ نے داخل ہو کر

خبر کیا

کہ عید میں جس سے میں واقف نہیں ہوں اندر چاہتا ہے، میں نے اس کو اندر لے کر سے منع

کیا تو اس نے کہا کہ ہوا کی رامت کو بلا لاؤم شخص یہ خیال رکھے کہ چہنپی شخص یقیناً سعید کب ہو
خوش ہو گیا اور اس سے کہہ کہ وہ چاکر کیسے کہ آئے رانہ کو تو ہی رامت باہر چلا گیا اور تمام لوگ
اس کی والی کو چہنپی سے انتظار کرنے لگے سکوت چھایا ہوا تھا اور رب کی آنکھیں ہر دامن پر
لگی ہوئی تھیں کہ رامت واپس آیا سعید کب آئے ساتھ تھو مرض نے سعید کب کو دیکھتے ہی اشارہ
کیا کہ تمام لوگ اکٹھے ہو کر عظیم دین سعید کب کے گھر سے تین دن تک عیسائی تھو سعید کب کو دیکھتے ہی
ہو گئے اور مرض نے کہا

سعید کب ہم سب فطیما آپ کے استقبالیہ کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں آپ نے حریت کی راہ
میں جو خدمت کی ہے اس نے آپ کو ہمارا تحترم بنا دیا ہے ہم آپ کے اشارہ اور فضل کا اور
کرتے ہیں اور سچے بطریقی بات جس نے ہم کو آپ کی تعظیم پر آمادہ کیا وہ یہ ہے کہ آپ اس وقت
ہمارے محترم استاد و شہید حریت بناب رحمت پانچام حرم کے پیامبر ہیں

سعید کب نے شکریہ ادا کیا اور پھر مرض کے اشارہ سے اس کی جی پر مرض کے قریب ہی
بیٹھ گیا بہشت اور خوف اس کے بشرہ سے نمایاں تھا ارادہ گہری نظریے باہر دیکھ رہا تھا اور
اس کی وحشت و خوف سے جی رہا تھا رب لوگ اطمینان سے بیٹھ گئے اور سعید کب کی طرف
دیکھنے لگے اور چہنپی کے ساتھ انتظار کرنے لگے کہ وہ اب کیا بیان کرے گا سعید کب دیر تک خاموش
جدہ کی طرف خوف آمیز نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر رحمت پانچام کی تصویر پر نظر ڈالی جو کہ
کی دیوار پر آویزاں تھی رحمت پانچام کی تصویر پر نظر پڑنے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری
ہو گئے مرض نے سعید کب کو غلین اور دل زرنہ پا کر گذشتہ غما گیز واقعات و حادثات سے وجہ
پٹانے کے لئے سعید کب کی طرف دیکھ کر کہا

سعید کب آپ کی نشرین آوری سے ہم کو جید مسرت ہوئی ہے اور اس مسرت میں اس
سے اور اضافہ ہوا ہے کہ ہمارا بھائی رامت بھی مسرت کے خطرہ سے نجات پا کر آیا ہے آپ کو بڑی
مسرت اور ہر کوئی بھٹکا ہوا انداز کو گاہہ آپ کے آپس بٹکنا اپنے لئے دیکھ کر کمال تصور کرتے ہیں یہ ہمارا ناخوشیہ حرکت پانچام
داغدار کو بایں غیر خودی دیکھ کر سلام کہہ کر جب آپ ہم میں موجود ہیں تو ہر حرکت پر پیش ہو جیتے اشارہ ہم پر ہر حرکت
کے اور لکھ کر اشارہ کیلئے اشارہ ہو جائیں اس کو انعام پہنچا کر ہر اشارہ کے محرم ہم مل کر حیات کیلئے نہایت چین چین شہید

یہ کہلے کاغذوں کی بھر تریب سے نکالنے لگا اور پھر کہا
یہ وصیت ہے کہ طرزِ تحریر سے ظاہر ہوتا ہے نہایت تربت بین لکھی گئی ہو جبکہ طرزِ منقطع
بین ہر مرحوم کے نہ کر رہا ہو تو کیا ان کرنی ہیں
کاغذوں کو تریب پر دیکر مخلص نے ارل ساتھ میں بہ نظر ڈالی اور پھر وصیت کو پڑھنا شروع
کیا پہلی ہی طرزِ منقطع پہلی حرف سے لکھا تھا

دستور کو شمشیر سے حاصل کرو

انور کی وصیت پانچا کی وصیت کے یہ الفاظ سکے ضبط نہ کر سکا اور چہا کر کہا
بیکسک ای بیکسک اما تلوار بان تلوار کی فو سے دستور حاصل کیا جائے
مخلص نے حرا کی آواز سے انور کی طرف دیکھا گویا وہ قطع کلام پر اسے غصہ کر رہا ہو اور ایک
تاجہ اور اصرار کا بہت باہر تھا اور تمام جیتی کی حفاظت ضروری سمجھتا تھا اس موقع پر اسکا
قطع کلام کرتا اس وقت کی بنا پر تھا جو توفیق راستہ سے اسے حاصل ہوئی انور کی اس وقت
بہت خوش تھا نہ سرت پھر سے اسے ٹپک رہی تھی اور رحمت پانچا کی وصیت سننے کے لئے
بیقرار تھا۔

مخلص نے آگے بڑھنا شروع کیا

طلب حریت کی راہ میں اپنی جان قربان کرنا مون لیکن خدا کا شکر ہے کہ میں تنہا ہوں
اور میری موت سے روح حریت کو جو غمانی قوم کے وطن دوست لوگوں میں نشوونما پارہی ہو
کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا مجھے امید ملکہ یقین و اطمینان ہے کہ زمانہ اس روح کو ملک میں پسلا
اسلئے مجھے اپنے مرنے کا رنج نہیں احرار میں سے اگر ایک دو دس بیس یا سو آدمی مارے بھی
جائیں تب بھی اس مقصدِ اعظم کو خطر نہیں حصولِ حریت کا جذبہ اب دینے والا نہیں ہو بلکہ زمانہ
کے ساتھ ساتھ برابر ترقی کر گیا اور ایک دن ملک اپنے مقصد کو حاصل کر لیا جو نہ مجھے اس کا یقین ہو
اس لئے میں یہ چند طرزِ منقطع بطور وصیت کے لکھتا ہوں اور اپنا غلبہ غلبی قوم کے ان افراد کو
قرار دیتا ہوں جو اس تحریر کے روح رواں ہیں

میرے دوستوں و نامت قدیمی سے کوشش کی جاو اپنے استقلال میں ضعف نہ آئے دو

اور حمایت و طلب حتی کا مطالبہ کرتے رہو انشا را اللہ اعزہ کا میاب ہو گے دستور ملیک آؤ ضرور ملیک خواہ دیر میں ملے اسلئے کہ وہ حق ہے اور حق متحق لوگوں کو ضرور ملتا ہے ہم کا میاب ہون گے اور ضرور کا میاب ہون گے

نارنہ واقعات سے میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور جو تجربات مجھے اپنے ایام گرفتاری و جلا وطنی میں ہوئے ہیں میرا فرض ہے کہ میں ان سے تمہیں آگاہ کر دوں کاش یہ تجربات مجھے پہلے سے ہوتے اور میں کارکنان حکومت کے قریب سے اب سے پہلے واقف ہوتا تو ظالموں کی دسترس سے محفوظ رہتا اور اپنی آنکھوں سے دستور کو دیکھتا ہر چند کہ میں دنیا کو چھوڑ رہا ہوں اور دستور کا مبارک وقت مجھے اپنی زندگی میں دیکھنا نصیب نہو گا لیکن میں پورا اعتقاد رکھتا ہوں کہ قوم دستہ حاصل کر لگی اور ضرور حاصل کر لگی

مجھے اس کا احساس ہے کہ میں نے کارکنان حکومت پر کیوں بہرہ ور کیا کہ مجھے یہ رشید و دیکھنا پڑا اعتماد اور ظالم کارکنان حکومت پر اعتماد نے میرے ارادوں کو تباہ کر دیا اور اب میں زندگی سے مایوس ہو کر بیچہ سطرین بطور وصیت لکھ رہا ہوں

عدالت کی طلب پر ظالم حاکم کے پاس جا رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میری موت کا فیصلہ کیا جائیگا وقت تھوڑا ہے اسلئے چند باتیں لکھتا ہوں ان ہدایتوں کو محفوظ رکھو اور ان کو ہمیشہ نظر رکھو ملک اور قوم کی خدمت انجام دو

(۱) قوم میں تعلیم پہلا آؤ اور عوام کو ترقی کی راہ پر لگاؤ کیونکہ تمام خرابیوں کی بنیاد اعلیٰ جبلت اور نادانی ہے تعلیم سے میری مراد صرف اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم نہیں ہے بلکہ صرف خود حساب اور مقصود تعلیم سے علم طب اور ریاضی ہر بلکہ میری غرض تعلیم سے یہ ہے کہ اندہ نسلوں اور موجودہ نوجوانوں کی تربیت میں پوری کوشش سے کام لو ان میں حریت شخصیت کے جذبات پیدا کر لو ان کے خیالات اور فکر کو پاکیزہ اور وطن پرستی کی روح پیدا کر کے ان کو خالص حب وطن بنا دو یہی وہ تعلیم در تربیت ہے جو کا میاب بنائیگی اور مقصود حاصل ہوگا اور یہ سب باتیں بڑی آسانی سے اس وقت پوری ہو سکتی ہیں جبکہ مورتوں کی تعلیم میں پوری کوشش کی جائے تعلیم یافتہ عورتیں بھی حب وطن ہوتی ہیں قومیت کی مدد ان میں خود بخود

پیدا ہو جاتی ہے اور وہ پورے عیش سے اپنے جذبات کے موافق کام کرتی ہیں جب عورتیں کافی تعلیم حاصل کر لیت گی تو وہ آئندہ نہ لون کو خود مناسب تربیت و تعلیم سے آراستہ کر لیں گی یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جس قوم کی عورتیں تعلیم یافتہ اور مضبوط ارادہ کی ہوتی ہیں اس کے بچے حریت لہذا اور خاص محبت وطن ہوتے ہیں اگر ان بچوں کو عارس کی تعلیم نہ بھی دی جائے تب بھی وہ اپنی تعلیم یافتہ ماؤں کے تربیت سے وطن پرست اور فدائے ملک و قوم بن سکتے ہیں مقصود عمرہ تربیت سے ہے اور وہ بچپن میں ماؤں کی توجہ سے حاصل ہو سکتی ہے بہر حال میری پہلی ہیبت یہ ہے کہ قبائل و اقوام کو ترقی دیکھئے ان میں حریت کی روح پہنکی جائے بعد ان کو خاص محبت وطن بنایا جائے اگر یہ نصیب عثمانی قوم میں حریت اور وطن پرستی کا مادہ پہلے سے ہوتا تو کبھی یہ واقعہ پیش نہ آتا کہ پالینٹا قائم ہو جانے کے بعد توڑ دی جاتی اور دستور کو فنا کر دیا جاتا آہ کس قدر فحش و سناک واقعہ ہے کہ قوم کو دستور ملے اور پھر اس سے چین لیا جائے اور وہ خواب غفلت میں مبتلا رہے اس دردناک واقعہ اور ظلم پر وہ خاموش بیٹھی رہے نہ صدائے احتجاج بلند کرے اور نہ تلوار بلند کی جائے "میں قوم کے جہل و غفلت پر انہیں کرتا ہوں اگر عثمانی قوم جاہل اور بے حس نہ ہوتی تو مجھے یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا میری جبرتناک قربانی سے سبق حاصل کر دکاش مجھے کسی طرح یہ معلوم ہو جانا کہ میری موت بہترین نتیجہ کی موجب ہوگی تو میں نہایت خوشی سے اپنی جان دیتا"

(۲) نشئت اور تفرق سے بچنے کی پوری کوشش کرو مذہبِ ملیت کے ناگوار و مخالفانہ پہلو کو نظر انداز کرو تمام مذاہب کی تو میں یکدل ہو کر حریت کی آواز کو خلوص سے بلند کریں اللہ اپنے مقصد و حیل و دستور کے حصول میں اپنی انتہائی قوت سے کام لیں دوستوں بھائیو میری یہ صحبت بہت زیادہ اہم و ضروری ہے مملکتِ عثمانیہ میں مختلف عناصر و مذاہب کے لوگ آباد ہیں اور جب تک سب متحد نہ ہو جائیں کامیابی ممکن نہیں اس لئے تعصب کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکو قومی، جنسی، اور مذہبی تفریق کو مٹا دو اور عثمانیت جو تمام آبادی کا مرکز ہے اس پر تکیہ ہو جاؤ اسلام نصرانیت اور یہودیت کے ذکر کو بالکل بھول جاؤ، تنہا جوبی، رومی، بختاری، اور البانی کے خیالات کو پس پشت ڈال دو اور ان تمام اخلاعات کو دور کر کے

صرف ایک چیز یعنی شہنائی بجاؤ یا بھی اختلاف و مخالفت ایک ایسا خطرناک چیز ہے کہ دشمن اس سے نہایت آسانی کے ساتھ ہماری قوت کو توڑ کر ہم کو منتشر کر سکتا ہے دشمنانِ حریت جب قدر ہمارے یا بھی اختلافات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں آنا کسی دوسری چیز سے نہیں یہ عالم دشمنانِ حریت کو کشش کرین گے کہ باہمی اتفاق و اتحاد کو توڑ دیں اور عناصر و مذاہب میں اختلاف پیدا کرنے کے وسائل اختیار کریں اسلئے اگر تم کامیاب ہو جا چاہتے ہو تو اتحاد و اتفاق کی سعی کو مضبوط رکھو رہو اور ظالموں کی دسترس سے باہر ہو جاؤ ہم سب مظلوم ہیں ظالم حکمرانوں کے ظلم سے کوئی بچا ہوا نہیں ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا عجمی یہودی ہو یا عجمی ترک ہو یا عجمی یا عجمی یا عجمی سب مظلوم ہیں اور حکومت کا ظلم کسی فرقہ کسی مذہب اور کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے اس لئے ہمارا ہمارا فرض ہے کہ جب ہم سب کی یکساں حالت ہو اور حکمران ہم سب کی یکساں ظلم و ستم کا برتاؤ کرنے ہیں تو ہم سب کو یکدل ہو کر متحد ہونا چاہئے دشمنانِ دستور و حریت سے مقاومت و مخالفت کے لئے ہم کو صرف فوجی قوت پر اعتماد کرنا چاہئے خفیہ انجمنوں کو قائم کر دو اور ان میں فوجی افسران اور سپاہیوں کو داخل کر دینا کامیابی کا بہترین اور عمدہ کارنامہ ہے انکی تعدادوں سے دستبردار ہو کر انکی انجمنیں کا جب تک فوج ہمارے ساتھ نہ ہوگی ہماری تمام کوششیں لاعمل دیکھا رہوں گی ظالم حکمران طبقہ سے ہم کو اگر نجات نصیب ہو سکتی ہے تو صرف فوجی سپاہیوں کے ہاتھوں سے یہی وہ قوت ہی جو اس طبقہ سے مقابلہ کر سکتی ہے اور ملک کو جبر و ظلم سے نجات دلا سکتی ہے اگر فوج ہمارے منہا ہو گئی تو ہکامیابی سامنے ہے فوج کی معیت میں ہم باسانی اپنی خواہشوں کو پورا کر سکتے ہیں اور کامیابی کی منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ وہ حقوق طلب قوم جس کی مدد پر فوج نہ ہو کہیں کامیاب نہیں ہو سکتی اپنی قوت کو مضبوط کر دو اور فوجی سپاہیوں کو جو مضبوط راہ کے ہوں اپنا مددگار بناؤ اور ان پر اعتماد کر دو

فوجی سپاہیوں کو اپنا مددگار بنانے کے لئے ایک ایسے مستحق شخص کی ضرورت ہے جو ان میں حریت کی روح پیدا کرے ان کو اپنا انجیال بنا لے اور اس کام کو فوجی افسران سے بہتر کوئی انجاس نہیں دیکھا اسلئے فوجی افسران کو اپنا ہم خیال بناؤ اور ان پر اعتماد کر دو اور افسران فوج کے رہنما بنو

ہین اور ان کی تحریک سے امید ہے کہ وہ جلد ہماری مدد پر آمادہ ہو جائینگے اور چونکہ فوجی سپاہی عموماً جاہل ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے افسروں کا حکم خوشی سے بجالاتے ہیں اور اسکی پورے فوجی اطاعت کرتے ہیں خواہ وہ ان کو خطرہ میں ڈالے یا کسی راحت کے مقام پر لیجائے البتہ فوجی افسروں کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہونا ضروری ہے اور وہ فوجی افسر جو موجودہ تحریک سے خود بخود محسوس کیلئے ہلکا سا دغا رہنے وہ تو شمشیر پر بندہ ہے۔

غرض ان فوجی افسروں پر جو تعلیم یافتہ اور حریت پسند ہیں پورا اعتماد رکھو وہ تنہا اپنی تلواروں سے وہ کام انجام دے سکیں گے جو دوسروں سے ممکن نہیں ان کی تلواریں حریت وطن اور دستور کے لئے جب اٹھیں گی تو دستور حاصل کر کے نیام میں جائیں گی۔

وحیت کے مذکورہ بالا الفاظ سے حاضرین میں ایک جوش پیدا ہوا اور اگر اس وقت ان کو اپنے کی اجازت و بجاتی تو سب یزبان ہو کر

خداوند تعالیٰ سپاہ کو زندہ و قائم رکھے

کاغذہ بلند کرتے لیکن پابندی خود ابطل کے خیال سے سب خاموش تھے مگر جس نے کچھ تال کیا اور پھر بڑھنا شروع کیا

(۱۶) میری یہ وصیت نہایت اہم اور خصوصیت سے محتاج توجہ اور قابل عمل ہے میری ادنیٰ سے دوسرے احرار بھائیوں کی زندگی نے بتایا ہے کہ احرار صاف باطن عموماً دوسرے لوگوں پر بہرہ رسہ کر لینے میں تامل نہیں کرتے اور ہر ایک شخص پر اعتماد کر لیتے ہیں اور اسکی باتوں کو صحیح و درست تسلیم کرنے میں تامل نہیں کرتے البتہ ہوتا ان کی اس دیانت و صداقت نے انہیں سخت نقصان پہنچایا ہے اور ان کا وثوق و اعتماد انہیں بہت دفعہ خطرہ میں ڈال چکا ہے وطن فروش لوگوں نے ان کو دھوکہ اور فریب دیکر ان سے حالات معلوم کئے اور پھر ان کو حکومت کے ہاتھوں میں دیدیا تم کو حریت دیا ہوں کہ تم کسی شخص پر اگر وہ اپنا شریک نہیں ہے اعتماد نہ کرو اور خصوصاً سلطان عبدالحمید کے میں تم میری یہ وصیت تمہارے ہاتھوں میں پہنچے اگر عبدالحمید اس وقت زندہ ہو تو تم کو تم کو وصیت کرنا ہوں کہ تم اس پر اعتماد نہ کرنا اس کی بات کو سچ اور درست نہ ماننا خواہ تم کتنی ہی اہم اور محنت قسم کھاتے اعتماد قائم کرنے کے لئے کیا ہی حلف اٹھاؤ عبدالحمید کی بات

قابلِ اعتبار نہیں وہ اپنے مطلب کے لئے جھوٹ بولنے اور قسم کرانے کی پروا نہیں کرتا کہ میر
 تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ عبدالمجید پر بہرہ و سہ نہ کرنا عبدالمجید پر اعتماد لے میری زندگی کا خاتمہ کیا
 اور ہمیشہ کے لئے تم سے جدا کر دیا..... وہ کتنی ہی سادگی اخلاص اور عقیدت سے کوئی بات
 کہ اس کے چہرہ سے کتنی ہی صداقت نمایاں ہو اس کا بشرہ اس کے متلون ضمیر کی کتنی ہی
 ترجمانی کرے لیکن تم ہرگز اس کی بات کا یقین نہ کرنا عبدالمجید میں یہ کمال ہے کہ دوسرے لوگوں
 بلکہ اپنے دشمن تک پر اپنا اثر ڈالنے کے لئے اپنا چہرہ اتنا متاثر اور آنکھیں صداقت و دیانت
 سے بہری ہوئی بنا لیتا ہے کہ لوگ اس کی باتوں میں آجائے اور اس کے ساتھ بشرہ سے جان بچانے
 کے لئے نایابا جاتا ہو متاثر ہو جاتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے لیکن جو
 بات عبدالمجید کے بشرہ میں نظر آئی وہ کسی چیز میں انہیں دیکھی۔ اس کے چہرہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ
 عبدالمجید صداقت کا پتلا اور دیانت مجسم ہے ملک اور قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ ہے لیکن یہ سب حقیقت
 کے خلاف اور ایک فریب ہوتا ہے۔

عبدالمجید نہ صرف اپنے بشرہ اور پریم آنکھوں سے مخالفوں کی اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے بلکہ اس کی گفتگو بھی
 اتنی شیریں ہوتی ہے کہ مخاطب اس پر اعتماد کرنے کے بجز کوئی چارہ نہیں دیکھتا وہ کبھی ملک اور قوم کی
 حالت کو انوس ٹاکا جو میں بیان کرتا اور کبھی آنکھوں سے آنسو بہا کر ہمدردی ظاہر کرتا لیکن اس کے دل میں
 کچھ نہیں ہوتا صرف ظاہری باتیں ہوتی ہیں اس لئے ایسے خطرات شخص سے بچنا اور بڑی احتیاط و کام لہ
 و بصیرت کے یہ فقرے حاضرینِ نہایت غور و غوض اور توجہ سے سن رہے تھے جو نہیں کہ شخص نے وصیت
 آخری فقرہ تمام کیا اور ایک بیاب ہو کر کھڑا ہو گیا کامیابی کی سرخی اس کے چہرے سے جھلک ہی تھی
 اور حلقہ کے چشمہ میں آنکھیں تیری سے حرکت کو رہی تھیں اور ایک نے ٹہرے ہو کر غرض کی طرف دیکھا اور کہا
 حضرت غرض سے میں یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ

خداوند تعالیٰ ابوالوارحہ بن ابی اسحاق کی روح کو خوش رکھے..... ان کی رائے نہایت معقول
 اور صحیح ہے اور امر متنازع فیہ کا فیصلہ کامل امید ہو کہ اب میری رائے کو سنا لیا جائیگا۔

مرخص اندر یکے کے الفاظ سن کر مسکرایا اور پھر وصیت کو آگے بڑھنا شروع کیا
 (۵) ایک اور اہم امر وصیت کے لئے باقی رہا اس کو پڑھ کر تعجب کرو گے کہ ہمارا تعجب بجا نہیں ہے

تم ان اصول و قواعد سے ناواقف ہو گے جو حریت کا تقاضی ہیں حریت عدل و احسان اور نرمی کی تقاضی جو خون بہانا حریت کے خلاف ہو لیکن اصل یہ ہے کہ حریت بغیر غریزی کے حاصل نہیں ہو سکتی اور بغیر خون بہانے سے حریت کا نشوونما ناممکن ہو۔

میرا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ جو حریت و آزادی کی راہ میں مزاحم ہوں دشمنان ملک و ملت ہیں اور ان کا قتل جائز ہے اکثر ایسا پہلے کیا گیا ہے کہ ایک شر شخص قوم کی تباہی کا جوب ٹھہرا ہے اور شخص واحد کی شرارت نے قوم کے حقوق کو تباہ و بالال کر دیا ہے اگرچہ حق و صداقت کسی کے قتل کی تقاضی نہیں لیکن سیاست کا اقتضا ہے کہ اس قسم کے خمار راہ کو دور اور اس کی خطرناک سببی سے زمین کو پاک کر دیا جائے غریبوں اور خطرناک لوگوں کو قتل کر دیا جس طرح ممکن ہو دنیا کو ان کے وجود سے پاک کر دیا جب تک ایسے لوگ زمین پر نجاست پہلا تھے رہیں گے حق و صداقت کی خوشبو غلبہ حاصل نہ کر سکیگی اور جبکہ ہمارے ساتھ فوج اور فوجی افسر ہیں گے تو ہمارے لئے اس قسم کی مشکلات پر غالب آنا کچھ بھی خوش آواز ہوگا۔ غرض میں تاکید کرتا ہوں کہ جو شخص حریت اور دستور کا سختی الف ہوا اس کا قتل ضرور ہے اگر اس کے قتل کا مواخذہ کیا جائے گا تو درگاہ رب العزت میں اس کا تمام گناہ میں اپنے سرسلیوں کی تمام گناہیں میں دستور و حریت میں سے ایک شخص کو قتل کر دے گا اس کے مننے یہ ہوں گے کہ تم نے ایک قوم کو زندہ کیا کاش میں پہلے سے اس ضروری امر کی طرف توجہ کرتا اور مجھے اپنی زندگی میں اس کا یہ قصہ ملتا تو تمام دشمنانِ ایران دور ہو جاتیں اور دستور بدل جاتا لیکن سنت اللہ و احکاماتِ خداوندی کو نبی جاری کرنا ہر انسان کے پیش رو ہونا سے تجربہ حاصل کرتین اور ان کے کارناموں اور زندگی کے حالات سے استفادہ ہوتی ہیں۔

مرض و صبت کو یہاں تک بڑھ کر ٹھہر گیا سانس لیا اور سانس کو قائم کیا تمام لوگ خاموش بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان فوجی لعلت جو کہ نام کریم بے تھا بلند آواز سے کہتا راگو یا وہ رحمت چلے خیالات سے پورا اتفاق رکھتا ہے۔ سانس قائم کیے کے مرض نے پھر گے بڑھنا سر نہ کیا۔

(۶) جب تم کو خداوند تعالیٰ یہ عزت بخشے کہ تم دستور حاصل کر لو تو تمہارا مرض ہے کہ تم عبد گمیدرفان کو سخت سے علیحدہ کر دو ان ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو سخت ہر قائم نہ کر سکو اگرچہ وہ میں اس کی کٹھالی یقین لائے کہ اس کو اپنا خیالات سے جوئے کر لیا ہے اور اب وہ بخاں لست نہ کر سکیگا کیونکہ اس کی

کوئی بات قابل اعتماد نہیں ہے۔

(۷) میری آخری وصیت دولت عثمانیہ کے آئندہ حکمرانوں کے متعلق ہے اور یہ بھی آخری ہی اہم ہے جتنی کہ دوسری وصیتیں اس وقت دولت عثمانیہ میں حکمران کے انتخاب کا جو طریقہ رہا ہے وہ نہایت خطرناک اور دولت کے مصالح کے لئے مفسر ہے یعنی ملی عہد سلطنت وہ عین تجسّس و تباہی ہے جو سلاطین کے بیٹوں میں جسکے بڑا ہوا اس تعین کی سب سے بڑی خرابی تو یہ ہے کہ ملی عہد سلطنت عداوت نامہ ہی ناجیدہ اور امور دولت سے نااہل ہو لیکن قانون حکومت کے بموجب ہی ملی عہد ہو گا اصل دستور کے بن جیب دولت عثمانیہ دستوری حکومت ہو گا تو اس مسئلہ پر کافی غور کیا جائے اور مسلمان پارلیمنٹ جس وقت مناسب ہو اس معاملہ کو بحث و مباحثہ کے لئے پیش کریں اور ملی عہد کے پرانے قاعدہ کو لے کر انتخاب کی سیاست قابلیت کو قرار دین میں سب سے پہلے یہ ہے کہ جس سیاست و حکمرانی کو آل عثمان سے جہن لیا جائے بلکہ غرض یہ ہے کہ آل عثمان میں جو شخص حکمرانی کی قابلیت سے آراستہ نظر آئے اس کو ولیعہد قرار دیا جائے اور تعین شخصی کو یا طاعل کر دیا جائے ہر چند کہ میری یہ وصیت نہایت عام ہے اور میں جانتا ہوں کہ خطوط سے خالی نہیں ہے اور اس پر عمل ہونے میں یقیناً دشواریاں پیدا ہوں گی لیکن صبر و ضبط سے کام لیا جائے اور ہر ایک ممکنہ اپنی اور نشانہ کے بعد اس کو عمل میں لایا جائے پوری کوشش کی جائے۔

آخر میں میں تم سب کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ تم کو کامیاب فرمائے میں یہ سطرین لکھ کر عدالت کے کمرہ میں بلکہ موت کے آغوش میں جا رہا ہوں اور راہ دستور میں قربان ہوتا ہوں۔

رحمت

ترسیہ جوان باب

مشورہ

مرخص وصیت کو پڑھ کر رسی پر بیٹھ گیا اور حاضرین کو جو ہمہ تن گوش بنے بیٹھے اس کی نظر دیکھ رہے تھے مخاطب کے کہنا۔
آپ نے شہید شہر باب احت پاشا کی وصیت کو میں یا شہید شہر نے جو میں کہیں میں جتنی نظر آئے گا یہاں تک کہ

بعض کی تصدیق ختم بھائی سید بگ کے بیان سے ہوتی ہے بعض کا تجربہ حوادث موجود سے ہوا ہے اور بعض پر مشورہ کی ضرورت ہے اس لئے آپ تمام حضرات اپنی اپنی رائے بیان فرمائیے

رفیق بک دکیل نے کٹے ہو کر کہا

محترم شخص سید دستک کی بعض ضمایا پر مشتمل اسکا عمل کیا ہو اور بعض پر مشتمل بحث و مباحثہ کیا ہو اس لئے عرض ہے کہ جناب والا ایک ایک مسئلہ کو پیش فرمائیں اور اس پر رائے حاصل کریں۔

مخلص جو امان قوم قوم کی تربیت ایک ایسا امر ہے جس کو آبادی کی فطرت جانتی ہو لیکن انوس ہر کہ تربیت قوم کی راہ میں حکومت کے استبداد نے ہمیشہ رکاوٹ پیدا کی ہے اور جس تربیت کے ہمتی اور کوشاں تھے اس میں ہین نامی ہوئی ہو البتہ اتحاد و اتفاق اقوام اور جمع بین العنصر کی طرف ہم نے زیادہ توجہ کی ہو اگرچہ یہ کوشش زلادیر میں شمع ہوئی لیکن شک ہے کہ باور ہو رہی ہو اور اس صوبہ میں ہمارے محترم باپ اور اساذ رحمت پاشا کی وصیت نے ہم کو اور زیادہ مستقل اور ثابت قدم بنادیا ہے اسی طرح ان کی وصیت نے فوج پر ہر دوسرے رکھنے اور اس کی قوت سے فائدہ اٹھانے کے متعلق ہمارے ارادوں کو مضبوط کر دیا ہے فوجی قوت سے فائدہ اٹھانے کا خیال ہمارے غلبہ میں حالی میں پیدا ہوا تھا اور یہ ایک نئی تجویز تھی جس پر ہم نے طویل بحث و مباحثہ کے بعد اتفاق رائے سے کیا تھا خدا کا کر ہے کہ ہماری اس رائے سے اپنی وصیت میں ہمارے استاذ نے بھی اتفاق کیا ہو اور اس کو پسند فرمایا ہے راجع بحمد اور اس کے وعدوں پر ہم دوسرے کو نایا نہ کرنا یہ مسئلہ بحث طلب ہو اور اس قضیہ ہی مسئلہ اہم ہے جس پر اظہار رائے اور مشورہ کی ضرورت ہو کیونکہ بھائی راہر جن ہم پر اسے بین اسکاؤس سے بہت زیادہ تعلق ہو ہمارے محترم استاذ نے اپنی وصیت میں ہین عبد الحمید سے بہت ڈرایا ہے اور اس کی کسی بات کو نہ ماننے کا مشورہ دیا ہے میرا خیال ہے کہ ہین اپنے استاذ کے مشورہ پر عمل کرنا چاہیے اور اس مسئلہ میں ان کے فیصلہ کو حق سمجھنا چاہیے اگر آپ حضرات مرحوم استاذ رحمت پاشا کی وصیت سے متفق ہیں تو پھر عبد الحمید کی تجویز کی نسبت اچھی کیا رائے ہو کیا اس تجویز کو رد کر دیا جائے

یہ اگر مخلص نے مہرون کی طرف دیکھا اور اس مسئلہ پر ان کی رائے طلب کی تھی کیوں ہو کر یوں فرمادے گا

عبدالحمید کی تجویز کو رد کر دو وہ ہرگز قاتلِ علّٰی نہیں اور اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا
مخصوص اور قتل و خونریزی کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟ اس وقت تک ہمارا مسلک یہ رہا ہے کہ ہم
قتل و خونریزی سے مجذب نہیں اور بغیر کسی خونریزی کے دستور ہم کو لے جائے لیکن ہمارے استادِ محمد
کی رائے ہے کہ خونریزی بغیر یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا وہ ہم کو قتل اور خونریزی کا مشوہ
دیتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے

انور یکم (اکرم) نے جو کہ شہید دستور کی رائے صحیح ہے اور موجودہ حالات کے بالکل مناسبات
اگر کوئی شخص ہماری اذیت کے درپے ہو اور ہم کو ہمارے ارادوں سے روکے اور ہمارے
مقاصد میں مزاحم ہو اس کو ہم کی رائے میں ایسے شخص کا قتل لازم ہے مگر سیاست یہی ہے
اور عقل و عدل کا اقتضا یہی..... ایک ایسے شخص کا قتل جائز ہے جن کا وجود قوم و ملک کے
حقوق کو نقصان پہنچا رہا ہو

انور یکم کے الفاظ ختم ہوتے ہی نفٹٹ کریم بے اٹھا اور شخص سے کچھ کہنے کی اجازت چاہی
نفٹٹ کی عمر تقریباً پچیس سال کی تھی اس وقت اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور جوشِ عیت
اور غیرت سے چہرہ تھما رہا تھا شخص اس کے جوش کا شاہدہ گر کے بہت خوش ہوا اور اس کا جواب
دی کریم بے نے کہا

اگر فرض کر لیا جائے کہ سیاست قتل و خونریزی کی اجازت نہیں دیتی تو حق ضرور اس کو منتهی کر
بائیں دلائے اور ان کے اتباع ہمارے دشمن ہیں اور ہمارے بہت سے آدمیوں کو انہوں نے
قتل کیا ہے اور سب سے بڑا جرم جو انہوں نے کیا ہے حریت اور شاعری اسلام کی توہین اور براہوی
ہے قانونِ جنگ اور ضرعیتِ حرب ہم کو اجازت دیتی ہے کہ ہم ہر اس شخص کو قتل کر دیں جو ہمارے
میں حاکی ہو وہ اگر طالبانِ حریت اور دستور کو قتل کرتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو قتل کریں
جو حریت اور احرا کو تباہ و برباد کر رہے ہیں ہم میں کا ایک آدمی ان کے موادیوں کے برابر مرتد و
عزت رکھتا ہے اور ہمارے ایک آدمی کے قتل کا بدلہ یہ ہے کہ ان کے موادیوں کو قتل کیا جائے
کریم بے جوش کے ساتھ تقریر کر رہا تھا آنکھیں چمک رہی تھیں اور اس کے بعد اور ہر حرکت
صدائے نمایاں تھی

جب کہ اپنی تقریر یہ تم کہ کچھ تو مرض نے سکر آکر اس کے بیچے ہا سنے کا اشارہ کیا اور رانسرین کو
حقاً طلب کر کے لے گیا

کیا آپ لوگ نہ بدست موس ہونے پر قتل و خونریزی کی رائے سے اتفاق کرنے ہیں ہاری انہیں یہ ایک
نیا قاعدہ وضع کر رہی ہے۔ چنانچہ اہمیت کے لحاظ سے بہت غور و خوض کے قابل ہر ایک اس پر خوب
غور و خوض کر لین کیونکہ یہ ایک ایسا اصول ہے جو خطرے سے خالی نہیں ہے اور غور و فکر کے بعد
بتلاؤں کے آپ اس کو مناسب و مفید اور ضروری خیال کرتے ہیں یا نہیں

سعید بیک مقرر مقرر خاص و غیرہ ان حریت کا قتل نامی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک ترمیم و تصور ہے اور
میرا اعتقاد ہے کہ یہ ہمارے سیاسی و فکریات کے رفیع کرشمے میں سے ایک اور بہترین و قابل
ہمارے ہاتھوں سے کچھ بڑے دشمن ہمارے گئے تو خدشہ و شبہ سے آزاد ہو جائیں گے اور ان کی توجہ
پست ہو جائیگی ان کو جب یہ معلوم ہو گا کہ ہاری رائے قتل تک محدود ہیں جو کہ ہم نہ ورت کے
وقت تلوار اور دوسرے ہتھیاروں سے ہی کام لیتے ہیں تو وہ ڈر جائیں گے اور اپنی زندگی کو خطر میں
پاکر بہت زیادہ احتیاط سے کام لیں گے۔ لوگ قلعی درخواست سے اتنا نہیں ڈرتے جتن کہ زبان خبر سے
اس لئے ان کو تلوار کی دھار سے ڈرنا چاہیے اگر یہ طریقہ اختیار کیا گیا تو مجھے یقین کامل ہے کہ ہم ضرور
کامیاب ہوں گے

سعید بیک کو جو شائق کا ہانسین ہر ہر بدست اثر پڑا اور سب مخالفوں کے قتل کی رائے
سے اتفاق کیا جو ممبروں نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور ان کی انہیں مسرت سے چکنے لگیں
مرض نے سب کو متفق رائے پا کر کہا

اپنے ارادوں اور حالت موجودہ کو پیش نظر رکھ کر ہم اس رائے کو اپن کر تے اور اس سے اتفاق کرتے
ہیں اگرچہ یہ رائے اور جدید اصول ہاری انہیں کے ان قواعد کے بالکل خلاف ہیں جو ہم قانع کی گئی
ہے اور اس اہم و خطرناک رائے کو مرض اس وجہ سے اختیار کر لیا گیا ہے کہ ہمارے مجرم باپ رحمت پاشا
مروجہ نے اپنی وصیت میں ہیں ان کا مشہدہ دیا ہے اس کے علاوہ حالت موجودہ بھی اس کی مقتضی
ہے اور پھر تمام ممبروں نے اس سے اتفاق کیا ہے

اس کے بعد مرض نے حصول دستور کے بعد سلطان عبدالحمید کے بقا اور حاکمان دشمن کے مسئلہ کو

پیش کیا اس مسئلہ اور اسکے بعد واسطے مسئلہ ہر دین کے متعلق: بادوہ خیالات ہوتا رہا اختلاف اختلاف کی وجہ سے اس کو کسی دوسرے جلسہ کے لئے اٹھارہ گمانا گیا اور اس کے یہ قرار پائی کہ اگر قابل اطمینان طریقہ براس کا فیصلہ نہ ہو تو حصول دستور کے بعد مناسبان فیصلہ کیا جائے

معاملات پر بحث و مباحثہ ختم ہو جانے کے بعد مریض نے کاتب کو حکم دیا کہ بھجن کی شاخوں کو نیچے
 قاعدہ سے اگلا کر لیا جائے اور فوراً اناستہ وغیرہ کی شاخوں کو اٹلا دے۔ یہی جلدیہ کاتب نے سہولت
 ختم کیا اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا اس کے بعد مریض نے دریافت کیا
 کسا وقت ہوگا

کاتب آدمی رات سے زیادہ گزرنے کی سب سے زیادہ عجیب و غریب بات ہے۔

تو شخص اس وقت تک ہمارے بھائی نہ بنو اور میں تقسیم ہوجو کوئی فیروز نہیں بھیجی اس نے وہ دیکھا
تو کہ دو روزانہ وفات سے ہیں اگلیہ کرنا رہیگا

کاتب مخرم مرض ہمارے بجائی کامرسلہ سبب ہسول آں بھی آیاست لیکن اسکے روز کو این مری
مک حل نہیں کر سکا ہین ان کامرسلہ حب حملی نظم ہنڈ میں ہر

راہ میں غرض سے اجازت حاصل کر کے خطا فرمود کہ جہاں کر کے گئے تھے اپنا کوئی سے اور ابا اور اُمّ و صاحبہ نہ
 پاس پہنچا تا کہ اس قسم کے خطا سے خوب واقف نہ تھا کہ اب سے خطیہ کی روئے غمورت اس کا کوئی کھینچ نہ لگا
 درخشن سے مسرور تھی کی طرف دیکھ کر کہا

کاتب اور اس کے دس منٹ کی دلت دیکر دوسرا سدا کوصل کر لیں اتنی دیر تپاں ہنہن کر لیں کہ غفران
 جب لوگ کرے باہر نکلے اور صحن میں پہنچ کر حیدر کے پاس جمع ہو گئے اور اس سے یہ طرز سے
 حالات اور وہ واقعات دریافت کرنے لگے جو وہاں پیش آئے تھے دس منٹ تک اسی قسم کی باتوں نے
 رہیں اور پھر سب کمرہ میں واپس آکر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے اور فریض نے کاتب کو مخاطب کر کے کہا
 کیا ایلڈز کے مراسلہ میں کوئی نئی بات ہو

کاتب ان جناب محترم

مرض اچھا پڑ ہو

کاتب: محترم مہرحین ہمارے بھائی نے اطلاع دی کہ تم نے اپنی موت اختیار کی ہے کہہ دو اسے شفا ملے

ایک نیا دور شروع ہونے والا ہے سلطان نے پہ سالار سائیک ناظم بک کو حکم دیا کہ وہ انجن کے ممبروں کی تلاش میں پوری سرگرمی سے کام لے، انہیں شخص پر انجن کے ممبر ہونے کا شبہ ہو اس کو گرفتار کر کے قتل کر دے قتل کی اس کو اجازت ہو اور وہ اس جنموں میں ہر ایک ممبر کو دھڑکا دے اس کی کا پورا پورا مجاز ہے، مجھے خوف ہے کہ کہیں ناظم بک آپس کے مرکز کو نہ معلوم کر لے اس لئے پوری احتیاط کرو اور عثمان حریث کے کردار فریب سے اپنے کو محفوظ رکھو

چونٹھون باب

مشورہ قتل

کاتب یلغز کے مراسلہ کو پڑھ رہا تھا اور تمام لوگ خاموش حیرت زدہ بن رہے تھے کاتب کے الفاظ ختم ہوتے ہی حاضرین جوش سے بخود بڑھ کر چلائے اور لاشٹٹ کریم بے نے ملکہ اواز کئے ناظم بک کی موت سر پر کیل رہی ہے سب لوگ کہو جتہ استغایہ کریم بے کے الفاظ سے سب سکرائے اور اس کی جرات و دلیری پر تعجب کرنے لگے مرض نے خاموش ہو جانے کا اشارہ کیا اور بھرب کو مخاطب کر کے کہا بلید کے مراسلہ کو سب نے سن لیا اب کو ناظم بک کی نسبت کیا کہتے ہو انور بک ابی ابی جو قاعدہ بانفاق رائے پاس ہوا ہے اس کے بوجیب ناظم بک کو قتل کیا جائے۔

مرض خاص دشمنان حریث کو قتل کرنے کا کام شروع کرنے کے لئے ضرورت ہو کہ انجن کے ممبروں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں جو اس کام کے لئے اپنی خدمات خاص طور پر پیش کریں اور اپنی زندگی کو ناو دستور میں قربان کر دینے کے لئے تیار رہیں جیسا کہ تمام سیاسی و نیمخون میں ممبروں کی ایک مخصوص تعداد ایسے لوگوں کی موجود ہوتی ہے اور ان کو ناکامی کا امان ہے ہاری انجن چونکہ صلح دہشتی کے اصول پر کام کر رہی تھی اس لئے اس وقت تک اس کو نڈائوں کی ضرورت

نہ تو اب اللہ اس کی ضرورت ہی اور مجھے امید ہے کہ قوت پر پہنچے۔ یہ سب بڑے بڑے گناہوں کے ہمارے
بہاویوں میں سے ضرور اپنے نصرت اسکے لئے پیش کر سکتے۔

راہزنظم باب چونکہ میرزا خاص دشمن نہ ہے اور مجھے اس سے بہت اذیت پہنچی ہے اس لئے
اس کے قتل کا کام میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔

کریم بے (مسکرا کر) حاضر اس کام میں ہاتھ نہ ڈالو جو تمہاری شان کے مناسب نہیں، اور
تم اہل قلم اور شاعر ہو تمہارا کام مضامین اور اشعار لکھنا ہے اور اس مخصوص کام کے لئے
تمہاری ذات ہمارے لئے بہت زیادہ قابل قدر ہے قتل وغیرہ نازیبا کام ہے اور میں
اس کو انجام دینے میں نہایت ادب سے مرضی کی خدمت میں التجا کرتا ہوں کہ ناظم باب کے
قتل کا کام میرے سپرد فرمایا جائے میں کل ہی اس کے ناپاک وجود سے دنیا کو پاک کر دوں گا
عاضدین کریم بے کی دہری شجاعت غیرت اور حمیت سے مستشدد رہ گئے مرضی نے مریت
آئینہ کشا ہوں سے اس کی طرف دیکھا اور کہا

کریم بے باقاعدہ ناظم باب کے قتل کا معاہدہ کرو

کریم بے میں اپنے پیدا کرنے والے بزرگ و برتر خدا کو حاضر و ناظر مان کر عہد کرتا ہوں
کہ ناظم باب کو جلد سے جلد قتل کر کے اسکے وجود سے زمین کو پاک کر دوں گا

مرضی کریم بے راہ دستور میں قدم رکھنے والے تم پہلے خدا کی ہوا اگر خداوند تعالیٰ نے تم کو
تمہارے اس دون میں کامیاب فرمایا اور تم زندہ رہے تو تمہاری شخصیت بہت ممتاز ہوگی اور
تمہاری خدمت عثمانی جو تم عنایت کی نظر سے دیکھی جائیگی اور میں پر خاراہ میں تم نے قدم رکھا ہے تمہاری
تقلید میں لوگ جوش و خروش سے اس کی طرف بڑھیں گے اور اگر خدا نخواستہ تم مارے گئے تو
مردن میں بھی تم پہلے شخص ہو گے جو راہ دستور میں اس طرح خدا ہوئے کہ تم سے پہلے کوئی شخص
اس طرح خدا نہیں ہوا

یہ کہہ مرضی کھڑا ہو گیا اور کریم بے کو اپنے پاس بلا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا کامیابی اور
محفوظ واموں رہنے کی دعا کی کریم بے نے مرضی کا شکر یہ ادا کیا اور کہا
میں نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی ہے اور مجھے موت سے خوف نہیں ہے میں جانتا ہوں کہ حریت

کی راہ میں بہت سے خطرہ تھے۔ لیکن اسلئے اگر میں مارا جاؤں تو آپ میرے اہل و عیال کو راہ دستور میں میرے قربان ہو جانے کی وجہ پہنچا دیتے تھے۔

اس کے بعد تمام لوگ حرکت کے وسط میں اس میز کے گرد جمع ہو کر قرآن مجید انجیل اور طنبجہ رکھا ہوا تھا جمع ہو گئے اور سب نے اتفاق سے راز اور ثبات قادی کی قسم کھائی اور پھر ایک دوسرے سے رخصت ہو کر شہر لائے۔ اب ایک کر کے روانہ ہونے لگے باہر کے دروازے پر ابھی گئے نہ پہنچے تھے کہ ایک محافظ نے اگر خبر دی کہ

الحقہ شکر پر آج رات سبہ میں نے ایک اجنبی شخص کو ٹپکتے دیکھا جو تنگ ادھر سے ادھر ہر لٹاتا۔ اسکی سرکبات و سکنات اور رفتار قدم سے ظاہر ہوتا ہے کہ ممکن ہے وہ ناظم پاشا ہو یا اور کوئی شخص اس سے کچھ مشابہ

محافظ کے الفاظ سن کر سب چونک پڑے اور راضی کے والد سعید ایک نے راضی طرف کھڑک کر کہا راضی نے تم سے انہیں کہا تھا کہ ناظم یک تہا سی پوری نگرانی کر گیا اور تہارے نشانات قدم سے سوز لگا لگا آئندہ اس کی پوری احتیاط رکھو

سعید ایک کے الفاظ ختم ہوتے ہی کریم بے نے بہر جوش لہجہ میں کہا خوف کنی کوئی بات نہیں میں اس ملعون کو کڑی لہجہ میں پہنچا دوں گا اور اتنا متبع نہ دے گا کہ وہ ہمارا ہتھ لگائے یا مرکز انجن معلوم کرے گا فکر کر کے ناظم ایک کو مقتول سمجھو اور سب ملکر یہ جو شخص کریم بے کے بہر جوش سمجھو اور انجانہ شجاعت سے تمام لوگ خوش ہو گئے اور سب نے یک زبان ہو کر کہا

ہمارے محترم ندائی خدا تمہارے ارادوں میں برکت عطا فرمائے ظالموں کے شر سے محفوظ رکھے اور تم کو اپنے ہتھیاروں میں فخر و ناز کا موقع بہم پہنچائے تم پہلے فدا کی ہو جو راہ دستور میں اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈال کر دستور پر قربان ہونا چاہتے ہو۔

اس کے بعد سب لوگ رخصت ہوئے اور ایک ایک کر کے اپنے اپنے مکان کو چلے گئے۔

میشہر وال پاسب

حرم خانہ سلطانی

شیرین کی نسبت سلطان نے داوتاغا کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کو جہان ارا بیگم کے محل میں پہنچا کر
 تاکہ وہ حکمت عملی سے اس کو حال معلوم کرے اور انجن اتحاد و ترقی کے اسرار اس کو کھلا کر کوئی
 قبل اس کے کہ ہم وفات دے کہ ملکہ کو بہانہ کریں اس پر حرم سلطانی کی ایک کثیفیت بدیہہ نظر میں
 کر دینا چاہتے ہیں تاکہ خادمہ ہر سیکہ کہ جس طرح سلطان سے بدگوار ہو سکے اور ایسا ہو سکا کہ باہرین
 ہمارے اپنے گونا گوں اغیار میں انجائش مل سکے اور ان کو ہرگز اس طرح سے نہ دیکھ سکیں کہ اپنی اہمیت
 ... میں یہ شہل تو اب بیگم جان آرا سلطان کی خاصہ دیوانہ بن سے تھی اور شہری دیوانوں کی طرح
 نصیر خاص میں رہتی تھی شہری یا نکاحی دیوانوں کے قہر باقاعدہ ایک انجائی حیصہ تھا کہ کوئی
 رکھتے تھے جن میں باش کا تہہ خزانچی، حرور اور اسٹچی کے علاوہ بہت سے خادمہ لڑکیاں اور
 خواجہ سہرہ تھے اور اپنے اپنے کام پر مقرر اور ذمہ دار تھے شہری دیوان اور عیالات کو نصیر
 سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی اور ان کی پوری پوری نگرانی کی جاتی تھی چکی نگران اور اسرار علی
 والدہ سلطانی ہوتی تھیں جس زمانہ کا ذکر ہم کر رہے ہیں اس زمانہ میں سلطان کی بارہ بیویاں تھیں
 جو لوندی، سکے وہ بہت ترقی کر کے بیگم کے درجہ تک پہنچی تھیں اور چار شہری اور نکاحی دیوان
 تھیں ان کا بھی دیوانہ اور لوندی کے علاوہ حرم میں لوندیاں بھی تھیں جو عموماً چھٹی عمر میں خرید
 لی جاتی تھیں اور حرم میں ان کو تربیت دی جاتی تھی بعض مخصوص دستدار کا حکم مست کی
 طرف سے نذر میں آتی تھیں جن کو کہ سلطان کو جاسوسی کا خوف ہر وقت لگا رہتا تھا اس لئے وہ کسی
 مشتبہ شخص کا کوئی بدیہہ قبول نہیں فرماتے تھے اور خصوصاً لوندی

حرم شاہی میں جب کوئی لوندی داخل ہوتی تھی تو دو سال تک اس کو تربیت دی جاتی تھی اور
 شاہی آداب اور طریقہ گفتگو اس کو سکھایا جاتا اور اشعار اور بعض رمز اصطلاحات کی تعلیم دی جاتی
 تھی اور سانچہ ہی اس کے جسم کو بعض خاص ترکیبوں سے بنایا جاتا تھا جب وہ تیار ہو جاتی تو

اس کو کوڑہ نام سے موسوم کیا جاتا اور سلطان کی خدمت میں پیش کی جاتی سلطان اس کو قبول فرمایا لیکن تو اس کا نام اقبال رکھا جاتا اور وہ سلطان کی لونڈی قرار پا جاتی اقبال جب بچا نہ ہو جاتی تو خاتون قرار پاتی اور شرعی بیویوں کی طرح اس کو ایک خاص قصر رہنے کے لئے دیا جاتا تھا لیکن کوئی بیگم یا خاتون اس وقت تک شرعی یا نکاحی بیوی قرار نہ پاتی تھی جب تک کہ کوئی شرعی بیوی چاروں بیویوں میں سے فوت نہ ہو جاتی نکاحی بیویاں کسی وقت میں چار سے زیادہ نہیں رہتی یقیناً ان میں جب کوئی بیوی مر جاتی تو خاتونوں میں سے کسی عورت کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا جاتا اور وہ باقاعدہ نکاحی بیوی قرار دی جاتی تھی“

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے حرم سلطانی کی تمام عورتیں والدہ سلطانہ کی نگرانی اور ماتحتی میں رہتی تھیں والدہ سلطانہ کا عہدہ اس وقت خاندانی نہ تھا بلکہ ایک ملازم عورت والدہ سلطانہ کلماتی تھی جب یہ عہدہ خالی ہوتا تو خزانچی یا کوئی اور عورت اس کے قائم مقام قرار پاتی اور والدہ سلطانہ کلماتی تھی“

بیگمات اور نکاحی بیویوں کے قصرون میں عہدہ داروں کے علاوہ ایک معقول تعداد خواجہ سرا، باندیوں اور غلام بچوں کی ہوتی تھی جو گھر کے کام کاج کرتے اور خدمتگاری کے فرائض انجام دیتے تھے ان سب کا افسر باش آغا کے نام سے ایک خواجہ سرا ہوتا تھا اس زمانہ میں اس عہدہ پر نادر آغا تھا جس کو سلطان سے بہت محبت تھی اور جو سلطان پر معقول اثر رکھتا تھا اور سلطان ہی اس پر اعتماد رکھتے تھے“

باش آغا کے ماتحت خواجہ سراؤں کی ایک اور جماعت بھی تھی جو مصاحبہ کی خدمت انجام دیتی تھی یہ جماعت معقول اثر رکھتی تھی اور سلطان عبدالحمید کے زمانہ میں اس کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی

بہیماسٹھوان باب

شیرین اور جہان آرا

شیرین تاجہ آغا کے ساتھ جہان آرا کے قصرون داخل ہوئی اور قصر کی شان آرا کئی اور خدمتگاران

کی مستقلی اقداد و جہانیت قیمتی لباس پہنے تھے دیکھ کر حیرت میں رہ گئی دین صحن سے گزر کر مختلف کمروں میں ہوتی ہوئی شیریں اس کمرہ میں پہنچی جس میں جہان آرا ایک بزرگارسند پر کمرہ کے درمیان تکیہ لگائے بیٹھی تھی اور سامنے ظریف نفرت اور دل بہلانے کی باتوں میں مصروف تھے ناور آغا کے کمرہ میں داخل ہوتے ہی تمام خدو متکا را اور خاجہ سرا اپنے افسر کے خوف سے باہر چلے گئے اور جہان آرا نے منہ کر شیریں کو مہربان کہا ناور آغا نے آگے بڑھ کر شیریں کی طرف اشارہ کر کے کہا

جہان آرا میں اس لوہی سے تمہارا تعارف کرانا ہوں اس کا نام شیریں ہے مولانا البہادشاہ نے اس کو تمہارے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ یہ شاہی تھان میں اس کی پوری خاطر و مارات کی جائے اور اس کا دل بہلانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ ہو۔

سلطان کے حکم کا احترام کرنے کے لئے جہان آرا اٹھی اور کہا ہم سب امیر المومنین کے غلام اور حکم کے تابع ہیں اور انکی بخششوں اور حرمانوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

یہ کہہ کر اس نے شیریں کی طرف دیکھا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مسند پر بٹھایا اور کہا مہربان ہمارے وہاں خدا تمہارا آنا مبارک کرے

شیریں جہان آرا کی خاطر و مارات اور عین و انکسار سے حیرت میں تھی اس کے اخلاق اور محبت نے شیریں کو اپنا گریدہ بنا لیا اور وحشت جو اس پر طاری تھی دور ہونے لگی ناور آغا حکم سلطانی پہنچا کر کمرہ سے باہر نکلنے کے لئے مڑا اور جہان آرا سے کہا

مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے تم خود ہوشیار اور ذہین ہو اور سلطان کی طبیعت سے واقف مولانا البہادشاہ کی خواہش ہے کہ لوہی کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے اور کسی قسم کی کوفت یا رنج و غم اس کو نہ ہو۔

یہ کہہ کر ناور آغا چلا گیا اور اس کے باہر جاتے ہی لونڈیاں اور خدو متکا رہنے کمرہ میں بہر لگنے لونیوں میں بہت سی خوبصورت اور حسین و جمیل لڑکیاں تھیں جو آپس میں گفتگو کرتی جاتی اور یہ بات کہتی جاتی تھیں بعض کے ہاتھوں میں جانوروں کے پتھر تھے اور بعض کے

پاس بیان اور اسی قسم کے دوسرے مانوس جانور تھے کہ وہ مین داخل ہو کر سنے جہاں آرا کو خور سے دیکھا جہاں آرا اگرچہ ہناش تھی اور لونڈیوں کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی لیکن دل پشورہ ہوتا شیرین کو دھنسی جاتی تھی اور عبدالحمید کی طرف سے مشکوک ہوتی جاتی تھی کل سلطان نے جہاں آرا سے جذباتین کین کہیں اور اظہار محبت کیا تھا جہاں آرا کو اس وقت اس کی محبت میں شک پیدا ہونے لگا یہ شک شیرین کے جن و حال کو دیکھ کر ہوا اور بے اختیار اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سلطان کا اظہار محبت ایک غریب پر اور وہ اس فریب سے اپنا کام اُس سے نکالنا چاہتا ہے جہاں آرا کو بھی سلطان سے اتنی ہی محبت تھی جتنی کہ سلطان کو اُس سے وہ بھی سلطان کو غریب دیر سی تھی اور آرزو مند تھی کہ خداوند تعالیٰ اُس کو ایک بیٹا عیادت فرمائے تاکہ بھروسہ اپنی خوش حاصل کر سکے اور اس کا مرتبہ سلطان کی نظروں میں بلند ہو جائے۔

شیرین نے جہاں آرا کے کردہ مین اور ولعب کے سامان دیکھے اور اس کا دل اس صحبت سے نفرت کرنے لگا لیکن اُس نے اپنی نفرت اور دخت کو چھپایا اور خاموش بیٹھی رہی جہاں آرا نے شیرین کے اضطراب کو دیکھا اور دخت دور کرنے اور اس کا دل ہلانے کے لئے کہا

خاتون مین آپ کے چہرہ پر اضطراب کے آثار دیکھتی ہوں گہلو کی کوئی بات نہیں ہو آپ کو یہاں کے مشاغل نے معلوم ہوں گے اور اُن سے جی گہرا تا ہو گا چند مہینے میں آپ بہان کے طریقوں سے مانوس ہو جائیگی اور دخت جاتی رہیگی۔ مجھے یہ معلوم ہو کر بہت مسرت ہوئی ہے کہ جناب امیر المومنین نے جناب کو میرے قصہ میں بھیج کر مجھے سرفراز فرمایا ہے اور آپ کو میرا جہاں بنایا ہے یہ میری خوش فہمی ہے کہ آپ میری جہاں ہوں اور میں آپ کی خدمت کی عزت حاصل کروں امید ہے کہ آپ میری خدمت اور مینرانی سے خوش ہو گئی اور میں آپ کی انیس و ہمد و ثنیت ہوتی سب سے پہلے میرا فرض ہے کہ میں آپ کا دل ہلانے اور نلی و سکین دینے کی کوشش کروں

یہ کہہ کر جہاں آرا نے ایک لونڈی کی طرف اشارہ کیا جو قریب ہی ملی گو گو دین لئے بیٹھی تھی تو غریبی انداز میں سے بنی کہ جہاں آرا کے ہاتھوں میں دیا جہاں آرا نے ملی کو لیکر پار کیا اور اُس کے زمرہ بالوں کو رخساروں سے لٹھے اور پار کرنے لگی اور پھر لونڈی سے کہا

آواز: میری آواز

تو بڑی کمرہ سے نکل کر چلی گئی اور توڑی دیر میں خازنہ کو لیکر آئی خازنہ ادب و عزت کی عہدت نہی جس سے جہان آرا کو بید محبت تھی اور اس پر اعتماد کامل رکھتی تھی شیرین کے وطن البانیائی کی رہنے والی تھی چھوٹی عمر میں اس کو طبع ذرا لایا نگہیں جو ان ہوئی اور پھر خازنہ کے درجہ تک پہنچی جہاں آرا کو اس سے نہ صرف محبت تھی بلکہ اس کو اپنا راز دار بنالیا تھا اور اپنے تمام معاملات میں اس سے مشورہ لیا کرتی تھی اس وقت اس کو ملانے سے یہ غرض تھی کہ وہ شیرین کو خوش رکھنے اور اس کا دل بہلانے میں اس سے مشورہ کرے اور سلطان نے جس غرض سے شیرین کو یہاں بھیجا ہے وہ غرض حاصل کرنے کی عمیرہ پر اس کی رائے حاصل کرے

خازنہ کو دیکھ کر جہان آرا نے شیرین کو مخاطب کر کے کہا
محترم خاتون یہ میرے قصور کی خازنہ ہیں مجھے ان کی بہت محبت ہے یہ آپ کے وطن البانیائی کی رہنے والی ہیں اور مناسبت کے اطراف میں ان کا مکان کسی گالری میں ہے شیرین نے خازنہ سے ہاتھ ملایا اور اس کے چہرہ پر نظر ڈالی جن دو جال رفتہ کے آثار نمایاں تھے اور البانیائی ملاحظہ تھی شیرین خازنہ کو دیکھ کر اور اس سے مل کر بہت خوش ہوئی اور اپنے پاس بٹھانے کا ارادہ کیا کہ جہان آرا نے خازنہ کو مخاطب کر کے کہا

میں نے آپ کو اپنے مفرد و مان سے ملانے کے لئے بلایا ہے محترم خاتون چونکہ یہاں کے متاع علی سے مانوس نہیں ہیں اس لئے مضطرب و پریشان ہیں آپ کوئی ایسی تدبیر سمجھیں کہ ان کا دل بہلے اور اضطراب و پریشانی رفع ہو

خازنہ اٹھی اور باہر چلی گئی تو بڑی دیر میں ایک طرف کو لیکر آئی طرفیہ کمرہ میں داخل ہوا اور فوجی طریقہ سے جہان آرا کو سلام کیا اور پھر آئینہ سے شیرین کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا یہ کون ہے جہان آرا نے کہا

یہ محترم خاتون ہماری همان ہیں ان کا دل بہلاؤ تاکہ اضطراب و پریشانی اور دشت دور ہو اگر تم اس خدمت کو خوبی کے ساتھ انجام دے سکتے ہو تو خیر و نہ سلام کر کے رخصت ہو جاؤ طرفیہ نے عامہ کو ترچھا کر کے مضحک صورت بنائی اور کہا

حمین وہاں اگر میری باتوں سے خوش نہ ہوں گی تو میری ہیبت ضرور ان کو نہایت ناگوار ہوگی لیکن

بہتر ہو تاکہ محترم خاتون معززہ ہمان کے سامنے گانے اور ناپچنے کا حکم نہ سنیں کیونکہ ممکن ہر شخص
سردوسے محترم ہمان کو زیادہ لطف چل رہا ہے۔

رفصہ دھنا کا ذکر سنے جان آرا کے چہرہ پر مسرت کے آثار نمایاں ہوئے اور فوراً خازنہ کی طرف
اشارہ کیا خازنہ باہر چلی گئی اور تھوڑی دیر میں ایک طویل قامت عورت کو ساتھ لیکر آئی جو رفصہ
کا لباس اور زیور پہنے اور ہاتھ میں دف لئے ہوئے تھی رقا صہ کمر جکے وسط میں فرش پر بیٹھ گئی
اور دف بجا کر گانے لگی۔

رقا صہ اپنا کمال دکھا رہی تھی اور جان آرا پر لطف باتوں اور خاطر مدارات سے شیرین کے
دل کو بھاری تھی شیرین جان آرا کے لطف و عنایت اور انحراف کو دیکھ کر شرمندہ تھی اور بار بار
اس کی ہر بات پر کاشکریہ ادا کرتی تھی دیر تک گانا اور اسی قسم کی تفریحی باتیں ہوتی رہیں شیرین
ابتداءً تو کچھ دلچسپی سے گانا سنتی رہی لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اسے راضی کا خیال آیا اور تفریحی
صحبت اسے تکلیف دینے لگی یہاں آرا نے شیرین کے چہرہ سے اس کی کوفت کو محسوس کیا اور
فوراً گانا بند کر کر حکم دیا کہ سب لوگ چلے جائیں جب کمرہ خالی ہو گیا تو اس نے شیرین سے کہا
معلوم ہوتا ہے کہ گانا سن کر آپ کی طبیعت نہیں بھلی اگر آپ فرمائیں تو میں اپنی ایک لونڈی کو بلواؤں
جو مختلف قسم کے جالوں میں کی بولی بولتی ہو مرغ، کتے، بٹیر وغیرہ کی بولی تو وہ اس قدر صاف
بولتی ہو کہ بالکل امتیاز نہیں ہوتا اور معلوم ہوتا ہے کہ جانور ہی بولی رہا ہے۔

یہ کہہ کر اس نے ایک لونڈی کو بلوایا جو سیاہ رنگ کی تھی کمرہ میں داخل ہوئے ہی اس نے
مرغ کی بولی بولی شیرین مرغ کی آواز سن کر چونک پڑی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی لونڈی
ایک طوطی ہاتھ میں لئے سامنے بیٹھی تھی شیرین نے خیال کیا کہ شاید وہ مرغ لئے بیٹھی ہو اور یہ
آواز اسی کی ہے ہمان آرا نے شیرین کا وہم دور کرنے کے لئے کہا

محترم خاتون یہ مرغ کی آواز نہیں تھی بلکہ اسی لونڈی کی آواز تھی

یہ کہہ کر جان آرا نے تھوڑی کی طرف اشارہ کیا اور مٹاؤ مرغ کی طرح شیرین کی طرف چلا
تھوڑی دیر چلا اس نے اپنی چال کتے کی چال سے بدلتی اور کتے کی طرح ہونکنے لگی پھر گورڈ
کی چال چلی اور اس کے بعد گدے کی بولی بولی

لوٹتی طرح طرح کی پولیان لول رہی تھی اور مختلف جانوروں کی چال چلکر دکھا رہی تھی اور
 جان آرا و شیرین تھک لگا کر ہنس رہی تھیں توڑی دیر کے لئے اس تفریح نے شیرین کے غم
 الم کو دور کر دیا اور وہ راتوں کے خیال کو بھیل گئی لیکن چند منٹ بعد پھر رات کا خیال آگیا اور اُس
 کی جاسے قیام معلوم کر نیکی فکر کرنے لگی اور جان آرا کی ہر باریان و یکہر اُسے یہ رائے قائم
 کرنے کا موقع ملا کہ وہ اگر اپنے معاملہ میں اُس سے مدد چاہ کرے تو بہت ممکن ہے کہ وہ اپنے قصہ
 میں کامیاب ہو جائے اور جان آرا سے راتوں کے متعلق کوئی خبر معلوم ہو یا اُس کے ذریعہ سے
 اُس تک رسائی ہو جائے

سر شہان باب

شکوی

جہان آرا ابو ولعب کی شائق نہ تھی اور جس طرح سلطان کے دار حرم میں نکاحی بیویاں اور
 بیگمات و نرات ابو ولعب میں مشغول رہتی تھیں جان آرا کو ابو ولعب سے اتنی دلچسپی نہ تھی
 ابو ولعب میں وہ حقدار حصہ لیتی تھی وہ بھی اس کی طبیعت کے بالکل خلاف تھا لیکن وہ اس کے
 لئے مجبور تھی کیونکہ ملایکا کا دار حرم سلطان کے لئے تفریح کا مقام تھا وہ دار حرم میں اُسی وقت
 آتے تھے جبکہ انہیں تفریح یا دماغ کو آرام دینے کی ضرورت ہوتی تھی

شیرین کو ابو ولعب سے متنفر تھا کہ جہان آرا الٹی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا
 خاتون آؤ میرے خاص کمرے میں چلو

شیرین الٹی اور قصر کی دہلیز سے گزر کر ایک آرائش مکہ میں پہنچی مکہ کی شان اور آرائش کو
 کو دیکھ کر شیرین کو خیال ہوا کہ اس قسم کے آرائش اور عالی شان قصر سلطان کی تمام بیگمات کے
 پاس ہیں جن میں ہزار ہا انسان ملازمین محافظین اور غلاموں کی حیثیت سے رہتے ہیں اور ۷۰۰
 البانی سپاہ یلدرم کی حفاظت پر اور سب سے اور سلطان ۳۵۰۰ عثمانی نوٹہ بھار وار حرم
 کے قسروں پر خرچ کرتے ہیں

یہ خیال کر کے وہ افسوس کرنے اور دوسرے کہنے لگی کہ سلطان ہزار ہا پانچ لاکھ اپنی آسائش اور تفریح پر خرچ کرتے ہیں اور رعایا کے جذبات کا خیال ہی نہیں کرتے اور ملک کے بھی خواہ اور وطن پرستوں کو گرفتار کر کے طرح طرح کی سزا میں دیتے ہیں،

یہ الفاظ ادا کرتے وقت اسے راز کا خیال آیا اور وہ آجیہ ہو گئی اور اس خوف سے کانپنے لگی کہ کہیں سلطان نے راز کو قتل نہ کر دیا ہو یا کوئی ناقابل برداشت منرا اس کو زدوی ہو۔

رازم کے خیال نے اس کا چہرہ زرد کر دیا اور چاہا کہ سب سے پہلی فرصت میں وہ جہان آرا سے راز کا حال دریافت کرے۔ مگر مین پہنچ کر جہان آرا نے ایک تخت زرین پر شیرین کو بٹھایا اور خود بھی اس کے پاس بیٹھ گئی یہ کمرہ حدیقہ داخلیہ سے ملا ہوا تھا اور سامنے باغورس اٹھلا تھا۔ بہرہ تھا شیرین نے کپڑی سے حدیقہ داخلیہ اور باغورس پر نظر ڈالی اور منظر کی پاکیزگی سے بہت غفلت ہو گئی۔ اطمینان سے بیٹھ جانے پر جہان آرا نے شیرین سے کپڑے بدل جانے کو کہا اور ساتھ ہی تخت سے اٹھ کر کپڑے منگانے کا ارادہ کیا لیکن شیرین نے یہ کہہ کر وہ ابھر کسی وقت کپڑے بدل گئی جہان آرا کو بٹھالیا۔

حدیقہ داخلیہ میں پرندے اڑ رہے تھے بھول کھلے ہوئے تھے اور ٹنڈی ہوا چل رہی تھی شیرین اس منظر سے لطف حاصل کر رہی تھی کہ پھر راز کا خیال آگیا اور کئی آنسو بھرائے جہان آرا نے شیرین کے انقباض کو محسوس کر کے کہا

عزیزہ تمہارا کیا حال ہے میں دیکھتی ہوں کہ تم رنجیدہ ہو اور انقباض کے آثار چہرہ سے نمایاں ہیں اگر میرے قصر میں تمہارا محل نہ بھلا ہو تو میں تم کو مجبور نہیں کرتی کہ تم یہاں رہو۔ شیرین جہان آرا کے الفاظ سے بہت متاثر ہوئی شرم سے اس کے رخسارے سرخ ہو گئے اور مسکرا کر اس نے کہا۔

سیدنی، سعاف فرما سے میں یلڈز میں کئی روز سے مقیم ہوں لیکن نہیں دیکھ کر مجھے جودت حاصل ہوئی کہ وہ خواب خیال میں ہی نہ تھی مجھے تمہاری میزبانی سے بڑا آرام ملا ہے حقیقت یہ ہے کہ تم لطف و کرم کی کان ہو۔

جہان آرا بھر کیا بات کہ تم رنجیدہ ہو اور انقباض تم پر طاری ہو۔

شیرین نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اور جان آرا نے محسوس کیا کہ شیرین راضی رہنے محبوب کی جدائی سے رنجیدہ ہے نادرا آخانے جہان آرا کو شیرین کے حالات اور خصوصاً راز سے اس کی محبت کا حال بتلوا دیا تھا تاکہ وہ اس پہلو سے گفتگو شروع کر کے شیرین کو ڈھنگ پر لائے اور انجن کے اسرار اس سے معلوم کرے لیکن جہان آرا نے اپنی معلومات سے قطع نظر کر کے شیرین کا مجھے معافی کیجنا اگر جن یہ کہنے کی حیات کر دین کہ میں تمہارے چہرے اور پر نیم انگلیں سے یہ امر محسوس کرتی ہوں کہ تم کو کسی سے محبت ہو تمہارے چہرہ کی زندگی اور پر نیم انگلیں بتا رہی ہیں کہ کسی کی محبت میں آپ نہ چین ہیں

جہان آرا کے الفاظ سن کر شیرین سے ضبط نہ ہو سکا اور وہ رونے لگی جہان آرا نے آستوبہ مجھے اور اس منظر سے بہت متاثر ہوئی جہان آرا خود محبت کے ذائقہ سے آشنا اور اس کے مصائب سے واقف تھی اس لئے شیرین کی دردناک حالت کا اس پر خاصا اثر پڑا لیکن فوراً ہی وہ متنبہ ہوئی اور اپنی غرض کو پیش نظر رکھ کر اس نے کہا

میری پیاری اب مجھے یقین ہو گیا کہ تم ضرور کسی پر عاشق ہو اور
شیرین شرمائی اور ہاتھ بڑھا کر جہان آرا کے منہ پر اس کو اس قسم کے الفاظ کہنے سے روک دینے کے لئے رگھو یا جہان آرا مسکرائی اور لطف آمیز نظروں سے شیرین کی طرف دیکھا اور کہا

پیاری شرمناور نہیں محبت عیب اور عار نہیں ہے اور آپ کی محبت تو پاک ہوگی
شرناور نہیں اور اپنا حال بیان کرنا اگرچہ نہیں مجھ سے ملنے کا یہ پہلا موقع ہے لیکن میں تین اطعینان و ملائی ہوں کہ تم مجھے اپنا ہمدرد اور رازدار پاؤ گی میں تمہارے راز کی پوری حفاظت کروں گی اور جو خدمت میرے امکان میں ہوگی اس سے مجھے دینے نہ ہوگا

شیرین، جہان آرا کی ہمدردی سے خوش ہو گئی اور سمجھ لیا کہ اب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیگی اس نے اپنا انقباض جہان آرا پر اسی غرض سے ظاہر کیا تھا کہ جہان آرا اس سے متاثر ہو اور اسے کوئی موقع راز کے حالات معلوم کرنے کا ملے اس امید نے اس کے چہرہ پر شگفتگی پیدا کر دی اور مسکرا کر اس نے جہان آرا سے کہا

بیشک تم جیسا ہمدرد سیر کو مل ہوگا اگر تم سے میں اپنا درد بیان کروں تو حیا نہ ہوگا ممکن ہے

ممکن ہو تمہاری مدد سے مجھے مصائب سے نجات مل جائے اور میرا سچا دشمن دور ہو میں مجبوراً غرض ہوں اور تمہارے پاس اس قسم کے بہت سے ذریعے ہیں کہ تم میری مدد کر سکتی ہو۔

جہان آرا میں تہمین اظہان و لاتی ہوں کہ تمہارے کام میں پوری کوشش سے کام لؤں گی تم اپنا اہمال بیان کرنا اور کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو۔

شیرین کیا تم نے اس شخص کا حال بنا ہو جو سالونیک سے گرفتار ہو کر قید کیا گیا ہے؟ جہان آرا اس قسم کی خبروں سے ہیں واسطہ سلطان کا حکم ہے کہ قید رکھے۔ انتظامی محکموں کی خبریں دارحرم میں نہ پہنچائی جائیں۔۔۔۔۔ لیکن اب میں چند تفصیلات کو مقرر کروں گی کہ وہ تمہارے لئے اس قسم کی خبریں لایا کریں۔۔۔۔۔ تم ذرا تفصیل سے واقعہ بیان کرو۔

شیرین کی آنکھوں میں ہلک پیلا ہوئی اور خوش ہو کر اس نے کہا میرے عزیز دن میں ایک نوجوان ہے جس کا نام رافضیہ سالونیک میں اس برتھت لگائی گئی کہ وہ کسی خفیہ انجمن میں شریک ہے جو سو سو سالونیک کے پہ سالار کو اس کی رپورٹ کی اور پہ سالار کے حکم سے وہ گرفتار کر کے قید ہو گیا وہ اب قید میں ہے مجھے جب اس کی گرفتاری کی خبر ملی تو میں بھی وہاں سے جیل کھڑی ہوئی اور یہ اسادہ کر کے قید میں داخل ہوئی کہ یا تو رافضیہ کو چھڑا کر لادیں گی ورنہ خود وہی گرفتار ہو جائیں گی قید و بند پر مجھے معلوم ہوا کہ وہ کسی قاصر میں قید ہے خود سلطان نے مجھ سے اس کا ذکر کیا ہے لیکن اور کوئی حال اس کا مجھے معلوم نہیں ہو سکا جہان آرا کیا تم سلطان کی خدمت میں حاضر ہو چکی ہو۔

شیرین ہاں میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی جہان آرا یہ اعزاز جو تو ان کو بہت کم نصیب ہوتا ہے کہ وہ حضور سلطان میں حاضر ہوں معلوم ہوتا ہے کہ سلطان تمہاری اور رافضیہ کی قربت سے واقف ہیں۔

شیرین ہاں وہ واقف ہیں۔۔۔۔۔ معلوم ہوتا ہے کہ جاسوسوں نے سلطان کو تمام باتوں کو آتش کوڑا جہان آرا پہلاری میری سوالوں کا برا نہ مانا۔۔۔۔۔ یہ تو بتلاؤ کہ تم نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کی جرات کیونکر کی۔

شیرین میں صرف اس لئے سلطان کی خدمت میں پہنچی کہ رافضیہ جو الزام لگایا گیا ہے اس کی نصرت

کردن اور اس کو خطرہ سے بچاؤن اور ساتھ ہی سلطان کی خدمت میں اپنے اُن خیالات کو پیش کروں جو دولت کے متعلق میرے دل میں ہیں اور انہیں اُن خطرات سے آگاہ کروں جو دستور عطا نہ کرنے سے دولت کو پیش آنے والے ہیں

دستور کا نام سنکر جہان آرا چونک پڑی اور کہا
کیا تم نے دستور اور دولت کی کمزوریوں کا ذکر سلطان سے کیا تھا اور انہوں نے اس کا کیا جواب دیا؟

شیرین ذات شاہانیدہ نے میری عرض کو توجہ سے سنا اور میرے ساتھ ہربانی سے پیش آئے اور مجھ سے انجمن اتحاد و ترقی کے ممبروں اور کارکنوں کے نام دریافت فرمائے جو دستور کا مطالبہ کر رہے ہیں میں نے اس کے جواب میں معذرت کی اور ظاہر کیا کہ میں کسی کے نام سے واقف نہیں ہوں سلطان نے میری معذرت کو قبول نہیں فرمایا اور مجھے دیکھی دی کہ اگر میں ان کے نام نہ بتاؤں گی تو راضی کی خیریت نہیں ہو اور اس کی زندگی خطرہ میں ہو سلطان نے ظاہر کیا کہ میں انجمن کے ممبروں کے نام بتاؤں تو راضی خطرہ سے بچ سکتا ہوں اور اس کی زندگی میرے ہاتھ میں ہے۔

جہان آرا تم نے کیا جواب دیا کیا ان لوگوں کے نام بتا دیے
شیرین (سر کو حرکت دیتے ہوئے) نہیں..... محترم خاتون فرض کر لیجئے کہ میں اُن میں سے کسی کا نام جانتی بھی ہوں تو کیا یہ امر میرے لئے مناسب ہو کہ میں کسی کا راز فاش کروں اور اس کی زندگی کو خطرہ میں ڈال دوں

جہان آرا سنکر اُئی اور اپنی حرکات سے ظاہر کیا کہ وہ اس خصوص میں کچھ دلچسپی نہیں رکھتی اور بچ کر گیا

تمہاری حاضرت پر آفرین ہو تم صبحی متعلیٰ مراج اور باندہ عورتیں میں نے بہت کم دیکھی ہیں خاتون یہ اس وقت مشکل ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو اپنے محبوب کو خطرہ میں ڈال کر کسی کے اسرار کی حفاظت کرے حقیقت یہ ہے کہ یہ کام بڑے آدمیوں کا ہے سہمی شخص کا نہیں۔
یہ الفاظ جہان آرا نے آہستہ سے ادا کئے اور پھر ادھر ادھر دیکھ کر اس کا اطمینان کر لینے کے بعد

کہ قریب کوئی انہیں ہوا ہتھ سے کہا
حق یہ ہے کہ انہیں اتحاد دترتی کے مسیرون بن غلار اور علماء کی ایک معقول تعداد پر چوہتا
واشمندی سے اپنا کام کر رہی ہے لیکن کچھ لوگ اس میں کمزور اور منافق بھی ہیں جو دوسروں
کو مصیبت میں پہننا کر منفعت حاصل کرتے ہیں اگر انہیں میں راجع اور تم جیسے پابند عہد اور متقل
مزاج ہوتے تو.....

جہان آرا یکا یک خاموش ہو گئی اور اسٹے کا ارادہ کر کے کہا

خاتون کیا کہتا نہیں کہا دگی آؤ کہا، کہا لیں

شیرین کو جہان آرا کا یکا یک ظہور ج جانا گوار ہوا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ گفتگو کے اس سلسلہ
میں ممکن ہو کوئی بات اس کے مفید مطلب محل آئے اس نے محدث کی اور ظاہر کیا کہ ایسی ہو
نہیں ہو جان آرا نے کہا

اگر کہا ناں کہا تو کچھ میوجات مشکاؤں

شیرین بہتر ہے

جہان آرا نے میوجات مشکاؤں اور پھر اطمینان سے بیٹھ کر کہا

خاتون تم نے یہ نہیں بتلایا کہ تم کس قسم کی خدمت مجھ سے لینا چاہتی ہو؟

شیرین تمہاری ذہانت و کدات کو دیکھ کر میرے خیال میں مزید توسیع و تشریح کی ضرورت نہیں ہو
جہان آرا مسکراتے ہوئے، شاید تم راجع کا پسہ معلوم کرنا چاہتی ہو اور اس کی نجات کا طریقہ دریافت
کرتی ہو؟

جہان آرا اسکاں بھر میں تھیں مدودیں گی اور یہ کسی احسان کے خیال سے انہیں بلکہ صرف فرض
انسانیت اور کونے کے لئے

یہ کہہ جہان آرا کنکاری گویا وہ کوئی خاص بات کہنا چاہتی ہو لیکن شرم و حیا کی وجہ سے کہ نہیں
سکتی شیرین نے جہان آرا کے چہرے سے اس کو محسوس کیا ادا کہ خاتون کہو..... سیدی کہو کیا
کہنا چاہتی ہو..... شاید تم میرے مسئلہ میں مداخلت فرماتے ہوئے ڈرتی ہو یا کوئی امر مانع باقی ہو
اگر تم.....

جہان آرا بات کا ٹکرا نہیں، نہیں یہ بات نہیں... حقیقت یہ ہے کہ عرصہ سے میں اپنے دل میں ایک بات چھپائے ہوئے ہوں اور کسی کو ایسا نہیں پاتی کہ اپنا راز اس سے بیان کر دینا البتہ تم کو مستقل مزاج اور پابند عہد دیکھ کر..... یہ کہتے کہتے جہان آرا کی آواز رک گئی اور رقت طاری ہونے لگی اٹھ ہی دیر تک وہ کچھ غور کرتی رہی اور پھر کھڑے ہو کر کہا

خاقان رات کو فرصت میں رات کے معاملہ پر بحث کر دین کی تم اطمینان رکھو کچھ میرے امکان میں ہے اس سے دین نہ ہو گا یہ کہہ کر اس نے لیڈی کو بلایا اور حکم دیا کہ دسترخوان پر کھانا لٹکائے اور خازنہ کو اطلاع دے کہ وہ کھانا ہمارے ساتھ کھائے اسکے بعد شیریں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کھانے کے کمرہ کی طرف چلی شیریں جہان آرا کے ساتھ جا رہی تھی اور جہان آرا سے متوقع تھی کہ وہ اپنا راز اس سے بیان کر دے گی اور اس کو اپنا راز دار بنالگی لیکن اصل یہ ہے کہ جہان آرا کا یہ ایک مغالطہ تھا اس کی فطرت تھی کہ وہ جب اس قسم کی باتیں کرتی اور اہم نقطہ پر بات پہنچ جاتی تو وہ فوراً خاموش ہو جاتی اور پھر دوسری بات شروع کر دیتی جہان آرا اس طریقہ سے شیریں کو فریب دے رہی تھی اور شیریں خیال کرتی تھی کہ وہ اس کی ہمدرد ہو اور اپنا راز اس سے کہہ دے گا اور وہ بھی ہے لیکن پھر شیریں کا خاموش ہو جاتی ہو۔

اٹھواں باب

حصول راز کی کوشش

دن اسی قسم کی باتوں میں گذر گیا جہان آرا کی فریب آمیز ہمدردی اور خاطر داری نے شیریں کو جہان آرا اور اس کی خازنہ سے بہت باؤس بنادیا اور وہ ان پر پورا اہم د کرنے لگی۔ وہ جب ان کا خیال کرتی کہ جہان آرا اس سے محبت کرتی ہے تو وہ خوش ہو جاتی اور وہ رہ کر اس سے یہ خیال آتا کہ جہان آرا بھی اس کی طرح مظلوم نہ تھیں۔ یہ سب سب ہمدردی اور اپنا راز اس سے بیان کر دینا چاہتی تھی۔

لیکن اس خوف سے کہ کہیں راز افشا نہ ہو جائے بیان کرتے ہوئے نال کرتی ہو
آفتاب غروب ہو جانے کے بعد شیرین کو راز کا خیال آیا اور اُس کی جدائی سے چین ہو گئی دنیا
اس کی چٹکا ہون میں راز کے لہیرے ایک تھی اور پہاڑی رات کا ٹپا اُس کے لئے قیامت سے کم نہ
تھا غروب آفتاب کے بعد صبح تک کا وقت عاشقوں کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتا ہے رات کی
تاریکی جھلکے طبع سے جاتی ہو ان کے رنج و الم اور دشت میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور وہ ٹپ ٹپ
کر مشکل سے رات کو بسر کرتے ہیں

شیرین اس وقت اگرچہ بہت پریشان تھی لیکن اُس نے اپنے اضطراب کو جان آرا بر ظاہر نہ ہونے
دیا اور نہ ہائی میں راز کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے اُس نے جان آرا سے خواہش ظاہر کی کہ وہ
تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتی ہے۔ جان آرا نے اس کو ایک کمرہ میں پہنچا دیا اور وہ بلیک پر لیٹ کر
راز کے معاملہ پر غور کرنے لگی

کیا راز ملدزمین ہے اور وہ سلطان عبدالحمید کے ہاتھوں سے نجات پاسکتا ہے ویر تک اس
مسئلہ پر غور کرتی رہی لیکن باوجود کافی غور و تامل کے وہ کوئی راستہ نہ قائم کر سکی خیالات کا
تسلل اگر اس کو راز کی طرف سے مایوس کر دیتا تو یہ معلوم کر کے کہ جان آرا نے راز کی نجات کو
ممکن بنایا اور مدد دینے کا وعدہ کیا ہے جس کی امید میں تانہ ہو جائیں اور چہرہ پر بنا ڈال دیا ہو
جاتی جان آرا پر اب اس کو پورا اعتماد تھا اور یہ اعتماد یہ محسوس کر کے اور مضبوط ہو گیا تھا کہ جان آرا
نہ صرف اس کی ہمدرد ہے بلکہ اُس سے محبت بھی کرتی ہے اور اس کو اپنے راز سے آگاہ کر دینے کا
ارادہ رکھتی ہے ویر تک شیرین اسی قسم کے خیالات میں غور ہی

آفتاب غروب ہو چکا تھا تاریکی پھیل گئی تھی اور فضا کی روشنی سے جگمگا رہا تھا شیرین جس کمرہ
میں تھی وہ تاریک تھا ملازمان قصر نے یہ خیال کر کے کہ محترم حاتم سوا ہے کمرہ میں داخل ہو کر
روشنی کرنا مناسب نہ تھا شیرین خاموش بلیک پر پڑی تھی کہ اسے قدیموں کی آہٹ محسوس ہوتی
سراٹھا کر دیکھا تاریکی میں اگرچہ ابھی طرح معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے لیکن قندقاست دیکھ کر شیرین
نے معلوم کر لیا کہ جان آرا ہے جہاں تہا ہر شہر اُس کے بلیک کی طرف آ رہی ہے جان آرا شیرین کو
چاکتا ہوا پاکر آگے بڑھی اور بلیک کے پاس پہنچی جب کہ اُس کے رخسار میں برپائیا نہ رکھا اور

پیار کرنے لگی شیرین اٹھ کر بٹھ گئی اپنے رخساروں پر پیار کی حرارت محسوس کی اور اب اس کو جہان آرا کی صداقت و ہمدردی میں کوئی شک باقی نہیں رہا جہان آرا نے قریب بیٹھ کر خیریت مزاج و رعایت کی جس کے جواب میں شیرین نے کہا۔

آپ کی ہر فانی اور غنائیت سے ابھی ہوں خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے .. ہمدرد منیر بان تختا خرابا کر جہان آرا خاتون میں تمہارے کام سے غافل نہیں رہی ہوں اور تمہارے پیار سے راضی و کاحال معلوم کروں گی برابر اس عرصہ میں کوشش کرتی رہی ہوں لیکن انہیں ہے کہ اس وقت تک میں اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکی التبتہ مجھے امید ہے کہ جلد میں راضی و کاحال معلوم کر سکوں گی..... تمہیں معلوم ہے کہ ہماری زندگی نہایت پر خطر ہے اس لئے ہم جو کام کرتے ہیں نہایت احتیاط سے تاکہ کسی کو اس کا علم نہ ہو جائے..... مجھے تو بھر بھی ایک حد تک کچھ آسانیاں ہیں دوسری بیگات تو بالکل مجبوری ہیں اور کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکتیں لیکن میری آسانیاں اور آزادی بھی خلی ہے بھر بھی جاسوس مخبرین اور میرے حرکات و سکنات کی بوری نگرانی کی جاتی ہے شیرین تعجب ہو کہ تم سلطان کی بیگم ہو کر یہ شکایت کرتی ہو عثمانی مقبوضات میں تم سے بڑھ کر خوش نصیب کون ہو گا مملکت سلطانی میں لاکھوں عورتیں تمہاری زندگی پر رشک کرتی ہوں گی تم حرم شاہی میں داخل ہو اور حیرت کی بات ہو کہ اپنی زندگی کو پر خطر بتلاتی ہو۔ جہان آرا مملکت عثمانیہ میں سلطان کی بیگات سے زیادہ برکت کوئی نہیں پرانگ کر شاہی بیگات کی لونڈیاں اور غلام ہی ان سے اچھے ہیں۔

خیرین یہ سنا حیرت میں رہ گئی اور جہان آرا کی تمکایت پر اس سے بجا تعجب ہوا وہ جہان آرا کے جواب میں کچھ کہنے ہی والی تھی کہ خود جہان آرا نے کہا

کیا دنیا میں حریت آزادی سے بڑھ کر کوئی چیز ہے

حریت کا ذکر شکر شیرین کو ایک پرسی آئی اور کہا

نہیں حریت سے زیادہ جیتی چیز دنیا میں کوئی نہیں

جہان آرا حریت وہ حریت جس سے ہماری کتے بلیاں پرندے اور درندے، یہاں تک کہ بھر اور کیساں ہی پہنچتے ہیں ہم اس سے محروم ہیں تمام دنیا اور مملکت عثمانی کا کافی سا ادنیٰ شخص آزادی

سے متمتع ہے لیکن ہماری قسمت میں آزادی انہیں ملدین جب کوئی عورت شاہی بیگم بنائی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو ہمیشہ کے لئے قصر میں دفن کر دیا گیا وہ نہ قصر سے باہر نکل سکتی یہاں تک کہ اس باغ میں ہی جس کو تم کٹر کی سے دیکھ رہی ہو قدم نہیں رکھ سکتی اس کے علاوہ غضب شاہی سوز قطعی اور اسی قسم کے دوسرے خطرات ہر وقت سامنے رہتے ہیں۔ قصر شاہی کی کوڑیاں درجہ بدرجہ ترقی کرتی ہیں اور خوش ہوتی ہیں کہ ایک دن وہ شاہی بیگم بھلائی اور جد اگانہ قصر میں عیش و مسرت کی زندگی بسر کرے گی لیکن جب وہ بیگم بنا دی جاتی ہیں تو بنی گذشتہ زندگی کو حسرت و افسوس کے ساتھ یاد کرتی ہیں اور حالت موجودہ پر آنسو بہاتی ہیں آہ بیگم بننے ہی حریت ختم ہو جاتی ہے یا ہر کا آنا جانا اور اپنی مرضی سے کچھ کرنا خواب و خیال ہو جاتا ہے حریت ... آہ حریت شیریں جہاں آرا کے الفاظ سے بہت متاثر ہوئی اور مفید مطلب گفتگو چیلنے کا موقع پا کر کہا

سیدتی ... حریت ... آہ اسی حریت کو احرار چاہتے ہیں اور اسی کا مطالبہ وہ سلطان سے کرتے ہیں وہ جرم ہے جس کی پاداش میں سلطان ان کو چن چن کر قتل کر دینا چاہتے ہیں۔

شیریں نے یہ الفاظ کہے اور پھر اس اندیشہ سے کانپنے لگی کہ کہیں اُس کے ان الفاظ کا نتیجہ خطرناک نہ نکلتے وہ اس خیال سے ڈر رہی تھی کہ جہاں آرا کو اُس نے یہ کہنے سے سلطان آہ وہ تو چاہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی آزاد زندگی بسر کر سکے یہ ان تک کہ وہ خود ہی ان کی حالت ملندین ایک ایسے قیدی کی سی ہے جو چاروں طرف سے گھرا ہوا ہو لیکن آہ آہ کیا صورت ہو سکتی ہو کہ آزادی نصیب ہو ... شیریں میں تمہیں آکاہ کرتی ہوں کہ تم نے حقیقت حال کے اظہار میں عجلت سے کام لیا ہے ... اگر میرا خیال غلط نہیں ہو تو میں تم میں جذبات محبت اور صدق مودۂ نمایاں پاتی ہوں بیشک تم مجھ سے محبت کرتی ہو اور مجھ سے سن ظن رکھتی ہو کیونکہ میرا خیال غلط ہے

شیریں نے ہمارا خیال صحیح ہے بیشک تم ایک ایسی لڑکی سے مخاطب ہو جو تم سے محبت کرتی اور تم پر اعتماد رکھتی ہو کاش میں اس قابل ہوتی کہ تمہاری کوئی خدمت کر سکتی

جہاں آرا اسی اور دروازہ کے باہر جا کر ادھر ادھر غور سے دیکھا گویا وہ اس کا اطمینان کر رہی ہے کہ کوئی ان کی باتیں تو نہیں سن رہا ہے اس کا اطمینان کر لینے کے بعد وہ واپس آکر شیرین کے پاس بیٹھ گئی اور کہا

پیارے شیرین! اگر میں تم سے کسی خدمت کی متنبہ ہو سکتی ہوں تو صرف اس کی کہ تم مجھے اس قید خانہ سے نکالو اور آزاد زندگی بسر کر کے کامیاب ہو جاؤ کیا تم مجھے یہاں مطمئن اور مامون خیال کرتی ہو..... آہ یہاں اطمینان ایسا من کہاں.....

جہاں آرا کے الفاظ نے شیرین کے دل میں شک پیدا کر دیا اور وہ سوچنے لگی کہ کبیں جہاں آرا اس کا اتخان تو نہیں کر رہی ہے لیکن مٹایہ خیال آیا کہ جہاں آرا نے اس کے راز سے واقف ہونے کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ..... وہ خود اپنے راز سے اس کو آگاہ کرنے پر آمادہ ہوا اس خیال نے شک کو دور کر دیا اور وہ اپنے دل میں ملامت ہوئی اور بھر کہا اگر میری خوش قسمتی مجھے ایسا موقع سے کہ میں راز کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤں تو میں حکم وعدہ کرتی ہوں کہ میں اور رازہ دونوں تمہارے محال لچائے کی پوری کوشش کریں گے اور جس طرح ممکن ہو گا تمہیں محال لچائیں گے محترم خاتون اگر رازہ تمہاری کوشش سے نجات پا گیا اور وہ لوگ جو رازہ کے ساتھ حصول دستور کی کوششوں میں مصروف ہیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے اور یقیناً وہ کامیاب ہوں گے تو اس کامیابی کا تاج تمہارے سر رکھا جائیگا..... تم اطمینان رکھو میں تم پر اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہوں“

جہاں آرا شیرین تم اپنے اور رازہ کے متعلق جو کچھ کہہ رہی تھیں لیکن جمعہ اتحاد و ترقی کے دوسرے ممبروں کی نسبت میں کوئی اعتماد نہیں رکھتی میں ان لوگوں کے حالات سے تم سے زیادہ واقف ہوں بہت وعدہ دستور اور حریت کا مطالبہ کر رہی ہوں لیکن فاکم کی لیں لیکن چند روز بعد وہ فنا ہو گئیں اور ان کے ممبروں نے مناصب کے لالچ سے ہمت نہ ہنچ کر اپنے کو سلطان کے حوالہ کر دیا خدا بخیر اس سے میرا تشاہد نہیں ہو کہ تمام لوگ لالچی اور مطلب پرست ہیں حقیقی وطن پرست اور سچے احرار اس سے مستثنیٰ میں وہ ملک کے شہید ہے قادیان میں لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں..... سالونیک میں جو انجن قائم ہوئی ہے اس کا نسبت بھی میرا خیال ہی ہے کہ وہ بھی پیرس وغیرہ کی ٹیٹوں کی طرح ہے

لیکن بایں ہمہ کہ ان انجمنوں پر اعتماد و یمن ہم صدقِ دل سے اُنکی کامیابی کی دعا کرتے ہیں۔

جہاں آرا اپنے الفاظِ ختم کر کے اس لئے خاموش ہو گئی کہ شیرین بس یہ ظاہر ہو جائے کہ اسے اس قسم کی باتوں سے کچھ ڈیڑھ نہیں ہے اور وہ انجمن کے اسرار سے آگاہ ہونے کا خیالی انجمن تھی اس قسم کا فریبِ حصولِ یمن زیادہ مفید ثابت ہو یا نہ اور مخاطبِ طعن ہو کر تمام اسرار سے آگاہ کر دینا ہر جہاں آرا نہایت دشمنی سے فریب دیکر اپنا قصہ چھل کر رہی تھی اور شیرین کو خبر بھی نہ تھی تو ڈری ڈیر خاموش ہو کر اس نے کہا بیکار باتوں میں وقت گزر گیا اور جس غرض سے اس وقت میں یہاں آئی تھی اس کا خیال ابھی نہ رہا۔ ہر حال میں ہم غلاموں میں سے کچھ پہلے تھیں اس امر سے آگاہ کرتی ہوں کہ اسرار کی حفاظت کرنے میں مجھے تم پر بھروسہ ہے اور اپنا راز بیان کر دینے میں مجھے کوئی غم نہ ہو گا اس کے بعد میں محذرتِ خواہ ہوں کہ میں اس وقت تک راز کا سال معلوم کرنے کی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکی موقع کی مستلاشی ہوں موقع ملنے پر سب سے پہلے میں اس خدمت کو انجام دوں گی۔

شیرین۔ کیا میری دوستی سے ابھی کوئی موقع حاصل نہیں ہوا

جہاں آرا۔ بلیکات کی حالت میں تم سے بیان کر چکی ہوں بلیکات کو قصر سے باہر نکلنے یا لو نہی اور خواجہ سراؤں کے سوا کسی کو ان کے پاس آنی کی طبعی ممانعت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام بلیکات و خواجہ سراؤں میں شغل رہتی ہیں البتہ میری حالت دوسری بلیکات سے کسی قدر مختلف ہے اور مجھے کبھی کبھی یہ عزت حاصل ہو جاتی ہے کہ میں اپنے قصر سے باہر نکل کر سلطان کے حضور میں حاضر ہوتی ہوں اس کے علاوہ حال میں مجھے یہ شرف نصیب ہوا ہے کہ ایک ڈاکٹرِ خاص طور پر میرے لئے مقرر ہوا ہے جو وقتاً فوقتاً میری خیریت دریافت کرنے آتا ہے مجھے حیرت اور تعجب ہے کہ سلطان نے مجھ کو یہ عزت کیوں دی ہے جو ڈاکٹرِ جو میرے پاس آتا ہے نہایت شریف و آدمیوار ہے اور میری دلچسپی اس وقت تک مجھے یہ جرات نہیں ہوتی کہ میں اس سے یہ دریافت کر سکوں کہ سلطان نے مجھے یہ شرف کیوں بخشا ہے ہر حال میں میری رائے ہے اور امید ہے کہ تم اس سے اتفاق کرو گی کہ میں ڈاکٹر سے نہیں ملاؤں اور یہ ظاہر کر کے کہ تمہاری طبیعت اچھی نہیں ہے اس کو تمہارے پاس لاؤں تم اس سے سلسلہ گفتگو میں راز کا سال دریافت کر لینا ممکن ہے اسے راز کا حال معلوم ہو اور وہ نہیں اس کا پتہ بتلا دے۔

اچھا میں جانتی ہوں تم ہمیں رہو اور پلنگ پر لیٹی رہو قصر کے ملازمین میں میں یہ مشہور کئے دیتی ہوں کہ آپ کی طبیعت اچھی نہیں ہے

یہ کہہ کر جہان آرا چلی گئی اور شیرین فرشتہ پر مدد کی طرف بھاگی جس وقت کہ لپٹ گئی اور آہر کے نیال میں مجھ ہو گئی تو بڑی دیر میں ایک غلام آہستہ سے کمرہ میں داخل ہوا اور دشمنی کر کے چلا گیا شیرین کہی گھٹنے ڈکڑ کے انتظار میں بیٹھی کہ وہ میں بدلتی رہی آخر اسے زمین پر لگی اور ڈاکٹر نے آیا ڈاکٹر کے قصر میں آنے کا کوئی دن یا وقت مقرر نہ تھا بلکہ کبھی کبھی آیا کرتا تھا شیرین کے قصر میں داخل ہونے پر سلطان کے حکم سے نادر آغا نے ڈاکٹر کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ دو تین دن جہان آرا کے قصر میں نہ جائے اسلئے کہ سلطان نے اس کی خدمت جہان آرا کو ملک عدم پہنچانے کی خدمت کو دو تین دن کے لئے مقرر کر دیا ہے

صبح سیر سے اٹھ کر جہان آرا شیرین کے پاس پہنچی تاکہ اس کو اطلاع دے کہ رات کو ڈاکٹر قصر میں نہیں آیا شیرین کے قریب بیٹھ کر اس نے معذرت چاہی اور پھر ایک غلام کو خفیہ طور پر پٹا کر کے بلائے کے لئے بھیجا اور شیرین کی طرف دیکھ کر کہا

عزیزہ تم نے ہماری مفید زندگی کو دیکھا مجھے اتنی جرأت نہیں ہے کہ میں ڈاکٹر کو علانیہ قصر میں بلانے خفیہ طور پر اس کو بلایا ہے اگر سلطان کو معلوم ہو جائے کہ میں نے خفیہ طور پر ڈاکٹر کو طلب کیا ہے تو خدا جلنے دے کیا کریں ان کے نزدیک ادنیٰ سزا قتل ہے یہ سانسے جو باسنورس پر رہا ہے، مقتولوں سے بہرہ پڑا ہے

آخری الفاظ جہان آرا نے آہستہ سے ادا کئے اور چاروں طرف خوف آمیز نظریں ڈالیں شیرین نے بیعت حال سے اکھاڑنے کے لئے کہا

مترم میراں جب قصر کی زندگی تمہارے لئے اتنی خطرناک ہے تو تم قصر کو چھوڑ کر آزاد زندگی بسر کرنے کے لئے یہاں سے نکل کیوں نہیں جاتیں

جہان آرا میں نکل کر کہاں جاؤں میں تمہوں نہ کوئی مددگار تھا سنا اس کے علاوہ مجھے احرار پہلوی اعتماد نہیں کہ ان میں جا کر مل جاؤں کیونکہ یہ بگ خود مستقل مزاج انہیں ہیں اور ان میں کسبت سے لوگ ڈر کر اور اپنے خیالات کو چھوڑ کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں

شیرین ربات کا ملک محترم خاتون میں تھیں یقین دلاتی ہوں کہ احرار کی اب وہ حالت نہیں ہے جو پہلے تھی اب وہ تہایت مستعدی سے کام کر رہے ہیں اور مستقل مزاج ہیں اور پھر پورا بہرہ و کمال حاصل کیا۔
جہان آرا اسکو حرکت دیتے ہوئے گویا اسے شیرین کی لڑکے سے اتفاق نہیں ہے، نہیں مجھے یقین نہیں وہ بدستور اپنی حالت پر ہیں۔

شیرین میں تھیں مگر اس کا یقین دلاتی ہوں کہ اب کی مرتبہ جو لوگ دستور کا مطالبہ کرنے اٹھے ہیں وہ خود غرض نہیں بلکہ بچے محب وطن ہیں میں ان کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں
 حصول مقصد کا ایک ذریعہ پاکر اور شیرین کو حریت پسندانہ حال بیان کرتے ہوئے دیکھ کر جہان آرا بہت خوش ہوئی اور کہا

بھاری خاتون اصل بات یہ ہے کہ ہم عہدت ذات مردوں کے حال سے کوئی نگاہ ہو سکتے ہیں لیکن آتما میں ضرور کہیں گی کہ احرار میں مشکلات و مصائب برداشت کرنے والا اور مستقل مزاج جتنا مرادبک تھا اتنا اب تک کوئی نہیں ہوا نہ ہی مرادبک اب سلطان کے قصر میں داخل اور بلڈرین ہو چکا۔
شیرین - (مسکراتے ہوئے) میں تم سے بیان کر چکی ہوں کہ انجمن اتحاد و ترقی کے موجودہ کارکن اپنی پیش رفت سے بالکل مختلف ہیں موجودہ کارکنوں میں جو استقلال اور مدنی حریت موجود ہے وہ جہان آرا تک کسی کو نصیب نہیں ہوا..... اگر اسرار کے اثنا اور انجمن کی حرمت کا خیال دامنگیر نہ تو میں تم سے بعض باتیں بیان کرتی تاکہ تم ان کو معلوم کر کے ان کے استقلال کا اعزاز کر سکیں اور میرے بیان کی تصدیق کر سکیں۔

جہان آرا اگر دن بھر کے کچھ سوچتی رہی اور پھر شیرین کی طرف عتاب آمیز نظروں سے دیکھ لکھا۔
 تم نے بچ کہا انسان کی اسرار کی حفاظت پر مستقل مزاج رہنا چاہیے اور کسی کے اسرار کو اٹھان بھر ظاہر نہ کرنا چاہیے ہم نے اس موضوع پر اس وقت تک جو باتیں کی ہیں وہ حد سے تجاوز ہو گئی ہیں..... لیکن میں تم پر بھروسہ رکھتی ہوں اور تم نے سلسلہ گفتگو میں جو باتیں بیان کی ہیں تمہارے افسر کو دیکھ کر میں یقین ان پر طاعت نہیں کرتی ہر حال آئندہ احتیاط کی ضرورت ہے۔
 شیرین شرمائی اور شرمندگی سے اس کے رخسار سے سرخ ہو گئے اس نے محسوس کیا کہ فی الواقع اس نے سے تجاوز ہو کر بعض باتیں بیان کیں ہیں دیر تک وہ اس پر خاموش کرتی رہی اور پھر اسرار کی

حفاظت کا عند حکم کر کے کہا

سیدنی شایقہ نے میرا مقصد سمجھنے میں غلطی کی بہر حال تمہاری تنبیہ کی شکر گزار ہوں.....
 میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ اپنا راز تم سے چھپاؤں گی اگر وہ میرا راز ہے لیکن جو راز
 میرے قلب میں محفوظ ہیں وہ میرے راز نہیں بلکہ پیارے راز کے راز ہیں جو اس نے مجھ سے
 بیان کئے اور محفوظ رکھنے کی تاکید کی ہے وہ مجھ پر کامل اعتماد رکھتا ہے اس کے راز میرے منہ
 سے نکلنے گئے اگر میں اس کا راز ظاہر کر دوں گی تو یہ ایک خیانت ہوگی البتہ جو راز میرے ذاتی ہیں
 ان کے بیان کرنے اور ان سے تمہیں آگاہ کرنے میں مجھے عذر نہیں

جہان آرا پیاری شیرین تمہارا استقلال دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور اب تمہاری قدر
 میری نگاہوں میں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی انسان کا فرض ہے کہ وہ امانت اور صدق
 کو اپنا شعار بنائے اور مصداقت کے خلاف کوئی کام نہ کرے ورنہ وہ انسان نہیں بلکہ شریر ہے
 خدا نہ کرے تم شریر ہو میں نہیں اطمینان دلاتی ہوں کہ تم نے جو کچھ مجھ سے بیان کیا ہے میں اسکی
 پوری حفاظت کروں گی میرا مقصد اس بحث سے یہ نہ ہنا کہ میں تم سے جیسے اتحاد و ترقی کے
 اسرار معلوم کروں بلکہ میری غرض یہ تھی کہ کارکنان جمیعت کے حالات معلوم کر کے اس فرقہ کو دیکھوں
 جو پہلے حریت پسندوں اور موجودہ محب وطن لوگوں میں ہو

شیرین، جہان آرا کا مافی الضمیر معلوم کر کے خوش ہو گئی اور جو خطرہ افسانے راز کا اس کو ہو گیا تھا
 وہ مٹھ ہو گیا اب وہ جہان آرا کی پاکیزگی ضمیر کا اعتقاد کر کے اس پر آمادہ ہو گئی کہ وہ اپنے راز
 سے اس کو آگاہ کرے چنانچہ اس نے نہایت اطمینان سے مسکراتے ہوئے کہا

جمیعت اتحاد و ترقی کے سابق اور موجودہ کارکنوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے انہیں کے موجودہ
 کارکنوں میں زیادہ حصہ عثمانی سپاہ کے افسان کا ہے پہلے صرف اویس اور اہل قلم اس کے ممبر
 تھے اور اب یہ کہ جلد عثمانی سپاہ کے تمام افسان میں شریک ہو جائیں گے اور جب یہ مرحلہ طے
 ہو جائیگا تو کیا سلطان عبدالحمید خان سے یہ ممکن ہو گا کہ وہ ان کی کوشش کو رد کر دیں اور ان
 کے مطالبات کو پورا نہ کریں

جہان آرا دحیرت سے کیا یہ صحیح ہے؟ ہاں میں نے بھی اس کے متعلق کچھ سنا ہے لیکن لوگوں کا

یہ بیان ہوا صرف وہ لوگ انہیں میں شریک نہ ہیں جو کہ سب سے پہلے یہ کہہ کر آیا تھا کہ
 شیرین انہیں آپ سے جو کہہ سنا ہر غلطی نہ کرے شامی انہیں میں شریک ہیں وہ دونوں
 کے اعلیٰ انہیں اور ان کے تمام ماتحت اور پادشاہان کے ساتھ ہے وہ جب چاہیں اپنے ماتحت
 انہیں اور سپاہ سے کام لے سکتے ہیں میں ان میں سے بہت سے انہوں سے واقف ہوں
 شیرین نے مذکورہ بالا الفاظ ادا کئے اور پھر یہ سوئی کہ اس سنا خدوین سے باطنی واقفیت کا
 بھی اظہار کیا ہے بہت تاؤم ہوئی اور ندامت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا

انٹروال باب

ڈاکٹر ناظر

شیرین کے بیان سے جہاں آرا کہ یہ راستہ قائم کرنے کا موقع مل گیا کہ شیرین انہیں اتحاد و ترقی کے
 تمام اسرار سے واقف ہو لیکن اس وقت اس نے مزید گفتگو کو مناسب نہ سمجھا کہ
 میں دیکھتی ہوں کہ تم تصریح اور افشاء کے راز کے معاملہ میں غریب ہو میں تمہیں ہدایت کرتی ہوں
 کہ راز کی تصریح مناسب نہیں ہے اور تمہیں اس کا خیال رکھو.....
 یہ کہہ کر چلا آنا خاموش ہوئی اور پھر ٹپا ہٹ سکر گیا
 تاہم یہ آواز کسی شاہد ڈاکٹر آیا ہے اس کے قدموں کی آہٹ ہو
 یہ کہہ کر جہاں آرا کہ سے باہر گئی اور پھر ہوئی ویر بومدائیں آکر کہا
 میرا خیال غلط تھا ڈاکٹر نہیں کیا اس کو آج نصرین آئیںی ممانعت کو دیکھتی ہوئی تھی حال میں نے
 اس کو نہ دیکھا پر بلایا ہے اور آج رات کو وہ ضرور آئے گا
 تاہم یہ بات گذر جانے پر جب نصر کے تمام آدمی سو گئے جہاں آرا شیرین کے کمرہ میں بھی اور خازنہ
 کو ڈاکٹر کے انتظار میں باہر چھوڑ آیا آدمی رات کے قریب ڈاکٹر آیا اور خازنہ اس کو لیکر شیرین کے
 کمرہ میں بھی ڈاکٹر نے چلا گیا کہ اس کو سلام کیا اور پھر کہا
 حسب حکم میں حاضر ہوا ہوں..... کیا ارشاد فرما ہے

شیرین نے ڈاکٹر صاحبہ کو یہ سچا کہہ دیا کہ آپ کو معلوم ہے میرے آپ سے مجھ سے تیرا سہارہ میں نے اس وقت آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ میری جیسے جو حال میں میرے ہاں آئی ہو طبیعت نامناسب ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ ان کا علاج کریں۔

یہ کہہ کر جہاں آئے شیرین کی طرف اشارہ کیا جو پلنگ پر لیٹی تھی ڈاکٹر نے شیرین پر نظر ڈالی لیکن ادب کے خیال سے زلیوہ غور سے انہیں دیکھا جہاں آئے شیرین کو مخاطب کر کے کہا

پیارے شیرین! ٹھوڑا کچھ ڈاکٹر صاحبہ آئے ہیں ان سے اپنا حال بیان کر دینا یہی آئی ہوں یہ کہہ کر جہاں آئی گئی ڈاکٹر نے جہاں آئے کے چلے جانے اور خلیہ ہو جانے کو تعجب کی نظر سے دیکھا اور شیرین کے پلنگ کے قریب کرسی پر بیٹھ کر شیرین سے اس کا حال دریافت کیا شیرین نے کہا

میرے سر میں خدید درد ہے
ڈاکٹر سر جھکا کر دیکھا شیرین کی آواز سن کر چونک پڑا گویا انہوں نے کہہ سنا سا آواز کو سنا
ہے اور شیرین کی طرف دیکھا ڈاکٹر کی عمر تیس سال کی تھی شیرین کو دیکھ کر اس کا دل زور زور حرکت کرنے لگا کیونکہ شیرین کی صورت راز کے دور سے جس کو اس نے سالونیک میں دیکھا تھا بہت مشابہ تھی دیر تک دونوں ایک دوسرے کی طرف حیرت اور تعجب سے دیکھتے رہے آخر ڈاکٹر نے
شیرین کو پہچان کر کہا "شیرین"

شیرین ہاں.... کیا آپ ڈاکٹر ناظر ہیں

ڈاکٹر ہاں.... تم یہاں کیوں آئیں اور کون تم کو یہاں لایا؟

شیرین میں راز کو تلاش کرنے آئی ہوں

راز کا خیال آتے ہی شیرین کو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور پھر رقت خیز لہجہ میں کہا

ڈاکٹر صاحبہ راز کہاں ہے.... آپ یہاں کیا کرتے ہیں

ڈاکٹر راز بہت سے مین یہاں اپنے بہائیوں کی خدمت انجام دیتا ہوں اور استیلاوی

حکومت کے احکام اور اہم خبروں سے انہیں آگاہ کرتا رہتا ہوں.....

راز..... راز کل تک تو.....

یہ کہہ کر ڈاکٹر خاموش ہو گیا گویا وہ کسی اہم بات کو چھپا رہا ہے

شیرین (خوفزدہ) راضی کہائیں خدا کے لئے جلدی تباہ کیا کسی مصیبت میں مبتلا ہیں....
کہو خدا کے لئے کو وہ کہاں ہیں

ڈاکٹر شیرین خدا کے لئے دل کو قابو میں رکھو گہرا ہنسن تم بھمار ہو کر احتیاط سے کام نہیں لیتیں
اطمینان سے بیٹھو میں تمام حالات سے تمہیں آگاہ کر دوں گا۔

شیرین گہرا گئی اور ڈاکٹر کی تنبیہ سے اُس نے سمجھا کہ راضی یقیناً کسی مصیبت میں مبتلا ہو اسی کے
ساتھ اسے خیال ہوا کہ ڈاکٹر یلڈز میں احوار کا جاسوس بر ضرر راضی کے حال سے واقف ہو گئے
اُس نے ڈاکٹر کی طرف دیکھا اور عاجزی کے لہجہ میں راضی کا حال دریافت کیا ڈاکٹر نے کہا

چند روز پہلے مجھے معلوم ہوا تھا کہ راضی یلڈز لایا گیا ہے اور قصر الماطن میں نظر بند ہے کئی روز کی
کوششوں کے بعد کل شام مجھے قصر الماطن میں داخل ہو نیکا موت ملا افسوس ہے کہ راضی وہاں
ہنیں تھا آخر میں ناکام واپس آیا

شیرین وہ کہاں ہے.... آہ قصر الماطن سے وہ کہاں گیا اور اس کو کہاں لیجا لیا گیا
ڈاکٹر افسوس ہو کر مجھ اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں لیجا لیا گیا اور اس وقت کہاں ہے
شیرین ڈاکٹر صاحب آپ چھپاتے ہیں خدا کے لئے بلائیے وہ کہاں ہیں... کیا خدا نخواستہ کو قتل کر دیا گیا
ڈاکٹر (آہستہ بولنے کا اشارہ کرتے ہوئے) میں صبح عرض کرتا ہوں مجھے معلوم نہیں راضی کہاں ہے
اور نہ اس کا پتہ ہے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا مجھے کیا یلڈز میں کسی کو اس کی خبر نہیں ملتی
ہمت سی تحقیقات کے بعد صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ دو روز پہلے کہ ہی رات کے بعد اس کی مین
میں بلا لیا گیا تھا وہاں سے وہ پھر واپس نہیں آیا

یہ کہہ ڈاکٹر نے سر کو حرکت دی گویا وہ راضی کی گمشدگی کو نہایت اہمیت دے رہا ہے
شیرین نے ڈاکٹر کے بیان اور ڈاکٹر کے چہرہ سے وحشت کے آثار نمایاں پا کر بے راسے قائم کر لی
کہ راضی کو خفیہ طور پر قتل کر دیا گیا اور اُس نے رقت خیز اجہ میں کہا ڈاکٹر صاحب راضی قتل کر دیا
گیا.... آہ اس کو مار ڈالا گیا.... میرا خیال ہے کہ اس کا بے جان جسم باسفورس کی چمیلین کا
طعنہ بن گیا یہ کہہ کر وہ اپنا سر ہٹنے اور رونے لگی ڈاکٹر نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا
شیرین ہوش میں آؤ اپنی زندگی کو خطرہ میں نہ ڈالو... نہ صرف اپنی زندگی کو بلکہ ہم سب کی زندگی کو

شیرین (بلند آواز سے) آہ راضی کے بعد مجھے اپنی زندگی کی پرمناہنیں البتہ آپ کی زندگی قیمتی ہے آپ احرار کو بہت فائدہ پہنچا رہے ہیں

ڈاکٹر شیرین تمہاری زندگی مجھ سے زیادہ احرار کے لئے نافع ہے..... دل کی قابو میں رکھو..... اگر فرغ کر لیا جائے کہ ہمارے بہائی راضی کو حریت و دستور کی راہ میں قربان ہونا پڑا ہے تو ہمارے لئے بھی یہ مسرت کا موقع ہے اور راضی کو بھی مبارک ہو اس کا نام تاریخ میں ہمیشہ

یاوگارا رہیگا..... کاش مجھے بھی یہ دن نصیب ہوا اور میں بھی راہ و دستور میں شہید ہوں“ شیرین نے گردن جھکا لی وہ اگرچہ راہ و دستور میں خدا ہو جائیگی آرزو مند تھی لیکن راضی کی محبت اس آرزو پر غالب تھی محبت پرست مہتی کے لئے محبوب کی محبت دنیا کی تمام چیزوں کی محبت سے زیادہ ہوتی ہے اور محبوب کی محبت پر دنیا کو قربان کر دینا اس کے نزدیک کوئی باریک بینی نہیں ہوتی

دیر تک شیرین خاموش سر جھکا رہے بیٹھی غور کرتی رہی آنسو رخاؤں پر رہے تھے اور چہرہ پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے ڈاکٹر نے پھر سلسلہ گفتگو شروع کرتے ہوئے کہا

شیرین راضی کے متعلق انہی کوئی صحیح رائے قائم نہیں کی جاسکتی میرا خیال ہے اور اس کے قوانین موجود ہیں کہ راضی زندہ ہے اور اسی قتل نہیں کیا گیا پھر حال صبر و استقامت سے کام لو خداوند تعالیٰ صابرین کی مدد کرتا ہے“

شیرین اور ڈاکٹر اسی قسم کی باتوں میں مشغول تھے کہ دروازہ پر کسی کے قدموں کی آہٹ ہوئی دونوں خاموش ہو گئے اور مٹا جانا آساکرہ میں داخل ہوئی اور ڈاکٹر کو مخاطب کر کے کہا

کیا میرے محترم جہان کا تمہارے علاج کیا

شیرین نے ڈاکٹر کے جواب کا انتظار نہ کر کے خود ہی کہا

محترم خاتون علاج اب بیکار رہے آہ راضی کو قتل کر دیا گیا اور اب میرا بیٹا عجب ہے

یہ کہہ وہ رونے لگی ڈاکٹر شیرین کے الفاظ کے حیرت میں رہ گیا کیونکہ وہ اس امر سے واقف نہ تھا کہ اس کو اسی لئے بلایا گیا ہے جان آمانے شیرین کے الفاظ سن کر کہا شیرین کیا کہہ رہی ہو..... کیا راضی قتل کر دیا گیا..... کس نے قتل کیا

شیرین خاتون تمہارے کہا تھا کہ میں ڈاکٹر صاحبہ سے راضی کا حال دریافت کرو لیکن ان کے

بیان سے معلوم ہوا کہ راز کو تصریط سے آدمی رات کے وقت مابین لچایا گیا اور اس وقت تک وہ وہاں سے واپس نہیں آئے۔۔۔۔۔ کیا تمہارے نزدیک اب یہی کوئی شبہ ہو ضرور ان کو قتل کر دیا گیا۔

جہاں آسانے گردن جھکالی اور خوف کے آثار اس کے چہرے سے نمایاں ہوئے اور کہا یہ ضرور ہی نہیں کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہو اگرچہ یہ خطرہ امکان رکھتا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہو کہ ان کو کسی دوسری جگہ نظر بند کر دیا ہو۔

ستروان باب

شاندار کامیابی

ڈاکٹر افطاسے راز سے ڈر گیا اور خطرہ کو ٹالنے کے لئے اس نے جہاں آما کو اس راز سے آگاہ کر دینا چاہا جس پر وہ مامور ہوا تھا یعنی جہاں آما کا قتل چنانچہ اس نے کہا محترم خاقون کیا آپ کا خیال ہے کہ راز کو قتل کر دیا گیا جہاں آما اگرچہ مجھے اس کا یقین نہیں لیکن میں کہہ سکتی ہوں کہ قتل کیا جانا ممکن ہو کیونکہ سیانت دولت میں اس قسم کا قتل جائز ہے ڈاکٹر کیا آپ کے نزدیک صرف شبہ پر قتل جائز ہے جہاں آما سیر خیال کیا گیا تھی فیذا سفر قتل کے حجاز کا فتویٰ دیکھا ہے ڈاکٹر کیا تھیلی کے فلسفے سے عین بحث نہیں آپ کی رائے کیا ہو گی آپ بھی شبہ پر قتل کو روا رکھتی ہیں خواہ آپ کو ہی قتل کیا جائے۔

جہاں آما اب تک کہ یہ آپ نے کیا کہا۔۔۔۔۔ ان الفاظ سے آپ کی کیا مراد ہے ڈاکٹر ایک اہم راز میرے سینہ میں مقفل ہے۔۔۔۔۔ چند روز میرے سلطان نے مجھے ایک اہم خدمت پر مامور کیا ہے لیکن میں نے آپ پر دم نہا کر اس وقت تک انہی خدمت کو انجام نہیں دیا۔

جہان آرا شاید آپکا مطلب یہ ہے کہ سلطان کو میرے قتل پر آپ کو مامور کیا ہے
ڈاکٹر محترم خاتون گہر اوہنین اطمینان سے سنو..... بیشک آپ کے قتل پر سلطان نے مجھے
مامور کیا ہے لیکن میں آپ کی زندگی آپ کو دو بار بخشاتا ہوں۔

جہان آرا (کا ہنپتے ہوئے) محترم محسن صاف بیان کرو..... ڈروہنین
ڈاکٹر کیا آپ تباہ کنی ہیں کہ آپ سے پہلے بیگمات کے قصر میں باہر کا کوئی شخص آیا ہے اور خصوصاً
کوئی ڈاکٹر

جہان آرا ہنپن کھی ہنپن

ڈاکٹر تو پھر سلطان نے آپ کو یہ امتیاز کیوں عنایت فرمایا
جہان آرا محترم ڈاکٹر میری بھیمین کچھ ہنپن آتا آپ حقیقت حال سے آگاہ فرمائیے
ڈاکٹر محترم خاتون آپ کی زندگی غلوہ میں ہو جب سے آپ بیگم بنائی گئی ہیں سلطان آپ کی طرف
سے بہت مشکوک ہیں کسی بخوبی نے ان سے کہہ دیا ہے کہ حرم سلطانی میں کسی دہنی بیگم سے ایک بچہ پیدا
ہو گا جو ان کی حکومت کے لئے خطرناک ہے اس خیال سے انہوں نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو نہایت
نیز زہر ملا کر آپکا کام تمام کر دوں..... کیا میرے بیان پر آپ کو شک ہے اگر آپ غور فرمائیں گی
اور سلطان کی ان باتوں کو پیش نظر رکھیں گی چاہے آپ کو ملا کر انہوں نے کی تہین تو آپکا شک و شبہ
دور ہو جائیگا اور میرے بیان کو آپ سچ مان لیں گی بہر حال یہ سون مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں
آج شام کو آپکا خاتمہ کر دوں لیکن پھر کچھ دیر بعد مجھے آگاہ کیا گیا کہ دو تین روز توقف کیا جائے
آپ ان باتوں پر غور فرمائیے اور پھر رائے قائم فرمائیے کہ میرا بیان غلط ہے یا صحیح۔

جہان آرا کو وہ بایں یاد آئیں جو سلطان نے اس کو اپنی خدمت میں بلا کر اس سے کی تہین میر
تک وہ ان باتوں پر غور کرتی رہی ڈاکٹر نے جہان آرا کو خاموش پا کر کہا

محترم خاتون کیا آپ کو میرے بیان پر کچھ شبہ ہے اور کیا میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اس میں
آپ کو شک ہے..... اگر آپ کو یقین ہنپن ہے اور آپ نے سلطان کو میرے بیان سے آگاہ کر دینے
کا ارادہ کیا ہے تو مجھے اپنی زندگی کی پے داہنپن ہے میں اپنی طرف سے ہر وقت مطمئن ہوں لیکن میرا قتل
آپ کو پچا ہنپن سکا اگر میرے ہاتھ سے آپ محفوظ رہیں تو دوسرا شخص اس خدمت کو انجام دے گا آپ کا بچہ چلے جائے

جہاں آگاہی دہ تمام باتیں جو ڈاکٹر اور شیریں کے درمیان ہوئی تھیں چسپ کر سن لی تھیں اور خصوصاً یہ الفاظ جو ڈاکٹر نے نہایت اطمینان کے لہجہ میں کہے تھے کہ وہ راہ دستور میں قربان ہو چانگی آرزو رکھتا ہے اس لئے اس کو ڈاکٹر کے بیان کو تسلیم کرنا پڑا اور اُس نے سمجھ لیا کہ ڈاکٹر نے جو کچھ کہا ہے وہ خطہ کو دہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ سہودی کی راہ سے اہل حقیقت بیان کی ہے لیکن اطمینان فرم کے لئے اُس نے دریافت کیا

سلطان کو میری طرف سے بدگمانی کیوں ہو اور وہ مجھے کیوں قتل کر دینا چاہتے ہیں
ڈاکٹر کیا آپ ارمیہ الاصل نہیں ہیں

جہاں آرا ان میں ارمیہ ہوں

ڈاکٹر کیا آپ معلوم نہیں کہ سلطان آئینیوں سے خائف ہیں اور ان کو اپنی حکومت کا برخلاف خیال کرنے اور خطرناک سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بہت سے آئینیوں کو بے دریغ قتل کر دیا ہے اس کے علاوہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ایک منجم نے سلطان کو آگاہ کیا ہے کہ ایک ارمیہ عورت سے اُن کے ایک بچہ ہو گا جہاں کی حکومت کو برہو کر دیا گیا اسی انایشہ کو سلطان نے آپ کو قتل کا حکم دیا۔ یہ اور مجھے اس خدمت پر مامور کیا ہے لیکن میں نے قصدِ آخر فرض سے چشم پوشی اور کوتاہی کی ہے کیونکہ مجھے آپ کی جانی پر رحم آتا ہے۔

جہاں آرا آپ نے اس خدمت کو کیوں قبول کیا کیا آپ میرے قتل پر آمادہ ہیں
ڈاکٹر خاتون کیہ میرا یہ ارادہ نہیں تھا کہ اپنے ہاتھوں کو آپ کے قتل سے طوط کر دوں ایک حریت پسند شخص سے یہ امر قطعی ناممکن ہو کہ وہ کسی بیگناہ کے خون کا بار اپنی گردن پر لے میں نے اس خدمت کو صرف اس لئے قبول کیا ہے کہ میں دارِ حرم میں داخل ہو سکوں اور محکمہ مابین کی خبروں سے اپنے احوال بھائیوں کو آگاہ کر تا رہوں.... خاتون اہل یہ کہ میں یلڈز میں اپنے احوال بھائیوں کا خاموس ہوں.... اور نہایت آزادی سے بے خوف ہو کر اپنے راز سے آپ کو آگاہ کرتا ہوں مجھے اس کا اندیشہ بالکل نہیں ہے کہ آپ سلطان کو اس سے آگاہ کر دیں گی میں راہ دستور میں قربان ہو جانے کا آرزو مند اور متعین ہوں مجھے اپنی زندگی کی بالکل ہمدان نہیں ہے دستور کے طالب احوال ہر ذرا دین کی تعداد میں ہیں اگر ان میں سے دستور کے حصول کی کوشش میں آؤ

قربان ہو جائیں تو پروا نہیں اس راہ میں قربانی سے محبت نہجین گے وہ یقیناً ملک کو آزاد کرالیں گے اور دستور چل کر لیں گے..... بہر حال مجھے اور میرے دوسرے احرار بھائیوں کو اپنی زندگی عزیز نہیں لیکن یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا زندہ رہنا بھی ناممکن ہی سلطان آپ کے وجود کو حکومت کے لئے خطرناک قرار دیکھے ہیں اور آپ کو ضرور قتل کر دینگے اسلئے بہتر یہ ہے کہ آپ میری نصیحت قبل فرمائیں اور سلطان کی محبت کو دل سے دور کر کے یہاں سے نکل جائیں اور اگر ششہ زندگی کے معاشی کی تلافی میں احرار کے ساتھ شامل ہو کر ملک کی خدمت انجام دیں یہ میرا غصہ نہ مشورہ ہے اب آپ کو اختیار ہے جو جی میں آئے وہ کیجئے۔

ڈاکٹر کی تقریر کا جہان آرا پر ہوا اثر بڑا اچھا اپنی زندگی کو خطرہ میں پا کر فوراً گئی اور خوف سے اس کا خون خشک ہو گیا شیرین نے ڈاکٹر کی صاف گوئی اور آزادی کو حیرت کی نظر سے دیکھا اور اس کی صداقت پر عشق عشق گئی اور جہان آرا کو مخاطب کر کے کہا

سید فی میں آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور امید رکھتی ہوں کہ آپ میری نصیحت کو توجہ سے سنیں گی خاتون اگر آپ نے ڈاکٹر صاحب کے مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور اس کے برخلاف آپ نے سلطان کو ہمارے ساز سے آگاہ کر دیا تو ہمیں اپنی زندگی کی پروا نہیں ڈاکٹر صاحب نے بیان کر دیا ہے کہ وہ راہ دستور میں شہادت کے منتہی میں پہنچنے والے موت کی پروا نہیں کہ راہ دستور میں راضی کے قربان ہو جانے کے بعد بھیجی زندگی عزیز نہیں یہ کہہ کر وہ زار زار رونے لگی جہان آرا شیرین کے ال سے بہت متاثر ہوئی اور سلطان عبدحمید کی محبت میں اسے شک پیدا ہو گیا اور ڈاکٹر ناظر کی کشمکش نے اس کو یقین دلادیا کہ سلطان کی محبت بنا ٹی ہے وہ اس سے صرف اسلئے محبت کی اظہار کرتے ہیں کہ اس سے اہم خدمات لیتے ہیں۔ یہ تک وہ ان باتوں پر غور کرتی رہی اور پھر ڈاکٹر کی عرض پر غور کیا

ڈاکٹر صاحب آپ نے جو کچھ فرمایا بالکل درست ہے۔ فوجیں تو کہیں رہیں کہ میں جانتی ہوں گئی تھی اور مجھے بڑا قریب دیا گیا تھا بہر حال اب کیا کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر میرے نزدیک اب یہ مناسب ہے کہ آپ اس شیرین پلہ سے جاگ کر محل جائیں اور جس قدر جلد ممکن ہو یہاں سے نکل جائیں کہ ششہ کرین۔ میں نہیں رہوں گا اور جبر خدمت پر میرے بھائیوں

ہمائین نے مجھے یہاں مامور کر کے بھیجا ہے اسے انجام دے گا۔
جہان آرا (کھڑے ہو کر) بہتر ہے میں ابی جا کر تدبیر کرتی ہوں..... ڈاکٹر صاحب میں آپ
 کے احسان کو عمر بھر نہ بھولوں گی
 یہ کہہ جہان آرا نے ڈاکٹر کو رخصت کیا اور وہ شیرین کو جہاں وقت بہت دلیکیر تری نیکین بکھا گیا

اکثر وان باب ناکامی

جہان آرا اور شیرین کو فرار کی تدبیروں میں مشغول رہنے دیجئے آئیے ہم جلد حمید کی حالت دیکھیں
 راجہ اور حمید کے جانے کے بعد سلطان متوجع تھے کہ ان کا حیلہ کام کر جائیگا اور جس غرض سے راجہ
 اور حمید کو چھوڑا گیا ہے وہ غرض حاصل ہو جائیگی سلطان کا حیلہ جگ موثر تھا اور احوال ضرور اس
 جال میں پھنس جاتے اگر حمید بک رحمت ہاشمی وصیت اپنے ساتھ نہ لجاتے جہاں کہ آپ پڑے چکے
 سلطان دو روز تک نہایت غمی سے سالونیک کی خبروں کے منتظر رہے لیکن ناظم نے کئی اطلاع
 نہ دی جس قدر وقت گزرتا جاتا تھا سلطان کی غمی بڑھتی جاتی تھی دوسرے روز صبح کو سلطان تھا
 مضطرب اور پریشان تھے کہ ناور آغلے حاضر ہو کر جہان آرا اور شیرین کے قعر سے ہاگ جائیگی
 خبر دی اس خبر سے سلطان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے چہرہ زہرہ ہو گیا اور خوف سے تمام
 جسم کانپنے لگا لیکن فوراً اپنی حالت کو درست کیا اور حکم دیا کہ تمام بلڈز میں جہان آرا اور شیرین
 کو تلاش کیا جائے بلڈز کے چہ چہ میں تلاش کیا گیا لیکن مفورین کا پتہ نہ ملا اور تحقیقات سے
 معلوم ہوا کہ وہ غازی بک کے ساتھ بھاگی ہیں غازی بک اس البانی سپاہ کا جو بلڈز کی حالت
 پر مامور تھی ایک بڑا انسر اور شاہی محافظ لڑا پکچانگ تھا

سلطان نے جہان آرا اور شیرین کے فرار ہو جانے کے اثر کو بہت محسوس کیا ناکامی کے خیال اور
 بد حالی نے ان کی آنکھوں میں دنیا کو تاریک کر دیا اور اس ناکامی سے جو عمر میں پہلی اور نہایت دلیل
 ناکامی تھی بہت اونیت محسوس کی لیکن فوراً تمام ملکت خزانہ میں تازہ ہوا کہ حکام کو خبر دی کہ ان کی گرفتاری

کی کوشش کریں اور جہاں وہ ملین فوراً گرفتار کر لیں۔
 دن کا ابتدائی حصہ ان ہی افکار میں گزرا بارہ بجے کے قریب سالونیک سے ناظم کا نر آیا اس
 نے ضروری کہ انجنی اتحاد ترقی کے ایک رکن نے اس کو خط لکھا کہ گولی کا نشانہ بنایا تھا گولی لگی لیکن
 زخم کاری نہیں لگا اور وہ محفوظ ہے اس تار میں اس نے یہ بھی ظاہر کیا کہ انجن اب بہت خطرناک
 ہو گئی ہے۔

کچھ دیر بعد دوسرا نر آیا جس میں یہ اطلاع تھی کہ ایک خدائی نے پولیس کے انسپکٹر سامی بیک کو جس
 کو سلطان نے انجنی اتحاد ترقی کے سکریٹری کے پتہ چلانے کی خدمت پر مامور کر کے سالونیک
 بھیجا تھا قتل کر دیا وہ قزوین کو جبار باہتا راستہ میں پنجه کی گولی کا نشانہ بنا اور مر گیا۔
 اسی قسم کے تاریک کاریوں کی مقصد یہ تھا البانیوں سے موصول ہونے والے جن میں ظاہر کیا گیا تھا کہ وہاں
 اضطراب پیدا ہوا ہے اور رعایا خوفزدہ ہے۔

سلطان اس وقت مطالعہ لکچر میں تھے باشکاتیب سرچیکائے سانسے بیٹھا تھا ماموں کی حشمت
 انگیز خبروں نے سلطان کا اضطراب بڑھا دیا تھا لیکن انہوں نے اپنے اضطراب کو چھپایا اور باشکاتیب
 یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس قسم کے واقعات سے وہ متاثر نہیں ہوتے نہایت بلاشبہ بیٹھے رہے ورنہ
 خاموشی طامی رہی پھر کچھ سیرچیک سلطان نے باشکاتیب کی طرف دیکھ کر کہا

اب وقت آگیا ہے کہ ان مغروروں اور باغیوں کا اپنے ملک سے استیصال کروں اس وقت تک میں
 نے بہت زیادہ نرمی سے کام لیا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ نرمی نے ان کو اور ولیر کر دیا ہے۔

سلطان کے چلے ختم ہوتے ہی باشکاتیب اٹھا اور اجازت چاہی باشکاتیب کے چلے جانے پر سلطان نے
 کے کمرے میں چلے گئے اور اطمینان سے تنہائی میں بیٹھ کر اپنے دل میں کہا

افسوس ہے مغرور تم یہاں تم میرے آدمیوں پر حملہ کرتے اور ان کو قتل کرتے ہو کیا تم میری قوت سے
 واقف نہیں ہو..... یہ کہہ کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر کہا

آہ یہ لوگ پہلے سے نہیں ہیں کہ میں ان کو مال و کھانا عطا کرنا چاہتا ہوں..... یہ تو نہایت مستقل اور
 پابند عہد ہیں مرہانا انہیں منظور ہے لیکن اپنے راز سے آگاہ کرنا منظور نہیں..... مرد تو موجود ہیں تو ان کی
 یہی یہی حالت ہے وہ بھی مستقل مزاج اور مردوں کی طرح سخت پابند عہد ہیں یہ خیال آتا تھا کہ جہاں کمال

اور شیرین یاد انگین تاش سے جسم کے روٹھنے لگے ہو گئے اور کہا
 بد بخت آرمینہ آہ تو لیدز سے زندہ بچل گئی تیرے ساتھ نرمی اور مراعات کرنے میں میں نے غلطی
 کی جبکہ چاہیے تھا کہ تجکو فوراً قتل کر دیا جاتا آہ اب کیا ہو سکتا ہے تو لیدز سے بہاگ گئی اور اب تیرا
 پانا مشکل ہے..... آہ کیا یہ یہی خوش نصیبی کا ستارہ غروب ہو گیا..... آہ کیا زمانہ عبد الحمید
 کا مخالف ہو گیا ہے.....

یہ کہنے کہنے سلطان پر رقت طاری ہو گئی اور دیر تک وہ روئے رہے پھر اٹھے اور کہا
 کیا یہ بے نصیب احبار باوجود مختلف قیوم و مذہب ہونے کے متحد ہو جائیں گے..... انہیں انہیں الینین
 ہو سکتا ان کا اتحاد ناممکن ہے..... عبد الحمید جیسے حکمران کے لئے ہرگز یہ امر شایان نہیں کہ وہ
 مایوس ہو جائے وہ تیس سال سے ان مغرور نوجوانوں کا مقابلہ کر رہا ہے اور ان پر غالب رہا ہے
 اب مایوس ہونے کی کیا وجہ ہے کیا میں ان کے مطالبات پورے کرنے کے لئے عاجز ہوں انہیں ہرگز
 نہیں..... میں اپنی حکمت سے کام لوں گا میں ان میں ہوٹ ڈالنے کی پوری کوشش کروں گا
 اور ساتھ ہی جس طرح ممکن ہو گا ان کا پتہ لگا کر ان کو قتل کرادوں گا

اس کے بعد خاموش کچھ دیر سرنگون رہے اور پھر کمرہ میں ادھر سے ادھر ٹہلنے لگے اور پھر چلا کر کہا
 شمس..... شمس..... بے شک وہ اس خدمت کو خوب انجام دے سکتا ہو وہ قتل و غارت گری خوب
 جانتا ہی کیا یہ خدمت اس کو سپرد کرنے کے لئے میں کسی سے شرمہ لوں..... انہیں شرمہ کی کیا قدر
 ہے مجھے اس پر اعتماد ہے میں نے ایسی ضرورتوں کے لئے اس کو رکھنا چاہا ہے میں اس کو سائبیک
 بھجوں گا اور ہر قسم کے اختیارات اس کو عطا کروں گا وہ چاہے جسکو رکھے اور چاہے جس کو معزول کرے
 اور پھر دوسری طرف کچھ لوگ ایسے روانہ کروں گا جو ان لوگوں میں ہوٹ ڈالنے کی خدمت انجام دینگے
 صاحب بہت ہوشیار ہے اور اس خدمت کو نہ خیریت سے انجام دے سکتا ہے اس کو بہت ترقی
 دینگا اور پھر اس کام پر متعین کر دوں گا تاکہ وہ اپنی خدمت کو مستعدی سے انجام دے یہی وہ شخص
 ہے جس سے انجمن اتحاد ترقی کا حال بہت معلوم ہوا اور اس کے ممبروں کا کچھ کچھ پتہ چلا.....
 روپیہ اس کام پر خوب خرچ کروں گا اور بے دریغ خرچ کروں گا یہی وقت خرچ کرنے کا ہے اور ایسے
 ہی وقت کے لئے میں نے اس کو جمع کیا ہے۔ دیر تک اسی قسم کے خیالات میں سلطان محو رہے اور

پھر ان تدابیر کو سوچنے لگے جن کو وہ اپنی کامیابی کے لئے ضروری سمجھتے تھے۔

بہتر وان باب انجمن اتحاد و ترقی کی شاخ مناسٹرین

سالونیک میں مرکزی جمیٹہ کا جلسہ ہو چکے کے بعد رامز کو پھر شیرین کا خیال آیا اور اپنے والد سعید بک سے اس نے اس کے متعلق گفتگو کی دن بہ راسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں سعید بک نے دریا کی شیرین کی والدہ اس وقت کہاں ہو

رامز ان کے پڑوسی سے معلوم ہوا ہے کہ وہ شیرین کی تلاش میں مناسٹر کی طرف گئی ہیں۔ سعید بک آؤ ہم بھی ادھر چلیں مرکزی انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ جلسہ کی قراردادوں و شعبوں کو اطلاع دیجائے ہم یہ احکام لیکر مناسٹر وغیرہ کی شاخوں کو پہنچائیں گے۔ انجمن کو ایک ایسے شخص کی اس وقت ضرورت ہی ہے جو غرضہ طور پر اس خدمت کو انجام دے سکے بہتر ہے کہ ہم دونوں اس خدمت کو انجام دین اور محرم رحمت پاشا کی نصیحت سے شعبوں کو آگاہ کریں۔

رامز خوش ہو کر، میں ابی باش کا تب را انجمن کا ہیڈ کلرک کے پاس جاؤنگا اور اپنے اراکے سے آگاہ کرینگا

دوسرے دن انظم بک نے بر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور اگرچہ وہ محفوظ رہا لیکن سالونیک میں ایک شعلہ برپا ہو گیا اب سے پہلے حال اور حکمرانوں پر قاتلانہ حملہ کی کوئی کارروائی یہاں نہیں ہوئی تھی اس لئے اس واقعہ کا لوگوں اور سرکاری ملازمین پر بڑا اثر پڑا۔ دو تین روز میں باشکا تب نے انجمن کے شعبوں کو بھیجے جانے والے کاغذات تیار کر دیے یہ سب مراسلات خط مرمرہ میں آئیں اور رامز اور سعید بک ان کو لیکر روانہ ہوئے مناسٹر پہنچ کر مقامی شعبہ کے ہیڈ کلرک کو مرکزی انجمن کا مراسلہ سعید بک نے حوالہ کیا اور فوراً اسی قسم کا ایک جلسہ جیسا کہ سالونیک میں ہوا تھا یہاں منعقد کیا گیا جلسہ میں امیر فتح اور دیگر حال حکومت کی ایک خاصی تعداد تھی یعنی سواروں کی چودہویں رجمنٹ کے کمانڈر لفٹنٹ کرنل صادق بک، فخری بک، ترجمان

الولایت حبیب یک طوبخاندہ کے کہتاں منیار یک لفٹ ٹوبخاندہ ابراہیم شاکر آفندی ہائی اسکول کے ایک ماسٹر مرزی یک بکباشی اور وہیب آفندی وغیرہ قابل ذکر ممتاز لوگ شکر جلسہ تھے لفٹ صاحب یک ان سب میں زیادہ قابل شجاع اور غیرت مند تھے اور سنا ستر کے شعبہ کے مرضی یا سکرٹری آپ ہی تھے

جلسہ میں سب سے پہلے صادق یک مرضی نے شعبہ کے ممبروں کو سعید یک کی شخصیت سے آگاہ کیا اور بتلایا کہ سعید یک نے احوال کی تاریخی زندگی میں بہت سے نمایاں کام کئے اور بے دخل خدمات انجام دی ہیں اس کے بعد رحمت ہاشا کی وصیت پڑھی گئی جس کو ممبروں نے نہایت فائق و شوق سے سنا اور اظہار مسرت کیا اور انجمن کی قراردادوں کو سنکر بہت خوش ہوئے اور پھر اتفاق رائے یہ قرار پایا کہ مرکزی جیتھ نے جو نو قاعدے وضع کئے ہیں ان کو عمل میں لایا جائے اور سند وغیرہ کی شاخوں کو اس سے آگاہ کیا جائے

جلسہ کے بعد رامن نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ شیرین کی والدہ کے پاس پہنچا جو اپنے عزیزوں میں ایک جگہ مقیم تھیں سعید یک بھی ان کے ساتھ تھے شیرین کی ان سعید یک اور رامن کو دیکھ کر خوش ہو گئی اور مسرت کے انہوں سے دعویٰ اطمینان سے بیٹھ کر سعید یک نے شیرین کو دریافت کیا جس کے جواب میں شیرین کی والدہ نے ان تمام واقعات سے آگاہ کیا جو صاحب یک کے ساتھ پیش آئے تھے اس کے بعد ظاہر کیا کہ شیرین متقل مزاج ہے اور رامن کی محبت پر قائم ہے اور وہ اس خوف سے کہ کہیں صاحب یک اس کو کسی خطرہ میں مبتلا نہ کرتے کہیں چلی گئی ہو

سب نے شیرین کی گم شدگی پر دیر تک آنسو بہائے اور پھر رامن نے کہا اگر اس ملعون (صاحب) نے شیرین کو کسی خطرہ میں مبتلا نہیں کر دیا ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور مل جائیگی البتہ ایک اندیشہ ہے کہ اس نے خود کو صاحب سے نجات پانے کے لئے کین اپنے کو ہلاک نہ کر دیا ہو لیکن مجھے امید ہے کہ وہ ایسا نہ کرے گی وہ محظنہ ہے اور اس قسم کے انتخاب سے اپنے کو محفوظ رکھے گی اس سے معلوم ہے کہ میں زندہ ہوں اور وہ اپنی زندگی کو میری وجہ سے محبوب رکھتی ہے جیسا کہ میں اپنی زندگی کو صرف اس کی وجہ سے عزیز رکھتا ہوں

سعید یک آخر میں صبر کرنا ہی پڑ گیا صبر نہ کرین تو کیا کرین خداوند تعالیٰ جلد میں اس سے

طامع اور ہمارے مصائب کو دور فرمائے ان شیریں کے والد گمان ہیں

توحید (شیرین کی والدہ) کہہ رہے ہیں

راہزنہ یلوزمین ہیں اور عزیز شای میں داخل ہیں

ہماز (شیرین کے والد) کا حال سن کر توڑی دیر کے لئے سب اپنے رنج و غم کو بھول گئے

اور کہہ کھڑے ہوئے کہ سب اس کی جاہ طلبی اور سادہ لوحی سے واقف تھے

سید یک اور طرز رخصت ہو کر باہر آئے رامز اس وقت نہایت رنجیدہ تھا لیکن شیرین کی

طرف سے یلوس نہ تھا اس لئے مناسبت کے اطراف میں فوراً لوگوں کو اس کی تلاش میں روانہ

کیا لیکن کہیں نہ چلا اضطراب وہاں کی طرف سے یلوس ہو گیا اور سچہ لیا کہ وہ صاحبہ یا عجب

کے جاسوسوں کے ہتھکڑی میں پھنس گئی اس خیال نے اس کو انتقام پر آمادہ کر دیا اور وہ

سلطان جہانگیر کا تخت شکن ہو گیا

کہہ موزا سی طرح گذرے رامز اور سید یک مناسبت کے شنبہ میں مصروف تھا یہاں بہت

سے ضروری اعلانات کئے اور اطراف میں خفیہ طور پر روانہ کئے اس قسم کے اشتادات یا ہدایات

حدود کے نزدیک قیام کی جاتی تھیں کیونکہ ان پر شکل سے سیاسی معلومات میں حصہ لینے کا خیال

ہر سکا تھا اسی اثنا میں اطلاع ملی کہ شنبہ کو ایک قادی جلسہ کی ضرورت ہے اس قسم کے جلسے اکثر

ہوتے تھے اور جیسے کوئی نئی خبر یا حادثہ پیش آتا تھا تو فوراً جلسہ منعقد کر کے ممبروں کی رائے

محل کی جاتی تھی

جب دستور ایک مختصر مضمون پر جلسہ منعقد ہوا سب لوگ جمع ہو گئے تو عرض نے کہا

آج جلسہ کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ مرکزی انجمن سے بعض نہایت اہم خبریں موصول ہوئی

ہیں اور یہ بھائی کا تب شنبہ نے سراسر کو حل کر لیا ہے اور دعا یہی آپ کو سنائیگا

یہ کہہ عرض نے کاتب کی طرف دیکھا اور کہا

ہاں بھائی بیٹے

کاتب کو آواز دیا اور کہا

یہ سراسر مرکزی انجمن کی طرف سے موصول ہے اس میں لکھا ہے کہ ہماری بھائی قادی

ناظر نے بلڈز سے ہم کو بعض ہم خبروں کی اطلاع دی جو شعبہ کی اطلاع کے لئے اس اسلہ کی نقل جو ڈاکٹر ناظر نے بھیجا ہے ارسال ہے

اس کے بعد کا تب نے ایک اور کاغذ بکھالا اور ڈاکٹر ناظر کا مراسلہ پڑھنا شروع کیا چند روز سے میں نے کوئی خبر نہیں سنی تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ کئی روز سے مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو میرا مراسلہ سالونیک ایجا تا آجکل بلڈز میں قسماً بڑا ہوا ہو مگر انی بڑا ہو گئی ہو اور سلطان عبدالحمید اور ان کے ملازم نہایت خائف اور متحذ ہیں جو خبریں میں بھیجا ہوں وہ نہایت اہم ہیں اور اچھی ہیں۔

سچے پہلے آپ کو یہ معلوم ہو چاہیے کہ ناظر یک بقائماً قلم اور رسائی یک کے قتل کے یہاں زبردست اثر کیا ہے سلطان نہایت پریشان ہیں اور تمام محکمہ مابین اس سے مضطرب اور خائف ہیں اس خبر سے بہت خوش ہوا ہوں خداوند تعالیٰ آپ کی سچائی میں دیکھ کر بہت مضطرب ہے۔

ناظر یک کے مجروح ہونے اور رسائی یک کے قتل کرنے کے بعد سے سلطان کی حالت پر جو اثر پڑا ہے اس نے ان کو اپنا اس پر آمادہ کر دیا ہے کہ وہ ان کی طرف مرنے کو مجبور کر دین چاہتا ہے انہوں نے اپنے پاس ایک عسکر کے ساتھ شہر سے شہر کی طرف حرکت کرنا شروع کر دی ہے جو ان کے مہسول کی کشتی کے لئے مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جس شخص پر انجن سے متعلق ہونے کا شبہ ہو اس کو فوراً قتل کر دیا جائے اسی کے ساتھ ایک خطرناک صورت یہ اختیار کر گئی ہے کہ صاحب یک کو مختلف مقامات میں دورہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کی بیعت اور یوں اور غیرہ اقوام و مذاہب میں اتفاق و اتفاق کی تسبیح پیدا کرے اور ان کے قلوب میں نفرت و عناد کا تخم لگائے تاکہ وہ اس سے متحذ نہ ہوں بلکہ پائین۔

یہ موقع نہایت عجیب و غریب ہے کام لینے ... اور بہت زیادہ احتیاط کرنے کا ہے یہ یہ کہ اس وقت اس وقت اجتماع و اتحاد اقوام سے بہت خائف ہیں اختلاف پہلے لانے اور اتحاد کو توڑنے میں وہ ہوشی کو کشش سے کام لیں گے اور جو امر امکان میں ہو گا اس سے پہلو تہی کر دیں گے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اقوام و مذاہب میں اختلاف پیدا نہ ہو سکے اور ان کی قوت و دست ہو گا اس موقع پر متلاشی اتحاد ہے کام لیا گیا تو یقین ہے کہ کاسیلا غیب ہو گی اور اس میں ایسی حکمت کا جو ہم ہمار

پھینکیں گے پوری کوشش ہے کام لیا اور تھا کہ کو قائم و باقی رکھنے میں جہاں ممکن ہو عمل میں لاؤ
 میسجین اور ایوہ ولون میں کثرت سے اس قسم کے اشتهار و اطلاعات شائع کرو کہ حکومت نے نفرت
 و حقارت اور دشمنی پھیلانے کے لئے اپنے آدمیوں کو بھیجا ہے اور وہ پوری قوت سے ہم میں
 اختلاف اور منافرت کے جذبات پیدا کر لے اور پیدا کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے احتیاط کو
 کام لیا اور ان کے قریب سے اپنے کو بچاؤ۔

آج کے مسئلہ میں مجھے ایک خوشخبری دینے کا ہی موقع ملا ہے اور وہ یہ ہے کہ سلطان کی یگیات میں
 سے ایک بگیم لیدر سے محل کہ ہاگ لئی اس کا نام جہان آرا ہے اس کو حقدار سلطان سے محبت تھی یہ
 اسی قدر وہ ان کی دشمن ہو اوند سلطان سے انتقام کے واسطے اس کے ساتھ ایسا ہی سہا کا افسر فوزی
 بھی ہے غالب خیال یہ ہے کہ یہ لوگ اب کیا کی طرف گئے ہیں جہاں فوزی بک کا مکان ہے۔

اس سرت الگیز فیروز کے ساتھ ہی مجھے ایک ایسے اندوہناک امر کی بھی اطلاع دی پڑی ہے جو سب کو
 افسردہ کر دیں اور وہ چارے ہائی رامن کی گم شدگی ہے مجھے پتہ چلا تھا کہ سرت قهر المہ میں نظر بند
 ہے میں کوشش کر کے قهر المہ میں پہنچا لیکن وہ وہاں نہیں ملا اور معلوم ہوا کہ اس کو کل رات
 کے وقت حکمہ مابین میں طلب کیا گیا تھا اور اس وقت تک وہاں سے وہ واپس نہیں آیا۔

ڈاکٹر ناظر کے مذکورہ بالا الفاظ پر حکومت سب مسکرائے اور راند کی طرف دیکھنے لگے کچھ دیر سکوت رہا
 اور پھر کاتب نے بڑھنا شروع کیا۔

عجیب اتفاق یہ ہے کہ لہاننگی بھی شیرین جیس سے آپ لوگ ناواقف ہیں خود بخود لیدر آئی اور انہیں
 کے متعلق ایسی جرأت و بات سے کام لیا کہ بہت سے مردوں سے بھی ناممکن ہو رہا اور سلطان کو بھی
 میں پہنچی اور ان کے حضور میں احتجاجیوں کے مقاصد پر نہایت آفاقی سے ایک بوٹوز بروست تقریر
 کی سلام پہاڑ کہ سلطان شیرین کی تقریر سے حیرت میں رہ گئے اور ان کی جرأت کا ان پر بہت اثر پڑا۔

شیرین کا ذکر سن کے تمام لائی سرنا سے چلا اٹھے اور یحییٰ سے کاتب کے اتمام کلام کا انتظار کرنے
 لگے رامن کی حالت اس وقت سے مختلف تھی شیرین کا واقعہ معلوم کر کے اس کا دل دھڑکنے لگا۔

انکھیں تیزی سے حرکت کرنے لگیں اور خود ہو کر کاتب کی طرف دیکھنے لگا کہ وہ اب کیا کہتا ہو
 کاتب نے مذکورہ بالا فقرہ ختم کر کے کچھ سکوت کیا اور پھر آگے بڑھنا شروع کیا۔

مین آپ کو نہایت مسرت کے ساتھ یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ شیرین باوجود خطرناک بلا میں مبتلا ہو جانے کے... سلطان کے ہاتھوں سے نجات پا کر مکمل گئی اور اصل یہ ہے کہ جان آسا کی نجات کا سبب وہی بنی اور دونوں یلدز سے ہماگ کر البانیائی کی طرف چل دیں..... ہماگی سامرا اگر زعمہ بن اور مجسہان سے ملاقات ہوئی زمین ان کو شیرین کی نجات کی خبر کو مبارکباد دینا

کاتب کے الفاظ حتم ہوتے ہی پھر حاضرین مسرت سے چلا اٹھے اور مرض بھی اس وقت اپنے جوش مسرت کو ضبط نہ کر سکا اور رام کو مبارکباد دی

ڈاکٹر ناظر کامر اسلہ حتم کیے کہ کاتب نے کڑی انجمن ساز نیک کی ہدایت کو طر معائنہ فرمایا ڈاکٹر ناظر کے مسئلہ سے متفق ہوتا ہے کہ اسلہ لوی حکومت اب بہت زیادہ توجہ سے کام لے رہی ہے اور ہمدی بنیاد کو اکھاڑ کر بھیج دینا چاہتی جو اسلہ مین ہی پوری سی اور توجہ سے کام کرنا چاہتا ہے اور پوری قوت سے دشمنان حریت کے مقابل میں آتا چاہیے..... ہم نے ایک اعلان باشندگان ملک اور قبائل کے نام تیار کیا ہے جو چاہے کو بھیجا جاتا ہے اس کی نقل کثرت سے قبائل اور شہروں میں تقسیم کی جائیں اسی کے ساتھ وہ یادداشت بھی ہم بھیجتے ہیں جو ہم نے دولی یورپ کے قضاویوں کے لئے تیار کی ہے جس میں سلطان عبدالعزیز کے مظالم اور رعایا کی بیکی و مظلومی کو مدلل طور پر بیان کیا گیا ہے اس یادداشت کی نقل قریب کے تمام قضاویوں کو پہنچاؤ اور ہر ایک کا ام احتیاط اور حکمت سے انجام دو..... آپ کو یہ معلوم ہو کہ بہت خوشی ہو گئی کہ ہمارے بھائی طوسون کیٹ ورننگ کے لباس میں اناطولی کی طرف گئے تھے وہ ان انجمن شاندار کامیابی ہوئی کہ اناطولی میں انہوں نے روح حریت کو اچھی طرح قوت پہنچائی ہے اور وہاں کے باشندگان کو حریت کا دلدادہ بنالیا ہے ان کی تحریک اور کوشش سے اناطولی میں شعبے اور قلات قائم ہو گئے ہیں جن میں بہت سے افسر تیسری جہت کے تھے ان اور شامل ہوئے ہیں

تہران باب

محکمہ مابین سے مقابلہ

کاتب نے مراسلہ کو ختم کر کے دم لیا اور بیٹھ گیا شعبہ کے ارکان میں حالات موجودہ پر بحث شروع ہوئی مرضی نے سب کو مخاطب کر کے کہا

بھائیو ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر ناظر نے جو خبریں سچی ہیں وہ نہایت اہم ہیں محکمہ مابین کے جاسوسوں کی روانگی کی خبر جو اقوام دنیا سب میں مخالفت پیدا کرنے اور نفرت و حسرت کا نشو و نما بخشنے کے لئے آرہے ہیں سب سے اہم ہے اسلئے ہم کو اس جانب پوری توجہ کرنی چاہیئے مرکزی انجن نے قرار دیا ہے کہ مابین کی کوششوں کے خلاف کمزرت سے ایسے اشتہارات اعلیٰ شہروں اور قبائل میں تحسیم کئے جائیں جنہیں محکمہ مابین کی شرارتوں کا ذکر اور اتحاد و اتفاق پر مضبوطی سے قائم رہنے کا مشورہ ہو ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنی کمزرت سے اس قسم کے اعلان اپنے علاقوں میں تقسیم کریں اور دشمنان حریت کی جالالی سے ملک کو آگاہ کوہن یہ اعلان بلجاری، سرہانی، الباقی اور ترکی وغیرہ باغیوں میں لکھے جائیں اور رسا اور قبائل کے سرداروں کے پاس پہنچائے جائیں کیا آپ میری اس رائے سے متفق ہیں؟

سید بک نے کھڑے ہو کر کہا

آپ کی رائے صائب ہو میں اس سے نہ صرف اتفاق کرتا ہوں بلکہ تقسیم نشورات کی خدمت اپنی ذمہ لیتا ہوں

مرضی ہمارے محترم ہستاد زہرت پاشا (خدا ان کو بخشنے) کے صادق و درست خداوند تعالیٰ آپ کے ارادوں میں برکت عطا فرمائے آپ نے جو خدمت اپنے لئے پسند کی ہو نہایت نفع اور خیر بنا ہے ایسے قبائل تک پہنچنا جو دن رات لوٹے مار میں مصروف رہتے ہیں اور کسی ایک جگہ ان کا قیام نہیں ہوتا بہت مشکل ہو ہر حال میں اپنے محترم باپ و جد پاشا کے افیق صادق کی اس اہمیت کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اپنی خدمت کو بخوبی انجام دینگے بطور مشورہ میں اپنے محترم بھائی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنے کام میں بھائی یا بھائی سے جو رسد کی سہاگے ایک افسر میں مدد لینا ان کو

قابل کے حالات معلوم ہوں گے اور وہ ان کے ستر سے بھی واقف ہوں گے وہ عرصہ دراز تک بخاری قابل کی سرکوبی کا کام انجام دیتے رہے ہیں بطل شہید ہادی پاشا عمری بھی جو احوار کے ایک زبردست حامی ہیں قابل سے واقف ہیں اگر آپ ان سے ملیں گے تو آپ کو اپنی خدمت انجام دی میں ان سے بڑی مدد ملیگا،

اب ایک اہم کام فواصل دول کو یادداشتیں بھیجنے کا باقی رہ گیا ہے۔ یادداشتیں تھاصل کے ذریعہ دول کو بھیجی جائیں گی جن میں اپنی منظومیت اور حکومت کے مظالم دکھائے جائیں گے اور انہیں آگاہ کیا جائے گا کہ حکومت کے ظلم و ستم اب ہم سے انہیں اٹھائے جلتے اگر ہم اپنی آزادی کے لئے کوئی کوشش کریں تو دول کو پتہ چلے گا کہ اگر ہماری مدد نہ کریں تو ہماری کوششوں میں سزا جم ہی نہ ہوں

اس خدمت کو ہمارے بھائی راسخونینی ادا کر سکتے ہیں کیونکہ وہ متعدد زبانوں سے واقف ہیں اور اہل قلم ہیں، اس کے علاوہ وہ اپنی تسمیہ کی تلاش کا بھی ارادہ رکھتے ہیں اس سلسلہ میں وہ غیر متحرک کو بھی تلاش کرتے رہیں گے اور فواصل کو ان کی یادداشتیں بھی پہنچا دیں گے

راسخونہ جس کے الفاظ نہ نکر کھڑا ہو گیا اور کہا

میں محترم شخص کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اس خدمت کی انجام دہی کا فخر بخشا ہے میں بسرچہ شرم اپنی خدمت کو انجام دوں گا

صداوقی ایک اب ایک کام مشورہ طلب باقی رہ گیا ہے کہ شمس پاشا کے تعلق کیا کیا جائے میری رائے میں مرکزی انجن نے جو امر قرار دیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیے

ضیاء ایک محترم شخص شمس پاشا کے قتل کی خدمت میں انجام دوں گا امید ہے کہ جناب والا مجھے یہ خوشخبری جلد تک بہتر مخلص یہ خدمت میرے سپرد کی جائے انشاء اللہ میں اس کو نہایت خوبی سے انجام دوں گا اور دشمن ملک و حریت شمس پاشا کے وجود سے دنیا کو پاک کر دوں گا

صداوقی ایک شام شام پاشا آپ کی بہترین آفرین کے قابل ہیں ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ شمس پاشا کو قتل کیا جائے خواہ کوئی قتل کرے اس خدمت کو میں اپنے ہاتھ سے انجام دوں گا

یہ کہہ کے صداوقی ایک کرسی سے اٹھا اور اس انجیر کی طرف بڑھا جس پر قرآن مجید، انجیل اور طنبیہ رکھا ہوا تھا تاکہ شمس پاشا کے قتل کا حلف اٹھائے ضیاء ایک اور عجیب ایک بھی تھا اس کے لئے اور تینوں نے

ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر قرآن مجید پر ہاتھ رکھنے اور حلف اٹھانے کی کوشش کی مینوں نے حلف اٹھا یا اور ظاہر کیا کہ وہ کسی پادشا کو قتل کرینگے اور اسی قسم کی دوسری خدمات ضرورت کے وقت انجام دیں گے۔

یہ سطر نہایت عجیب تھا حاضرین غیرت و حمیت کے جذبات سے محسوس تھے اور انتقام کا جذبہ برپا کی طرح جسم میں دوڑ رہا تھا انھوں سے حماۃ و جوش نہایاں تھا حلف اٹھانے کے بعد ایک نوجوان لغٹ اپنی کرسی سے اٹھا اور کہا

محترم مرض اور میرے ہائیو ضیار ایک اور حبیب یک آپ اپنے ہاتھوں کو اس ناپاک جسم کے خون سے لوث نہ فرمائیں میں اس خدمت کو ادا کرونگا اور اس کٹا پاک جسم سے دنیا کو پاک کر دوں گا۔
... امید ہے کہ آپ حضرات مجھے تمنا اس خدمت کی انجام دہی کی اجازت دیکر غرت بخشیں گے اور میری خواہشوں کو رد نہ فرمائیں گے۔

نوجوان لغٹ کے پر جوش الفاظ سنا کر حاضرین جلسہ نے نعرہ لگایا

خدا بارسے بھائی، فدائی، کو سلامت رکھے اور کامیاب فرمائے

دیر تک اس پر جوش نعرہ سے مکروہ گونجا رہا جب سکون ہوا تو مرض نے کہا

غیرت و حمیت اور حماۃ و مروتہ اس کا نام ہے میں اپنے بھائی نوجوان لغٹ کی خواہش کو مستطوع کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ اس کی ہمتوں میں برکت عطا فرمائے اور اس کو کامیابی بخشے اور اس کے ہاتھوں ظالموں کی قوت و شوکت کو خاک میں ملا دے اپنے بھائی امین کہیں
آمین کے نعرہ سے مکروہ گونج اٹھا اور پھر مرض نے کہا

اب آپ حضرات طہیان سے بیکھر اس اعلان کا مضمون سن لیں جو قابل میں تھیں کیا جا چکا ہے اگر مرض نے کاتب کی طرف دیکھا اور کہا

اعلان طویل ہے تم اس کا خلاصہ کر کے سناؤ

کاتب نے کھڑے ہو کر اعلان کا خلاصہ ذیل کے الفاظ میں سنایا

ہمارے پیارے مسیحی ہائیو ہمارے محترم بلجائی یونانی اور البانی دوستو آپ کو معلوم ہو چکا کہ مقدونیہ کی ریاستیں تقریباً نصف قرن سے اپنی ذاتی اغراض کی تہ میں اس کا اٹھار کر رہی ہیں

کہ وہ آپ کو عثمانی مظالم سے نجات دلانا اور آزاد زندگی بسر کرنے کا موقع بہم پہنچانا چاہتی ہیں وقتاً فوقتاً وہ اس کی کوشش کو نمایاں بھی کرتی رہی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک قریب ہر دہائی قریب سے اپنا مقصد حاصل کرنا اور عثمانی حکومت سے آپ کو الگ کرنا غلام بنانا چاہتی ہیں یہ ہمارا خیال نہیں ہو بلکہ امر واقعہ ہے اور اس کی غلامی میں موجود ہیں سب سے بڑی شہادت اس کی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں اور سچیوں کے تعلقات میں کشیدگی اور منافرت پیدا کر رکھی کوشش کرتی رہی ہیں اور ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر جاسی ہیں کہ دونوں باہم خوب لڑیں اور خون کھیں نیز یہ ہیں تاکہ اس سے ان کی غرض حاصل ہو جائے اور وہ آپ کو اپنا غلام بنا لینے میں کامیاب ہو جائیں۔

محترم ہمایوں اور ملین پرست دوستو ہوش میں آؤ سچ اور خود کرو یہ حکومیتیں تمہارے ملک پر قبضہ کر لینا چاہتی ہیں اور اس وقت تک جو امن و امان ملک میں رہا ہے اس کی نسبت انکا دعویٰ محض فضول ہو ملک کا امن و امان ان کی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہو بلکہ ہماری متحدہ مساعی کا نتیجہ اور ہماری ان قربانیوں کا ثمرہ ہے جو ملک کے امن و امان پر ہم چڑھائے رہے ہیں لیکن بایں ہمہ ہیں اس سے انکار نہیں کہ دولت عثمانیہ کی انتظامی حالت بہت خراب ہو اور ہم ہر طرح طرح کے مظالم ہو رہے ہیں آپ کو یہ حق حاصل ہو کہ آپ دولت عثمانیہ کے مظالم کی شکایت کریں ہم بھی اس شکایت میں آپ کے شریک حال ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ مظالم کا دور ختم ہوا اصلاح سے ملک کی کمزوریوں دور ہوں اور رعایا آرام و آسائش سے زندگی بسر کرنے کے قابل ہو۔

اصلاح ملک کے لئے سب سے بڑی ضرورت اس کی ہے کہ عثمانی یعنی ترکاں لمباذرا و زمان، روح و اور الباقی وغیرہ سب متحد ہو جائیں اور متحدہ قوت سے کام لیں اسی مقصد کے لئے انجن اتحاد و ترقی قائم کی گئی ہے جس کے ممبروں اور کارکنوں میں فوجی افسر اور اور ملک کے بڑے بڑے اعلیٰ افسر و فوجی شریک ہیں انجن کے تمام شریک ملک و قوم کے ہمدرد اور اس راہ میں اپنی جان تک قربان کرنے پر مستعد و تاملات۔

انجن اتحاد و ترقی کا مقصد اصلی تمام قوموں کی حریت کی حفاظت عزت و راج اور مال کی حیثیت سے اور وہ حکومت کے موجودہ طریقہ انتظام کو تبدیل کر دینا کی کوشش کر رہی ہو آپ سے بھی ہمیں

اس مقصد میں اعانت کے خواستگار ہیں اور ادب سے عرض کرتے ہیں کہ برائے خیالات کو فراموش کر کے آپ ہمارے ساتھ مل جائیں تاکہ ہم آپ کی اور اپنی متحدہ قوت سے مظالم کے دند کو نیست و نابود کر دیں اور استبدادی حکومت کی جڑ اکھاڑ پھیل سکیں۔

آپ اگر ملک کی اصلاح کو ضروری سمجھتے تحریر کی عظمت قلب میں رکھتے اور دستور کی ضرورت کو مانتے ہیں تو آپ کا فرض یہ کہ آپ ہماری اعانت کریں اور کوشش فرمائیں کہ تمام قبائل اور ان کے سرگروہ آپ کی طرح ہمارے ساتھ متحد ہو جائیں اس اعلان کو آپ قبائل میں پڑھو تا کہ ان اتحاد کی عظمت ان کے قلب میں پیدا کریں اور انہیں سمجھائیں کہ دستور جو ہماری تمام کلیفوں کو دور کر دینے والا ہے اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ہم متحدہ قوت سے کلم لین اور بیکدل ہو کر کوشش کریں۔

کاتب اعلان کا خلاصہ سنا چکا تو عرض نے کہا
اچھا اب اس یادداشت کا خلاصہ بھی سننا دو جو دل کو بھی جا بھگی۔

کاتب نے ایک اور پرچہ نکالا اور پڑھنا شروع کیا۔

سیدی

ہمارے وطن مقدسہ کی موجودہ ناگوار حالات نے ہم فرزندان وطن کو اس پر آمادہ کیا ہے کہ ہم جناب کی خدمت میں کچھ عرض کریں اور اپنی حالت پر آپ کو توجہ دلائیں ہم کو اس کی حرمت اس جسے ہوتی ہے کہ ہم اپنے وطن مقدس سے جسکی سبزیں پر ہم پیدا ہوئے ہیں غرضی ہو اور ہمارا فرض یہ کہ ہم اسکی اصلاح دے دی و ملی سعادت اور حکام بنیادی کو کوشش کریں اور جس طرح ممکن ہو خطرات اور تباہی سے اس کو بچائیں۔
ہمیں معلوم ہے کہ دول ہماری حالت اور ہم سے بہت کم واقف ہیں اور عقیدہ ان کو ہمارے متعلق حلقہ ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ ہم حکومت موجودہ کے باغی معتمد اور دشمن اصلاح و فلاح ہیں ہمارا ہم جو کچھ ہیں ملک کی اصلاح چاہتے ہیں اور اس یادداشت سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ حق کا اظہار مقصدہ کے متعلق جو غلط فہمی پہلی ہوئی ہے اس کی اصلاح اور جس مرض میں معتمدہ مبتلا ہے اس کی تشخیص سمجھائے تاکہ ان کے مظلوم فرزند راہ ہدایت و صوابہ حاصل کر سکیں اور کمال کیف و مصائب سے نجات پائیں عظیم عزت کہ جو کوششیں اصلاح وطن کی ہم کر رہے ہیں اس میں ہماری مراحت نہ کی جائے

یہ یادداشت دوسرے کے ساتھ نام پوسٹ آگیا کہ میں نے کوئی بھی حق اور انصاف نہیں سمجھتا

اور میں سوچ رہا تھا کہ ہم سرزد فی جزائیں سے بے خوف ہو کر اندرونی اصلاح کے مطالبات میں کامیاب ہو جائیں۔

یورپ عرصہ دراز سے معذونیہ کی اصلاح کا ارادہ مند ہے اور بہت دفعہ اس نے اصلاح کی کوشش کی ہے لیکن انہوں نے جو کہ اس وقت تک اس کی مساعی بردہ کے کارائین آئین اور کوئی سنجیدہ نہیں کیا بلکہ ان اصلاحی کوششوں نے حالت کو بد سے بدتر بنا دیا اور اب لوہے پر ہاتھ مارنے کی بجائے ہڈیوں پر ہاتھ مارنے کی مشکلات میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ تمام عثمانی مقبوضات مصائب میں گرفتار ہیں معذونیہ کی مشکلات اور مصائب کا حصہ بن گئے ہیں اور اس کی بدولت اس سے یہ آرزو کرنا سے معذونیہ بل جاسے تاریخ اس کی کافی شہادت دے رہی ہے کہ اس نے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے معذونیہ میں کیا کیا خطرناک کارروائیاں کی ہیں اور کس طرح وہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا کر دزدان وطن کو مشکلات و تباہیوں میں مبتلا کر رہا ہے۔ انہوں نے جو کہ دول یورپ اس کی فتنہ انگیزانہ سربراہی کر رہی ہیں اور مساحت اختیار کئے ہوئے ہیں اگر دول یورپ مساحت سے کام لے لیں، اندرونی کاموں کے علاوہ اس سے بڑھ کر کتنی تو ہماری حالت آج اس قدر خراب نہ ہوتی۔

معذونیہ کے متعلق ایک اور غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہاں اسلامی حکومت سمجھی رعایا پر غلبہ کر رہی ہے اور ان کی زندگی اسلامی حکومت میں خطرناک ہے، ان کی جانیں اور مال بھرتا رہیں گے اور نہ انہیں دولت اور بھلائی سے بھر کر رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اسکے عثمانی جہ خیرین دولہ کہ پہنچائی گئی ہیں اور پھر ان میں اہلیت انہیں یہ اطلاعیہ بخش غلط اور بالکل بے اصل جن معذونیہ کی مشکلات اور مصائب کے جو اسباب ہیں وہ اب معذونیہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ترکی مقبوضات میں اب ان کا اثر ہے اور اس وقت جو حالت معذونیہ کی ہے وہی دوسرے حصوں میں بھی ہے۔ افراہن ہی بالکل غلط ہیں کہ مشکلات کا سبب گھصب اسلامی یا امتیاز قومیت ہے۔

معذونیہ بیک وقت مشکلات میں مبتلا ہے اور اس پر غلبہ کر رہے ہیں اور جو امن و امان رعایا کے آرام و آسائش کے لئے ضروری ہے وہ وہاں انہیں پایا جاتا اس امر میں ہم یورپ کی رائے سے متفق ہیں لیکن اصلاح کی جو تجاویز دول نے طرزی ہیں میں ان سے اتفاق نہیں کرتے ہم ان

ذرائع اور وسائل کو تسلیم کرتے اور مفید ہونے والے جو اس خصوص میں دول زیر پروردگار اختیار کئے ہیں
بہر حال جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں مصائب و مشکلات صرف مقدونیہ ہی نہیں بلکہ سراسر مقدونیہ بلکہ
اب تو تمام عثمانی مقبوضات مصائب میں مبتلا ہیں اور ترکی حکومت کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جس
کی رعایا مظلوم نہ ہو اور اس کا سبب صرف حکومت حاضریہ کا موجودہ طریق حکومت ہی ہے اگر حکومت
استبدادی نہ ہوتی بلکہ میں حریت کی قوت کام کرتی ہوتی تو کبھی یہ مصائب ہم پر نہ ٹپکتے اور ہم
کو ان مشکلات سے دوچار ہونا نہ پڑتا۔

آخر میں عرض ہے کہ اگر دول یورپ حقیقت میں مقدونیہ کی اصلاح چاہتی ہیں اور زبان کے
باشعوروں کو استبدادی حکومت کے مقابلہ سے بچانا اپنا فرض سمجھتی ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ
قوم کی احانت کریں اور ان کو حکومت سے مقابلہ کرنے کے قابل بنائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ صرف
صرف حصہ مقدونیہ میں نہیں بلکہ تمام ترکی میں جو اور اس کا ازالہ عثمانی قوم کی متحدہ کوششوں
ہی سے ہو سکتا ہے۔ یورپ اگر ہماری اصلاح کا ارادہ انسانیت کا فرض ادا کرنے اور انسانی عظمت
کو برقرار رکھنے کی وجہ سے رکھتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ ہم اصلاح کے متعلق جو تدابیر اختیار کریں
وہ ہم سے تعرض نہ کرے اور ہمیں اطمینان سے اپنی کوششوں میں مصروف رہنے کا موقع
دے اسی کے ساتھ اس کو چاہیے کہ وہ آستانہ کو بھی اس امر پر مجبور کرے کہ وہ اپنے استبداد اور مظالم
کا دائرہ تنگ کر کے ملک کو اصلاحی تدبیروں پر عمل پیرا ہونے دے اگر وہ ایسا نہ کرے تو کم از کم
آنا ضرور کرے کہ ہم کو اسے حال پر چھوڑنے اور ہمارے ارادوں اور کوششوں میں کمی نہ
کی نہ محنت نہ کرے تاکہ ہم کو سکون و اطمینان سے اپنا کام کریں۔ ہم نے حق و عدالت کو اپنا نصب العین
بنا لیا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو ظلم و تشدد کی بنیاد کو اکھاڑ پھینکی گی۔

یہ یادداشت جس کے سوائے تمام دول یورپ کے فضلوں کی خدمت میں بھی گئی ہے۔۔۔۔۔
یادداشت کا خلاصہ ختم ہونے کے بعد باہمی مشورہ سے قرار پایا کہ اعلان کو جو قبائل میں تقسیم کیا
جائے گا سید بک کے حوالہ کیا جائے تاکہ وہ بلغاری سروی اور یونانی زبانوں میں اس کا ترجمہ کر کے
خفیہ طریقہ پر قبائل میں تقسیم کریں اور یادداشت رائے کے حوالہ کی جائے کہ وہ فرانسیسی زبان میں
ضرورت سے موافق اس کی تعلیم کرنے کے دول کی فضلوں کو پہنچا دے۔

اس کے بعد جلسہ برخواست ہوا اور تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ راتر جلسہ گاہ سے نکلکر میدبا توحیدہ کے پاس پہنچا اور شیرین کے متعلق جو خبر اسے معلوم ہوئی تھی اس سے اس کو مطلع کیا اور ظاہر کیا کہ وہ شیرین کی تلاش میں جی بڑا لگا، توحیدہ یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئی اور اس کی مراد امیدیں تازہ ہوئیں اور وہ نسبت ازوری پر قانع ہو کر مقدمات کا انتظار کرنے لگی۔

بحر ہستروان باب

البانی قبائل

سید یک نے چند روز تو اعلان کے ترجمہ اور نقولوں میں گزارے اور پھر البانی کا شکار بدون کا لباس پہن کر اپنے ہم پر روانہ ہوا البانی کے علاقہ اپنا سر کے اطراف میں بلجاریون اور البانیوں کے بہت سے قبائل اور گروہ پہاڑوں میں رہتے تھے اور ہر ایک گروہ اپنے سردار کے نام سے مشہور تھا جن میں جیس البانی، توفیق، لومائی، امین البیدجانی، اور قرطیس، التوسلی کے گروہ بہت مشہور تھے یہ قبائل عموماً بھی تھے جو پوشیدہ مقامات میں رہتے اور رگدزون پر سلطان مسافروں کو روٹا کرتے تھے نہ ہی تعصب ان میں زیادہ تھا اور لوٹ مار یا لوٹتی کی کارروائیاں زیادہ تر اس خیال سے کرتے تھے کہ مسیحیوں پر جو مظالم ان کے خیال میں اسلامی حکومت میں پورے ہیں وہ ان کا انتقام مسلم رعایا سے لین لوٹ مار کے علاوہ وہ یہ بھی کرتے تھے کہ مسلمانوں کو بھڑایا کرتے تھے اور ان سے ہدیہ لیکر چھڑ دیا کرتے تھے۔

ایسے لوگوں میں جانا اور اشتہار تقسیم کرنا نہایت مشکل اور خطرناک کام تھا لیکن سید یک چونکہ نہایت جری تھا اس نے خطر کی پروا نہ کی اور قبائل کی طرف روانہ ہوا۔

مذکورہ بالا قبائل میں سب سے زیادہ سخت اور خطرناک جیس البانی کا گروہ تھا جس کی شہرت اور خوفناک کارروائیوں کی روایات لقمان کے پہاڑوں میں پہلی ہوئی تھیں مسلمانوں کے لئے لقمان کے پہاڑوں کی راہ کو انہوں نے دشوار گزار اور خطرناک بنا رکھا تھا سید یک نے سب

پہلے جڑیں البانی کے پاس جانا مناسب سمجھا چونکہ اس کا مکان معین نہ تھا اور وہ دن رات
 ڈاکے مانتا اور ہر دہر پر تار مہتا تھا اس لئے سعید بک کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور وہ
 تک وہ جھگڑوں میں مارا مارا پھرا لیکن کبیں جڑیں البانی کا پتہ نہ چلا جب وہ جڑیں البانی کے
 ملنے سے مایوس ہو گیا تو ارادہ کیا کہ کسی اور گروہ کے پاس جا سکے اسی آغاز میں اسے خبر ملی کہ
 جڑیں یہاں سے چند گنٹھوں کی مسافت پر اپنے گروہ کے ساتھ اگر پہاڑی پر ٹھہرا ہے سعید بک یہ
 معلوم کر کے خوش ہو گیا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوا آفتاب ڈھل گیا تھا اور سعید بک تیزی سے پہاڑ
 کی طرف جا رہا تھا کچھ دور چل کر وہ ایک دادی میں اترا اور پھر دوسری سمت سے پہاڑ پر چڑھا شرمین
 کیا غروب آفتاب کے وقت وہ ایک وسیع پہاڑی سطح پر پہنچا اور کھڑ ہو کر لوہو پر دیکھنے لگا کہ کیا ایک اس
 کے کان میں شور و غوغا کی آواز پڑی اور ساتھ بندوق کی گولیاں چلنے کی آواز آئی گھر اگر اس نے
 پہاڑ کی وسیع سطح پر دوڑ تک نظر دوڑائی لیکن نہ تو کوئی مکان اسے نظر پڑا اور نہ خیمہ بھرا اس
 نے پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا اور کسی قدر ہلندی پر اسے چند نیچے نظر آئے جہاں سے گولیاں چلنے کی آواز
 آرہی تھیں یہ خیمہ کچھ زیادہ دور نہ تھے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو قدم کے فاصلہ سے ہوں گے
 سعید بک ایک پتھر کی آڑ میں ہو گیا تاکہ گولیوں کی زد سے محفوظ رہے کچھ وقت کے بعد پھر اس
 نے گولیوں کی آواز سنی اور ساتھ ہی گولوں کے دوڑنے اور کسی کے چلانے کی آواز آئی سعید
 نے آواز پر کان لگا دیا اور سنا کہ کوئی عورت ترکی زبان میں کسی کو مخاطب کر کے کہہ رہی ہو
 امان جانم یہ لوگ ہم سے کیا چاہتے ہیں ہمارا تہ اتھون نے کیوں روک رکھا ہو۔
 اس کے بعد سعید بک نے سنا کہ اس کے جواب میں کسی نے ترکی زبان میں کہا
 خاتون ان کترن سے ڈرو انہیں یہ اگر سربہ ہوں تو مجھے پروا نہیں
 سعید نے سمجھ لیا کہ جڑیں کے گروہ نے کسی مسافر کو گھیر لیا ہے اور آخری آواز سے اس نے
 عہد کیا کہ کوئی جری اور شجاع غصہ کر جو ڈاکو دن کی پروا نہیں کرتا اس نے دین ارادہ کیا
 کہ تہستہ تہستہ اور چڑھ کر ان لوگوں کے پاس پہنچے اور سحر کو انہی آنکھوں سے دیکھے چونکہ ترکی
 خوب بھیل گئی تھی اس لئے اب اسے کوئی خوف نہ تھا یہ ارادہ کر کے وہ تہستہ تہستہ بڑھا اور ایک
 خیمہ کی پشت پر جا کر دیکھا کہ جڑیں کے گروہ کے آدمی چار آدمیوں کو جین میں سے دو گھوڑوں پر سوار

سوار ہیں اور دو جو غالباً ان کے خادم ہیں پیدل گھبرے کھڑے ہیں سعید بک نے غور سے سوا
مرد اور عورت کے چہرہ پر نظر ڈالی چونکہ وہ منہ چہاٹے ہوئے تھے اس لئے کچھ معلوم نہ ہو سکا
کہ کون ہیں لیکن ان کی ظاہری حالت سے اس کو یہ رائے قائم کرنے کا موقع ملا کہ خوشحال اور
دو بلندن شخص ہیں ان کو دو کھمکے بے اختیار اُس کے دل میں ان کے حالات معلوم کرنے کا شوق پیدا
ہوا اب اُسے کوئی خوف نہ تھا کیونکہ وہ جرمیں کی تلاش میں تھا اور حق اتفاق سے وہ اس قبت
اس کے سامنے تھا۔

تھوڑی دیر میں سعید نے دیکھا کہ گردہ میں سے نکل کر ایک شخص آگے بڑھا اُس کے بلند لمبے
لمبے بالوں اور مٹی تہا روں سے سعید نے پہچان لیا کہ وہ جرمیں جو جرمیں نے ترکی زبان میں
اس شخص کو مخاطب کر کے کہا

مقابلہ سے کوئی فائدہ نہیں اگر تم مقابلہ کا ارادہ کرو گے تو مارے جاؤ گے میں تمہاری جان
مطلوب نہیں ہے ہم صرف مال چاہتے ہیں اگر تم رضی سے نہ ہو گے تو ہمیں قتل کر کے ہم اس پر قبضہ
کر لیں گے.... لیکن تم اس سے مطمئن رہو کہ عورت سے ہم کوئی تعرض نہ کرینگے کیونکہ ہم اس
کو بہت برا جانتے ہیں اور محدثوں پر زیادتی ہمارے نزدیک بدترین جرم ہے

جرمیں کے الفاظ سن کر عورت نے اپنے ساتھی کو مخاطب کر کے کہا
جانم جگر کے خون خمر کرو بات بڑا ہانے سے کیا فائدہ.... وہ جو کچھ مانگتے ہیں دیدو
اس کے ساتھی مرد نے مال دیوڑے سے انکار کیا اور کہا

کیا میں اس عار کو قبول کر لوں اور ان ڈاکوؤں کو انجیر متبادلہ کئے مال دیدوں یہ ایک بڑھکی
ذلت ہوا دین میں اس کو گوارا نہیں کر سکتا لیکن.... یہ کہا اور دعائے بیسکرا اُس نے حدت کی
طرف دیکھا اور پھر سر کو حرکت دی گویا وہ اس کی وجہ سے اپنا مال تعمیر لے لے ہڑے ڈاکوؤں کو
دینے پر مجبور ہے اور اس کا اس کو بہت افسوس اور تنہا ہے لیکن پھر وہ نہیں کر سکتا ہڑے ہر جرم
کیا اور شیش کی طرح خضبناک آنکھوں سے جرمیں کی طرف دیکھا
جرمیں اور آگے بڑھا اور نرم لہجہ میں سارا کو مخاطب کر کے کہا

تم اس کا افسوس نہ کرو کہ بغیر مقابلہ کئے تم مال ہمارے سپرد کر رہے ہو کیونکہ تم بڑے بڑے

بڑے شخصوں اور بہادروں کو بھی بہت دفعہ ایسا کرنا پڑا ہے ہم نے تم پر رحم کیا ہے اور اس عورت کی وجہ سے تم کو چھوڑ دیا ہے مگر اب تک تمہاری روح نفس فحش سے پروا نہ کرتی ہوئی۔

سوار۔ اچھا تم کیا جانتے ہو۔

جرجیس تمہارے خچر پر جو کچھ بار ہے وہ سب ہم کو دیدو

سوار عورت کی طرف دیکھ کر تمہاری کیا رائے ہے..... میں کیونکر اس ملک کو انکے حوالہ کر دوں عورت فوزی مال کی پروا نہ کر دو..... جو کچھ یہ مانگتے ہیں دیدوان کا ذریعہ معاش یہی ہے اور اسی پیشہ سے یہ رزق حاصل کرتے ہیں خدا ناکہ استبدادیوں کو عدالت کرے آہ انہوں نے رعایا کے اخلاق و عادات کو کس قدر خراب کر دیا ہے

سعید نے عورت کے الفاظ سنے اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ یقیناً یہ عورت جہان آرا ہے اور اُس کے ساتھ فوزی بیک ہے چکی فرا کی خبر ڈاکٹر ناظر نے ہم کو دی ہے یہ معلوم کر کے اُس نے ارادہ کیا کہ جرجیس اور فوزی بیک کے معاملہ میں ہرگز کوئی صورت مناسب فیصلہ کی بجائے یہ کام خطرہ سے خالی نہ تھا لیکن وہ راہ حریت میں ہر ایک خطرہ سے مقابلہ پر آمادہ تھا

جرجیس اور سوار باتوں میں مصروف تھے اور سعید آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ کسی نے خیمہ کے سامنے زہدنی کی اور پھر ایک لکڑی جلا کر جرجیس کے پاس لگیا سعید نے روشنی میں فوزی بیک کو دیکھا اور پہچان کر آگے بڑھا اور آواز دی بہادر جرجیس

سعید کی آواز سنا کر سب لوگ چونک پڑے کیونکہ اس وقت اور ایسے مقام پر یہ آواز خلاف توقع تھی اور پھر جرجیس نے ملندہ آواز سے پوچھا تم کون ہو،

سعید بیک میں تمہارا جہان ہون اور بہت دنوں سے تمہاری تلاش میں صحرا نور دی کر رہا ہوں میرے پاس تمہاری ایک ڈانت ہے کیا میں اس کو تمہاری خدمت میں پیش کر دوں

جرجیس یہ سن کر تعجب میں رہ گیا اور اپنے آرمیوں کو اشارہ کیا کہ وہ سوار اور عورت کو خیمہ کے اندر لے جائیں اور آرام سے بیٹھائیں اور پھر سعید کی طرف بڑھا اور کہا

تم کون ہو؟

سعید بک مین عثمانی قوم کا قاصد ہون جو اس کا پیام لیکر تمہارے پاس آیا ہون اطمینان سے بیٹھ کر واقعات کو سنو اور جو کچھ مین بیان کروں اس پر غور کرو

جسٹیس (نفرت و حقارت سے) تم کون ہو جو مجھ سے اس دلیری اور جرات سے باتیں کر رہے ہو جسٹیک تمہاری جرأت تعجب انگیز ہے

سعید بک مین جلد آپ کو اپنے حال سے آگاہ کر دے گا اور جب آپ کو میرا اور اپنے حریف کا حال معلوم ہوگا تو آپ کو مجھ سے گفتگو کرنے پر زور دے گا نہ ہوگی جسٹیس نے آدمیوں کو اشارہ کیا کہ خیمہ مین روشنی کر پین یہ کہہ کر وہ سعید بک کو ساتھ لیکر خیمہ مین داخل ہوا اور فریض پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اس وقت خیمہ مین سعید بک فوزی بک اور جہان آرا فریض پر بیٹھے تھے اور جہیں دروازہ کے قریب کھڑا تھا سعید بک نے جسٹیس کو مخاطب کر کے کہا

محترم سردار تشریف رکھیے آپ کی قدر میرے دل مین بہت زیادہ ہو گیا آپ البانی بھٹی ستا کے زمین بنیں مین

جسٹیس بان مین انجن مذکورہ کار نہیں اور کن ہون لیکن تم تو بتلاؤ تم کون ہو۔ سعید مین جیسا کہ بیان کر چکا ہون عثمانی قوم کا پیامبر ہون جو ہیئت تبدیل کر کے اپنی خدمت مین حاضر ہوا ہون مجھے انجن اتحاد و ترقی عثمانیہ نے آپ کی خدمت مین ایک عرضیہ دیکر بھیجا ہو جس کو مین جناب کی خدمت مین پیش کرنا ہون مین یہاں اسی غرض سے حاضر ہوا ہون اور اب غالباً آپ کو میرا حال معلوم کر چکی ضرورت نہ ہوگی

یہ کہہ کر سعید بک نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور اعلان کا پرچہ نکال کر جسٹیس کے حوالہ کیا جسٹیس اعلان کو لیکر روشنی کے قریب گیا اور پڑھا شروع کیا فوزی بک سعید بک کی گفتگو غور سے سن رہا تھا اسٹیب کا غور نکال کر دیا تھا اس نے سعید بک کے چہرہ پر غور سے نظر ڈالی لیکن سعید کو نہ پہچان سکا سعید نے جسٹیس کو خط پڑھنے مین مشغول ہا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا اور فوزی بک کی طرف دیکھ کر کہا

آپ کا نام شاید فوزی بک ہو اور آپ کے ہمراہ غالباً محترم بیگم جہان آرا مین ہے فوزی بک یہ نہ کہ جو تک پڑا اس کا خیال تھا کہ ان اطراف مین اس سے کوئی واقف نہیں ہے

اور خود فروہ ہو کر نجاہل عارفانہ کے طور پر کہا
 میں آپکا مطلب نہیں سمجھا ہر بانی فرما کر مجھے بتلائے کہ آپکا کیا نام ہے اور آپ کون ہیں
 سعید حیرت ہوا آپ میرا حال تو دیا منت کرتے ہیں اور میں نے آپ کے متعلق جو کچھ عرض کیا
 ہے اُس سے آپ کو انکار ہے..... ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہو میں ان لوگوں میں سے نہیں
 ہوں جو شبہ پر قتل کا حکم دیتے ہیں جیسا کہ آپ کا مالک یلڈز میں کرتا ہو میں اور میرے ساتھی حق
 کے طلبکار ہیں اور صداقت کے مستلشی..... ہر بانی فرما کر یہ تو بتلائیے کہ آپکا تیسرا ہمسفر یعنی
 شیرین کہاں ہے کیا آپ نے اس کو کہیں چھوڑ دیا
 شیرین کا نام سن کر فوزی بک نے معلوم کر لیا کہ یہ شخص حقیقت حال سے واقف ہو اور اب انکار
 کی گنجائش نہیں ہو۔ لیکن کے ذرائع معلومات پر اس کو بہت تعجب ہوا اور حیرت زدہ اُس نے
 سعید بک کی طرف دیکھ کر کہا

شیرین سالونیک میں ہم سے جدا ہو گئی اور وہیں رہ گئی
 جہیں نے اعلان کو بڑھ کر تحارت سے پہنچا دیا اور سعید کی طرف دیکھ کر کہا
 ناممکن ہے یہ باتیں اعتماد کے قابل نہیں ہیں..... ہم اس کے لئے بالکل تیار ہیں کہ مسلمانوں
 سے مصالحت کر لیں اور ہماری دلی آرزو ہے کہ تمام غاصب متحد ہو جائیں لیکن اس کا کیا اعلان ہے
 کہ مسلمان مصالحت پر آمادہ نہیں وہ غریب اور حیلہ سے کام لیتے اور ہمارا خناق اڑاتے ہیں اور
 ہر ایک نئی بات گھڑ کر ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں..... ہم سے تو وہ کہتے ہیں کہ اتحاد و
 اتحاد کی ضرورت ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ ضرورت مسلم ہے لیکن دوسری طرف مسلمانوں کے
 قلوب میں ہماری طرف سے نفرت پیدا کی جاتی ہے اور ان کو ہم سے خلافت الہیہ راجا جاتا ہے.....
 اتحاد کی ضرورت کو پیش نظر کر کے خود ہمارا ارادہ تھا کہ ہم آگے بڑھیں اور اپنے مسلمان بھائیوں
 سے ہاتھ ملا کر ایک ہو جائیں لیکن اس سے پہلے کہ یہ ارادہ عمل میں لایا جا کر ہمیں ایک اعلان ملا
 جس میں ہم نے اسلام کی فضیلت اور غیر مسلم پر مسلم کی برتری بیان کی ہے اور مسلمانوں کے لئے غیر
 مسلموں کا مال حلال و جائز ثابت کیا ہے.....
 سعید دھچک کر وہ اعلان کہاں ہے..... یہ کسی مفید کی کارروائی ہے..... ہر بانی

فرما کر ذرا اس اعلان کی منجھے دکھائیے۔“

جرجیس نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا اُس نے نوٹ بک (کتاب یادداشت) لاکر جرجیس کی خدمت میں پیش کی جرجیس نے نوٹ بک سے ایک کاغذ نکالا یہ اعلان خلیفۃ المومنین کی طرف سے حاکم ستارہ کے نام تھا جس پر سلطان کے نام کا طغرا بنا ہوا تھا جرجیس نے کاغذ کو کہوتے چوسے کہا

تم لوگ ایک طرف تو یہ کہتے ہو کہ ہم دستور کا مطالبہ کر رہے ہیں جنگ و ناموس کا تحفظ تمام اقوام کے حقوق کا محافظ ہے اور دوسری طرف سلطان کا یہ اعلان اس کے خلاف ہو لو اس کو پڑھو اس میں تصریح کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ انجمن اتحاد ترقی کی سخی دستور و مفہد اخلاق ہے اور دستور مسلمانوں کی مصلحت کے خلاف دستور کا سب سے بڑا ضرر یہ ہے کہ مسلم عورتیں آزاد ہو جائیں گی اور کافروں کی عورتوں کی طرح بے پردہ باہر پھرنے لگیں گی تو پڑھو اور دیکھو کہ اس میں لکھا ہے یا نہیں۔“

سید نے جرجیس کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اور پڑھنا شروع کیا جرجیس نے جو کچھ بیان کیا تھا بالکل صحیح تھا سید نے اعلان پڑھ کر دستخطوں پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ صاحب کے دستخط اس پر ثبت ہیں سید کہہ گیا کہ یہ وہی جاسوس ہے جس کا ذکر ڈاکٹر نے اپنے مراسلہ میں کیا ہے وہ یہاں پہنچ گیا ہے اور نفاق و شقاق کی بدوح اقوام میں پیدا کر رہا ہے یہ معلوم کر کے اُس نے جرجیس سے کہا

محترم دوست، یہ اعلان ایک جاسوس کی طرف سے ہے جو محکمہ امین کی طرف سے اقوام میں منافرت پیدا کرنے اور مخالفت پیدا کرنے کے لئے آیا ہے یہ ظلم طبقہ بھاری کوششوں کو تباہ و برباد کر دینا چاہتا ہے اور اس قسم کے جیلوں سے کام لے رہا ہے تاکہ اقوام میں اتحاد نہ پیدا ہونے پائے اس لئے اس کی طرف توجہ دہ کر فی چاہئے۔

جرجیس نے سید کی طرف سے منہ پھیر لیا گویا اُس نے سید کی بات کو غور سمجھا اور اپنا وقت بیکار اُس کی باتوں میں ضائع کیا اور پھر قریب ایک طرف دیکھ کر کہا

تمہارے پاس جو کچھ ہے ہمارے حوالہ کر دو ورنہ ہم تم کو لٹا دیں گے۔“

ہمارے جرمیں تم جیسے مشہور شخص اور جرمی شخص کے لئے یہ زیبا ہنہیں ہو کہ تم ایک ایسی انجمن کے
 ناصدکی توہین و تحقیر کرو جو ظالم طبقہ حکمران کے ہاتھوں سے تمام اقوام کو رہائی دلائے گی کوشش
 کر رہی ہے اور اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے میں تمہاری اعانت چاہتی ہے.....
 کیا ایک جھوٹے اعلان اور ایک جاسوس کے اشتہار کے مقابلہ میں ایک وطن پرست انجمن سے
 روگردانی مناسب ہو..... احرار نے تم سے مصالحت کرنے اور تمہاری تائید حاصل کرنے کے
 لئے تمہاری طرف ہاتھ بڑھایا ہے تمہارا فرض یہ کہ تم ان سے ہاتھ ملاؤ اور ان کو مدد

جو جس میں اس کا یقین کیونکر کر لیا جائے کہ تم جو مراسلہ لائے ہو وہ احرار کی طرف سے ہو
 اور اس کی کیا ضمانت ہے کہ احرار جو اس وقت عدلی و حریت کا مطالبہ کر رہے ہیں آخر تک
 مضبوطی سے اپنے مطالبہ پر قائم رہیں گے اور ظالم طبقہ حکمران کے غلام نہ بن جائیں گے جب کہ
 اب سے پہلے برابر ہوتا رہا ہے..... ان باتوں کو چھوڑو ان سے کوئی فائدہ نہیں

سید بک نے گردن ہچکائی اور بچے لگا کر جرمیں کی غلط فہمی کو کیونکر دور کرے اور کیونکر اس
 کو اس کا اطمینان دلائے کہ انجمن اتحاد و ترقی استعمالی اور یورپی جدوجہد سے کام کر رہی ہے
 کہ یکایک اس کے کان میں گولیوں کے چلنے اور شور و غل کی آواز آئی منکاجر جس خیمہ سے
 باہر نکلا اور دیکھا کہ اس کے ساتھی ہاگ گئے ہیں اور عثمانی سپاہ خیموں کا محاصرہ کئے ہوئے
 ہے جو جرمیں اور اس کے چند ساتھی جو اس وقت خیمہ کے اندر تھے اگر اسیروں کی حفاظت پر
 نہ ہوتے اور جرمیں سید بک سے باتوں میں مشغول نہ ہوتا تو وہ بھی ہاگ چلے اور ہارٹ
 کے کسی محفوظ حصہ میں جا چیتے بہت دفعہ الیا ہوا ہے کہ عثمانی سپاہ ان کی تلاش میں آئی
 ہے اور اُس کے پہنچنے سے پہلے یہ لوگ بوسنگھہ کر ہاگ نکلے ہیں۔

سید بک نے خیمہ سے ہانک کر دیکھا جرمیں گھر ہوا کھڑا ہوا اور بے کس و عبور تھا کیونکہ اس
 کے تمام ساتھی بحران چند کے جو اسیروں کی نجات پر مامور تھے ہاگ گئے تھے سید بک نے یہ
 دیکھ کر فزعی بک سے کہا

آپ اور یگیم جان آرا یمن تشریف رکھیں میں ابھی واپس آتا ہوں
 یہ کہ وہ باہر نکلا اور عثمانی سواروں کے قریب پہنچا سواروں کا یہ ایک چھوٹا سا دستہ ہوا

جس کے آگے اس کا افسر شیر کی مانند مستعد گھوڑے پر سوار کھڑا تھا اتفاق سے چراغ کی روشنی افسر کے چہرے پر پڑی اور سعید بیک نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ رکن کی عثمانی سپاہ کا افسر نیازی بیک ہے۔

نیازی بیک کو سلطان نے لوٹ مار کرنے والے قبائل کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا تھا جس سے سپاہ کے تمام افسر عاجز آگئے تھے اور رعایا پر نشان نیازی بیک نے اپنی حیرت انگیز شجاعت سے اس خدمت کو خوبی سے انجام دیا اور بہت سے قبائل کو گرفتار کیا نیازی بیک کا نام قبائل میں بہت زیادہ مشہور تھا اور وہ اُس سے ہر وقت خائف رہتے تھے آج اس کو خبر ملی کہ جرجیس اور اُس کے گروہ کے لوگ آج اس پہاڑی پہاڑین گئے اس موقع کو اس نے بہت غنیمت سمجھا اور انہیں کی نئی قرار دادوں کے مطابق جرجیس سے مل کر اس کو انہیں کا وہ اعلان پہنچا ناچا باجو سعید بیک لیکر آیا تھا پہاڑی پر پہنچ کر نیازی بیک نے روشنی دیکھی اور آہستہ آہستہ خیموں کے قریب پہنچ کر خیموں کو گیسر لیا جرجیس کے آدمیوں کا زیادہ حصہ تو بھاگ گیا اور جرجیس بھی ہٹا جانے کے لئے خیمہ سے نکلا تھا اور ہٹا نکلنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا کہ نیازی بیک نے بلند آواز سے کہا

جرجیس پہاگو اور ڈور وینین میں تمہیں کوئی اذیت نہیں پہنچاؤ گا اور تم سے کوئی برا سلوک نہ کرے گا جرجیس کھڑا ہو گیا اور سعید نے اس اتفاق کو تعجب سے دیکھا اور فال نیک تصور کر کے آگے بڑھا اور نیازی بیک کے قریب پہنچ کر کہا

”نیازی بیک“

نیازی بیک نے سعید کی آواز کو پہچانا اور گھوڑے سے اتر کر سعید بیک سے منگلیں ہوا اور کہا سعید بیک تم کہاں..... تم یہاں کیسے آئے..... تمہیں کوئی اذیت تو نہیں پہنچی“

سعید بیک بہت اچھی طرح ہون اور اپنے ہمارے میزبان جرجیس البانی کا جہان ہون جرجیس سعید بیک کے الفاظ سے شکر مند ہوا اور اپنی بے حد برائے عزت ہوئی اظہارِ احترام کرتے ہوئے وہ سعید بیک کی طرف بڑھا اور کہا

آپ نے اس وقت تک یہ نہیں بتلایا کہ آپ کون ہیں“

سعید بیک اس کے اظہار سے کوئی فائدہ نہیں کہ میں کون ہوں فائدہ اس میں ہے کہ میں جو سعید

لایا ہوں آپ اس پر غور کریں۔۔۔ نیازی بک سے بھی پیام کی اہمیت اب آپ کو معلوم ہو جائیگی
اب جگر نیازی بک نے آپ پر فتح حاصل کی ہے فرمائیے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہو
نیازی بک (سید) سے مخاطب ہو کر (میرزا خلیل) ہے کہ آپ انہیں کا پیام پہنچانے آئے ہیں
سید بکسا بان لیکن انہوں نے کہ میرزا خرم میروان پیام کی تصدیق نہیں کرتا اور مجھے اس نے ایک
اور اعلان کے مضمون سے آگاہ کیا ہے جو باہر کے آدمیوں کی کارروائی معلوم ہوتی ہو اصل اعلان
میں ہمارے اعلان کے خلاف نفرت و بدولی پہلایا کی کوشش کی گئی ہو۔

نیازی بک (جرجیس سے) ہمارے جرجیس میں توہین بتلاتا ہوں کہ میں بھی اس جمعیت مقدسہ کا ایک
ممبر ہوں اور پھر توہین اس کا اطمینان دلاتا ہوں کہ جمعیت نے جو پیام سید بک کے ہاتھ پہنچا ہے
وہ صحیح ہے انہیں کے کارکنوں کی حق نیت کا اندازہ پیام سے بخوبی ہو سکتا ہے ہر حال میں تم سے
امید رکھتا ہوں کہ تم ظالم قوم سے انتقام لینے میں ہمارا ساتھ دو گے اگر ہم دونوں اصلاح ملک
و فلاح قوم کی کوششوں میں اتحاد سے کام لینے پر مدد سے متحد ہو کر خیر و برکت سے ہاتھ ملائیں اور باہر لوگوں
سے ناپ ہو کر متبیین سے انتقام لینے میں اپنی پوری قوت سے کام لیں دستہ اور قانون اس کی مدد
کریں اور ملک کو راحت اور آرام سے زندگی بسر کرنے کا موقع ہم پہنچائیں۔

جرجیس نیازی بک کی زبان سے پیام کی اہمیت کو منکر آگے بڑھا اور اس کا تعین کر کے کہ انہیں
کے جین نیت سے ملکی خدمت پر کمر بستہ ہیں اس نے نیازی بک سے ہاتھ ملایا اور دونوں نے متحد
ہو کر کام کرنے اور راز کی پوری حفاظت پر حلف اٹھایا۔

حلف اٹھائے جانے کی کارروائی ختم ہو جانے پر نیازی بک نے اپنے دستہ کو منتشر ہو جانے
اور آرام کرنے کا اشارہ کیا اور پھر جرجیس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر عزت سے اس کو چھایا اور خود
بھی اس کے پاس بیٹھ گیا سید نے آگے بڑھ کر نیازی بک کے کان میں کہا
کیا آپ کے شعبہ نے آپ کو اس خبر سے آگاہ نہیں کیا کہ سلطان عبدالحمید خان کی ایک بیگم ایک
البانی افسر کے ساتھ فلندز سے ہوا گئی ہو

نیازی بک بان شعبہ سے ہم کو یہ خبر ملی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ میرزا دوست رام کی
منوبہ شیرین بھی اس کے ساتھ ہے۔

سعید یک دنیا دی بک کا ہاتھ پکڑ کر آؤ میرے ساتھ آؤ میں اس نیکم اور البانی امیر سے آپ کو ملاؤں ان کی زبان سے معلوم ہوا کہ شیرین ان کے ساتھ آئی تھی لیکن سالونیک میں ان سے جدا ہو گئی اور اپنے گھر چلی گئی۔

نیازی بک اٹھ کھڑا ہوا اور سید محمد بن دحل ہوئے سعید بک نے جہان آنا اور فوزی بک سے نیازی بک کا تعارف کرایا فوزی بک نے نیازی بک کا شکریہ ادا کیا اور دستور کے حصول کی کوشش میں ان کی خدمات کی تعریف کی اور پھر کہا اب مجھے احرا کی کامیابی کا یقین ہو گیا استبدادی یقیناً اب غلوب ہو جائیں گے اور ملک مصائب سے نجات پائے گا۔

سعید بک ہم اس وقت تک برابر حصول دستور کی کوشش میں مصروف رہیں گے جب تک کہ دستور میں جمل نہ ہو جائے یا ہم خود قضاہ ہو جائیں فوزی بک کیا حیرانی فرما کر آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ آپ نے ہم کو کیونکر پہچانا اور ہمارا حال آپ کو کیونکر معلوم ہوا ہماری خبر آپ تک پہنچا ایک تعجب ہی کیونکہ یلڈز سے ہمارے بھاگنے کی کسی کو بھی خبر نہیں ہے۔

سعید بک ہم اگرچہ ہراڑوں میں رہتے ہیں لیکن یلڈز کی خبریں ہم کو براہِ بخوبی رہتی ہیں اور ہمیں سلطان عبدالحمید کے کھانے پینے تک کی خبر مل جاتی ہے۔

فوزی بک خداوند تعالیٰ آپ کو آپ کی کوششوں میں کامیاب فرمائے..... یلڈز سے ہمارے کریمان ہم صرف اس لئے آئے ہیں کہ آپ کے ساتھ ملکر قوم کی کوئی خدمت انجام دین جو کام آپ ہمارے سپرد فرمائیں اس کے لئے ہم تیار ہیں۔

سعید بک اس وقت آپ ہمارے ساتھ مناسر جلیں وہاں ہینچو اطمینان سے آپ سے گفتگو کی جائیگی اس وقت آپ تکے ہوئے ہی ہیں..... مجھے امید ہے کہ اب جناب جرجیس آپ سے مال کے مطالبہ کو بھی چھوڑ دیں گے۔

یہ کہ سعید بک نے مسکرا کر جرجیس کی طرف دیکھا جرجیس نے کہا

میں آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوں جہاں آپ بچلنا چاہیں میں چلوں گا اور جو کام مجھ سے

لین گے انجمن دو ٹکا۔

نیازی بیک ہم آپ کو زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتے ہیں آغا چاہتے ہیں کہ اپنے ۶۰ پڑوسیوں سے قائم رہیں اور جو معاملہ اس وقت ہوا ہے اس کو یاد رکھیں انشا اللہ ضرورت کے وقت آپ کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائیگا

جرحہ میں ہر وقت حاضر ہوں جس وقت آپ کا جی چاہے بلا بھیجیگا۔

نیازی بیک اور سعید بیک نے جرحہ میں سے رخصت چاہی اور سب باطینان تمام ہاڑی سے روانہ ہو کر سلطانی راستہ پہنچے اور وہاں سے نیازی بیک سعید بیک سے رخصت ہو کر رستہ کی طرف آؤ سعید بیک وغیرہ مناسرت کی جانب روانہ ہوئے۔

انصار راہ میں سعید بیک سے فوزی بیک نے اپنا واقعہ بیان کیا اور ظاہر کیا کہ جہان آرا سے اس کو اس وقت سے محبت تھی جبکہ وہ یلڈز میں داخل ہوئی اور جہان آرا کو ہی اس سے محبت تھی لیکن بیگم نجمانے کے بعد وہ مجبور ہو گئی اور مجھ سے ملتے رہنے کا اسے ہر کوئی موقع نہ ملا لیکن میں ہمہ دم میری طرف سے غافل نہ رہی اور برابری سرتی میں سامی رہی اسی کی کوشش سے میں سلطانی ایڈجیکٹنگ کے درجہ تک پہنچا کچھ دنوں بعد مجھے معلوم ہوا کہ سلطان جہان آرا کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں میں نے اس کو سلطان کے پنجہ سے چھڑانے کی کوشش کی اور آخر خدا نے یہ موقع عنایت فرمایا اور میں یلڈز سے اس کو صحیح و سالم نکال لایا

فوزی بیک کے الفاظ ختم ہوتے ہی سعید بیک نے شیرین کا حال پوچھا جس کے جواب میں اس نے بیان کیا کہ

یلڈز سے محل کریم نے اپنی ہنیت بدلی اور چھپتے چھپاتے سالونیک پہنچ کر ایک ہوٹل میں ٹھہرے شیرین ایک روز اپنی والدہ کو دیکھنے اپنے گھر گئی اور تمام تک واپس نہ آئی رات بھر اس کا انتظار کیا گیا جب وہ نہ آئی تو ہم نے صبح کو اس کے گھر آدمی بھیجا اس نے واپس آکر بیان کیا کہ شیرین کے والد مکان پر نہ موجود ہیں ہمارا خادم طہاز سے واقف تھا کیونکہ اس نے ان کو یلڈز میں دیکھا تھا خادم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحب بیک طہاز کے ہاں موجود تھا طہاز کی باتوں سے خادم کو معلوم ہوا کہ وہ صاحب بیک نے ساتھ شیرین کی شادی کر لیا ارادہ رکھتا ہے اور چونکہ شیرین کو راضی

کے ارے جانے کا یقین ہو گیا ہے اس لئے غالباً وہ بھی صائب بک سے شادی کر لئے ہے۔
آئوہ ہے "اس کے بعد فوزی بک نے کہا

اس خوف سے کہ بہن کوئی پہچان نہ لے ہم سالونیک زیادہ نہیں ٹھہرے اردو بان سے البانیہ
کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں یہ عجیب اتفاق پیش آیا اور آپ سے ملاقات ہوئی شیرین کی خبر معلوم
کر کے سعید بک مضطرب ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جیب راحہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ غضب ناک ہو جائیگا
تہوڑی دیر تک وہ اس پر غور کرتا رہا اور پھر اس اشتہار کو جیسے نکالا جاسے جیسی سے ملا
تھا اشتہار کے آخر میں اُس نے صائب بک کے دستخط دیکھے اور مٹا اُس کے ذہن میں یہ بات
پیدا ہوئی کہ وہ اس اشتہار کو انجن کے جلسہ میں پیش کرے تاکہ انجن کے ممبر اپنی مشورہ سے
اس کے قتل کر ٹیکلی تجویز پاس کریں اور اس ناپاک و فسد شخص کے وجود سے دنیا پاک ہو جائے
اس کے ساتھ ہی اُسے خیال آیا کہ پہلے اُس کے قیام کی جگہ معلوم کی جائے تاکہ قتل میں آسانی
ہو اور راحہ کو بھی اس خبر سے آگاہ کیا جائے

پہچتر وان باب

اعلان نامتالعت

مناسرت کے قریب ایک گاؤں میں پہنچ کر سعید بک نے جہان آرا کے قیام کے لئے ایک مکان
کا انتظام کیا اور تمام ضروری اشیاء راحت و آرائش فراہم کیں اس کے بعد فوزی بک کو
ساتھ لیکر مناسرت پہنچا اور جمعیتہ کا ایک فوری جلسہ منعقد کر کے اس کے ممبروں کی خدمت میں
فوزی بک کو پیش کیا جمعیتہ کے مرضوں نے فوزی بک سے حلف لیکر اس کو انجن میں داخل کر لیا
جب یہ کارروائی ختم ہو گئی تو سعید بک نے اپنے ہم کے حالات سنائے اور جیس سے جو
معاہدہ ہوا تھا اس کا حال بیان کیا اس کے بعد اشتہار جو صائب بک نے قبائل اور
روسا میں تقسیم کیا تھا جمعیتہ سے صالکہ مرضوں کی خدمت میں پیش کیا اور حقیقت حال سے آگاہ
کیا انجن کے ممبروں نے اتفاق ملے قرار دیا کہ صائب بک جاسوس کی یہ کارروائی چونکہ

حزبت اور دستور کے مقابلہ میں اس لئے نہایت خطرناک ہر اور سپاہ کے مقابلہ سے زیادہ ضرر رسان ہے اس لئے اس کو فوراً قتل کیا جائے۔

اس تزار واد کے بعد ایک فدائی نے اپنے کو اس خدمت کے لئے پیش کیا اور اس کی یہ خدمت تحمین و اقربین کے ساتھ قبیل کی گئی اور اسی پر جلسہ ختم ہو گیا۔

سحب بک نے توحیدہ سے شیرین کا نام وافر بیان کیا اور ظاہر کیا کہ ہمارے دستور اپنے خیال میں ہر ایک اور شیرین کا کلاچ صائب سے کر دینے پر آمادہ توحیدہ نے حقیقت حال سے آگاہ ہو کر شدہ غم سے سر پٹے لیا اور رقت خیز لہجہ میں کہا

آہ عذاب بھی متائب بک کو درست سمجھے ہوئے ہیں حالانکہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہمارے تمام مصائب کا سبب یہی ہے..... اب میرا بیان ٹھہرنا مناسب نہیں ہو جلد سے جلد مجھے سالونیک پہنچا جائیے شیرین اس وقت سخت تنگی اور پریشانی میں ہو گئی خدا انھیں مستہ وہ کہیں راضیے یا دوس ہو کر اس سنانق سے شادی کر لینے پر آمادہ نہ ہو جائے کیونکہ اس کو معلوم نہیں کہ راضی زندہ ہے.....
..... آہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ سیدی کچھ بتائیے

سعید بک سالونیک جانکی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ بسین رہیں میں سالونیک جاتا ہوں راضی حققت یہاں لے آئے اس کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا اور کہہ دینا کہ شیرین سالونیک میں موجود توحیدہ یہ سمجھ کر سعید بک نہایت دین اور ہوشیار آدمی ہو گئے ہمارے اس کے شہر کو اس کے ارادہ سے باز رکھنے میں کامیاب ہو جائے سعید بک کے مشورہ پر مدد ملی ہو گئی اور سعید بک سفر کی تہیاری کر کے لے لگا وہ سرحد صبح کو جبکہ وہ سالونیک جانے کے لئے تیار تھا خبر ملی کہ اس کو ایک فوری جلد یہ ضرورت پیش آئی ہے جو آج شام کو منسلک ہو گا سعید بک نے اپنے سفر کو ملتوی کر دیا اور طلب میں شرکت ضروری تھی جب قرار واد شام کو جلائے ہوا تھا تو آج کے جلسہ میں سسند کی بیوی پٹلی کے سکریٹری جالاندی بھی جو باری بک کے دوست و معاون اور انھیں کے سرگرم ممبر تھے شریک تھے جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عرض کرنے لگا

ہمارے اس وقت آپ کو ایک نہایت اہم معاملہ میں مشورہ لینے کے لئے تکلیف دی گئی ہے آپ کو سزا ہے کہ ہمارے عقد میں نہ گزریں گے۔ ہمارے تمام امور و معاملات دستبردار ہو کر آپ کی ہر کار میں غائب

اس سے بھی اہم اور پیچیدہ مسئلہ پر اس وقت مشورہ چاہتا اور ایک نئی دنیا میں قدم رکھنا چاہتا جس طرح اعلان قتل و قتل سے مرکزی انجمن نے ایک خاص عزت و اہمیت حاصل کی جو اسی طرح ہم بھی خصوصیت سے ایک نہایت دشوار گزار اور خطرناک راہ پر قدم رکھتے ہیں اور یہ صرف ہمارا حصہ ہو گا تجزیہ کیا گیا ہے کہ ہم رعایا مستعد ہو کر اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکیں اس بات کو جانیں حکومت و احکام سلطانی کا اعلان کر کے اس تجزیہ کو محکم ہمارے محترم بہائی نیازی بھائیوں پر جو خود سے اہل اس چیل پر ہونے کے لئے تیار ہیں انہوں نے ہمارے محرز و محترم بہائی جلال آفندی کو ہماری فکر سے بچا ہے تاکہ دعاوی تجزیہ سے آپ کو اطلاع دیں اور اپنے ارادہ اعلان نامہ ساخت سے آپ کو آگاہ کریں محترم بہائی جلال آفندی آپ کے سامنے اس تجزیہ کو بیان کرینگے آپ غور سے اس کو سنیں تمام لوگ مستعد ہو کر بیٹھ گئے اور جلال آفندی کی تقریر سننے کے لئے ہمتیں گمشدہ ہو گئے جلال آفندی نے ب کہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی تقریر شروع کی۔

محترم بھائیو! ہم نے جبکہ کیا یا آئندہ جو کچھ کرینگے وہ سب مقدس مرکزی انجمن کی تحریک اور مشورہ سے ہے۔ ہمارے مقدس کی روح ہماری رہنمائی اور مدد ہماری مددگار ہے اس وقت میرے منہ پر جو کچھ غرض یہ ہے کہ ہمارے محترم بہائی رشتہ کی حیثیت کے افسر نیازی بک نے ایک نہایت موثر تجزیہ دشمنان حربت و تباہی پر غصہ حاصل کر چکی ہے۔ یہ سب تمام حضرات نیازی بک سے اچھی طرح واقف ہیں ان کی شجاعت کے کارنامے اور حیرت انگیز بات کے واقعات آپ نے اومان و غیرہ کو لڑا آئین میں نے سنے ہوں گے نیازی بک کی شجاعت و جلال و دلیری اور بہادری کو دیکھ کر سلطان نے انہیں اس خدمت پر مامور کیا تھا کہ وہ خود سر اور لڑا کر کے مددے قبائل کو تباہ و برباد کر کے غمناکی مقبوضات کو ان کے وجود سے پاک کر دیں بتاریخ اور ابانی قبائل نے عرصہ صاف کی روٹ مار اور قتل و غارتگری سے اتنی قوت حاصل کر رکھی تھی کہ حکومت ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گئی تھی لیکن نیازی بک نے اپنی قابلیت سے توڑ پھری عرصہ میں ان لوگوں پر غصہ حاصل کی اور بہت سے قبائل تباہ و برباد کر کے عیسائیوں کو معلوم ہے تباہ پر کامیابی حاصل کر کے خود بچا بک نیازی بک کے دہن میں یہ بات پیدا ہوئی کہ حکومت اس قسم کے قبائل کا انعام کرنے اور ان کی قوت سے مقابلہ کرنے میں چونکہ ظاہر ہو چکی ہے اس لئے حاصل و سند و خلعت و عزت کے لئے اس سے بہتر کوئی تجویز نہیں ہو سکتی کہ مغربی قبائل کو لڑنے ہوں

اور فی وجہیثا کا مطالبہ حکومت سے علی بابا سلطان کو برین نیازی یک نے ۲۰ جون ۱۸۸۰ء کو طبر آفندی انسپکٹر پولیس کے سامنے پیش کیا اور اس کے بعد کہا اس وقت میرے پاس پانچ پونڈ بین برین نے اپنے مصروف گو کر کے جمع کیے ہیں ان سترین ان آدمیوں کے لئے جو میرے اثر میں ہیں۔ جب تک تندرست ہو سکے قریب ہر تہیار ہم پہنچا دیکھا اور ان کو تیار کر کے حکومت کو پیش کیا کر سکتے ہیں۔ مگر اگر اس طریقہ سے ہم جینیہ حکومت کو پریشان کر دیتے اور اس وجہ میں اور بھی بہت سے گروہ ہار کر رہیں گے۔

جان برین یہ کہنا تو بھول ہی گیا کہ ہم کو اعلان نامتائست چرخیست میں جس چیز کو آمادہ کیا اس کا اصلی محرک ردال کا یہ شخص ہے جس کا فتنہ مقدونیہ کو غنائیہ کیست سے جدا کر کے بھائی کو دینا ہے۔ اس فیصلہ نے نیازی یک پر حقدور ناگوار اثر ڈالا ہے اس کو اندازہ اس جوش سے ہو گیا کہ جو اس وقت حکومت کو اسٹوڈیو کے لئے ان میں پایا جاتا ہے محترم بھائی نیازی یک نے صاف الفاظ میں اس کا اظہار کیا ہے کہ

اعلان نامتائست اور دستور کے علی الاطلاق مطالبہ کے لئے سب سے پہلے مسند والوں کو دردم آگے بڑھانا چاہیے۔ بلجاریوں نے ہی آزادی کی کوشش میں ہمیں سے دیکھا کی تھی اور ہم کو بھی اسی جگہ سے اپنے مطالبہ کی ابتدا کرنی چاہیے۔

محترم بھائی نیازی یک نے اسی کے ساتھ یہی کہا ہے کہ مسجون کو ہم اپنے حقیقی بھائیوں کی طرح ہمیں ان کی عزت کو اپنی عزت ان کے دل کو اپنا دل اور ان کے جسم کو اپنا جسم خیال کریں اس لئے کہ ہماری یہ تحریک اصلاح ملک حریت مساوات اور اخوت کو قائم کرنے اور حکم بنانے کے لئے ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ملکی اتحاد میں کمی قسم کا امتیاز نہ رکھیں اور سب کو اپنا بھائی خیال کریں

اس کے بعد محترم بھائی نیازی یک نے کہا اس تجویز کو عمل میں لانے کے لئے میں بالکل مستعد ہوں اور اپنی بیوی بچوں ہمیں سے ہر شے کے لئے جہازنا ہوں اور انہیں خدا کی امان میں دیکر دلاستر بھیج دیتا ہوں۔ ہم نے اپنی محترم بھائی کی تجویز سے اتفاق کیا ہے اور ہم سب اپنا کلمہ شروع کرنے کے لئے

تیار ہیں مجھے یہاں اسی لئے بھیجا گیا ہے کہ اس معاملہ میں آپ کی رائے ہی عامل کروں امید ہے کہ اس مسئلہ پر آپ غور فرما کر مناسب فیصلہ فرمائیں گے۔

جہاں تک کی تقریر ختم ہوتی ہے مسئلہ کو میسر وں کے سامنے پیش کیا گیا اور سعید بک نے کہ ٹریڈنگ کمپنی میں اس رائے سے اتفاق کرنا ہونے پر توجیز معقول اور مفید ہے اور چونکہ نقد منہ مقررین کوٹ مار کرنے والے قبائل کا مجھے کافی تجربہ ہو چکا ہے اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر ایسے گروہ حکومت کے خلاف اٹھیں ہو گئے تو حکومت عاجز ہو جائیگی اور پھر اس کو ہمارے مطالبات کے سامنے ہٹکے جانا پڑیگا خداوند تعالیٰ ہماری بہانی نیازی بک کو سلامت رکھے کہ انہوں نے یہ ایک معقول تجویز نکالی ہے ہم کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ انہوں نے اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالنا ہے اور ملک کی خدمت پر کمر بستہ ہو گئے ہیں یہ علاج ہر کے ہمارے قلوب میں ان کی عظمت اور بڑے جاتی ہو کہ محترم بہانی نیازی بک کی شادی کا بھی ایک سال ہی نہیں گذرا اور وہ ملک و قوم کی خدمت پر کمر بستہ ہو کر اپنی دامن سے جہاں ہوتے ہیں

سعید بک کے الفاظ ختم ہوتے ہی جہاں آفندی نے مرض سے پرہیز کی اجازت چاہی اور اجازت کے بعد کہا

اسی کے متعلق ایک نہایت عجیب بات کا ذکر میں یہاں کرنا ہوں اور وہ یہ ہے کہ نیازی بک نے جب علی الاعلان دستور کا مطالبہ کرنے والے گروہ کی تیاری کا ارادہ کیا اور ان مشکلات پر نظر ڈالی جو اس راہ میں پیش آتی ضروری ہیں تو وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور اپنے ارادہ سے ان کا گاہ کیا محترم خاتون نے اپنے شوہر کے ارادہ پر اظہار خوشنودی کیا مبارکباد دی ادا کیا نیازی بک جاؤ مصلحت دین پر قربان ہو جانا زندگی اور حیات جاودانی ہے مجھے اس سے زیادہ مسرت اور کیا ہو سکتی ہے کہ تمہاری موت بپاری موت ہوگی اور تمہاری زندگی اصلاح ملک اور حصول دستور کی راہ میں کام آئیگی۔

اس کے بعد محترم بہانی نیازی بک نے اپنی بیوی و خیمہ کو مناسب ستر چھایا

جہاں آفندی کے الفاظ ختم ہوتے ہی مرض کھڑا ہوا اور کہا

بہانی نیازی بک کی دامن کے تنکے نے اس وقت بہانی راہ کی منہ شیریں کو یاد دلایا

دو قون یہاں رہے اور پھر دونوں توحیدہ کی تلاش میں باہر چلے گئے۔

سید یک کو یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا لیکن اس نے صبر کیا اور سناسترواپس چلا آیا یہاں
پنچکولے معلوم ہوا کہ کسی پاشا سناستروپس گیا ہے اور انہیں کے ممبروں کی تلاش میں بعض لوگوں
نے انہیں کے بعض ممبروں سے اسے اکٹھا بھی کر دیا ہے اور وہاں کی گرفتاری اور قتل کی خبر میں ہے
فرداً ایک خط لکھ کر لایا گیا اور ایک نوجوان نے عرض کی کہ ایک سے کوثر ہے ہرگز اس کا حلف اٹھایا کہ
وہ کسی پاشا کو قتل کرے گا کیونکہ اسے تمام ممبروں نے فوجیوں خدا کی کاشمیری اور کیا اور سہارکبادری
دوسرے دن تمام شہر میں کسی پاشا کے مارے جانے کا شور مچ گیا اور لوگ خوفزدہ ہو گئے شہر کے
باشند سے حیران تھے کہ قتل کیونکر ہوا کیونکہ کسی پاشا ہر وقت ۵۰۰۰ جوان اپنے ساتھ رکھتا تھا
باوجود انہی جمیعت ساگر رکھنے کے فحاشی نے اس کو گولی کا نشانہ بنایا اور خود بھیج و سالم کل گیا کسی
پاشا کے قتل اور نیازی یک کے گروہ کے کہنے ہو جانے سے محکمہ مابین کے قلوب میں انہیں کی
دباک مچ گئی اور مذہبیت چھا گئی۔

پنچتروان باب نیازی یک کا گروہ

نیازی یک کے گروہ نے علی الاعلان دستور کا مطالبہ شروع کیا چند مندوبان فرستوئے بلخاریون
کا سرگروہ بھی مع انہی جمیعت کے نیازی یک کے ساتھ شامل ہو گیا اور اب بلخاریون کی طرف سے
اطمینان ہو کر نیازی یک کو ایک مستقل و خاصی قوت حاصل ہو گئی نیازی یک نے سفر سے پہلے
مختلف زبانوں میں اعلانات تیار کئے اور ان کو ملک میں تقسیم کرنے کے ساتھ محکمہ مابین ۱۱ اسکور
جنرل پر لیس سناسترو کے فوجی جنرل رسند کے سپرد اور حاکم رسند کو یہی بھیجے محکمہ مابین کو جو اعلانات
بیجا گیا اس کا مضمون حسب ذیل تھا

توہ دستور کی طالب ہو آئے خدا دستور عطا کیا جائے سہادی انہیں جو قوم کی بنیاد کر رہی ہو
اس امر پر آمادہ ہے کہ اگر قوم کو دستور عطا کر دیا گیا تو وہ ذات مطلق سے کوئی تعرض نہ کریگی اور

جو مظالم انہوں نے کئے ہیں ان کو نظر انداز کر دیں ہم قوم کی طرف سے دتور کا مطالبہ کرنے کے لئے یہ ہے کہ اگر حکومت برصاوت و غربت جاری نہیں ہو کر پورا کر دے تو حکومت اور ملک دونوں کے لئے مفید ہے نہ پھر قوم اپنی ہماری قوت سے دستور حاصل کر لیں تو کسی کو مستثنیٰ کریں اور ہر طرح ممکن ہو گا دستور حاصل کر کے رہیں گی۔

جس کے روز خلیفہ طبرستان پر نیازی ایک کے آدمی جکی قعداؤہ اتھی رسند سے باہر نکلے اور تہیاریہ سے مسلح ہو کر شہر سے باہر ایک جگہ ٹھہر گئے یہاں آکر وہ لوگ بھی نیازی ایک کے ساتھ شامل ہو گئے جنہوں نے شرکت کا وعدہ کیا اتنا نیازی ایک نے سب کو مخاطب کر کے کہا ہمارا مقصد دشمنان دستور و حریت سے جدا کرنا ہے ہم اس وقت تک جہاد کریں گے جب تک کہ ہمارا مقصد حاصل ہو جائے یا ہم قاتل ہو جائیں جو شخص ہمارے مقصد سے ٹپسی یا اتفاق نہ کرے گا ہر مہتر ہے کہ وہ ہم سے اسی وقت جدا ہو جائے۔

تمام لوگوں نے اس مقصد سے جلدی اور اتفاق ظاہر کیا اور پھر سب لوگ نیازی ایک کے ساتھ قطیف اور کانوون بین دور کو کھانڈان کے بعد وہاں کو حق المودہ کرنے گئے کہ مہریت و تہذیب کے مطالبہ بنائے ساتھ شریک بنیں ان کو جانی و مالی و دین جو لوگ اس تحریک سے ان کے ساتھ ہو جاتے ان سے عہد استقامت اور طاعت اسکا حکام و ثبات کیا جاتا۔

غیر مسلمین اور قطعات و دیہات کے تمام باشندوں کے ساتھ نیازی ایک نے حق سلوک اور اخلاق سے کام لیا ان کو اپنا ہمسایہ بنایا اور صرف دو روز میں ایک معتدل تعداد فراہم کر لی اس تحریک کے ساتھ ساتھ نیازی ایک نے جرمین اور دوسرے قبائل کے سرداروں کو لکھا کہ اب ان کی مدد کا وقت لگیا ہے وہ فوراً آئیں اور ہمارے ساتھ مل کر کام کریں۔

حکومت کی حکومت کو جب یہ معلوم ہوا کہ نیازی ایک حکومت کو الٹ دینے کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس نے سپاہ کو اس کی گرفتاری کے لئے بھیجا لیکن نیازی ایک کی تحریک کو سرکاری سپاہ نہ دبانے اور نیازی ایک سے مقابلہ کی قوت اپنے میں پائی بہت سے سپاہی نیازی ایک کے ساتھ مل گئے اور جو لوگ ناکام ہو کر واپس گئے انہیں نے بیان کیا کہ انہیں اتحاد و تہذیب کا اثر تمام ملک میں پھیل گیا ہے اور آخری دبرہ، اندر و شیشہ وغیرہ میں تو انہیں کی مدد نہایت زبردست ہے۔

چند روز میں بہت سے وہ لوگ بھی جو حکومت کے مجرم تھے اور چھپے چھپے پھرتے تھے نیازی کی
کے ساتھ شریک ہو گئے اور قوتِ نظر بڑھتی ہوئی نیازی بک نے جو رویہ بطور غیور جمیع کیا تھا اس کے
اپنے ساتھیوں کے معارف پر خروج کیا اور ضرورت کے وقت مقامی اور اوجھی حاصل کی اور بہت
دفعہ سرکاری خزانہ کا چیک دیکر مختلف مقامات میں اس کا مدیہ لوگوں سے لیا۔

رستہ سے روانہ ہونے کے تیسرے دن نیازی بک نے مناستر کے شعبہ کو اطلاع دی کہ وہ
دستور کا مطالبہ کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ بہت سے لوگ اس کے ساتھ
شریک ہو گئے ہیں چند روز بعد نیازی بک نے نصاریٰ مقتولہ کے پاس ایک اعلان مختلف
زبانوں میں اس مضمون کا بھیجا کہ

اپنے قلوب سے پرانے خیالات اور عناد کو نکال دو اور مسلمانوں سے متحد ہو کر دستور کا مطالبہ
کرو لیکن اتحاد و ترقی کی غرض اصلی یہی ہے اور وہ تمام اقوام ملک میں اتحاد پیدا کر کے دستور
حاصل کرنا چاہتی ہے۔

اس کے بعد نیازی بک نے اسلامی آبادیوں کی اصلاح کی طرف توجہ کی وہ ان کے باشندوں
سے حلفِ استقامت لیا انٹھامی صیغے بنا سے اور صلح و اتفاق سے باہم رہنے کی ہدایتیں کیں
اور پھر مختلف مقامات کا دورہ کر کے خارج شدہ پابندین اور بھاگے ہوئے فوجیوں اور
لوٹ مار کرنے والے لوگوں کو جمع کر کے ان کو واقعات سے آگاہ کیا نصیحتیں کیں اور اخلاق
حسن سلوک اور عفو و ملامت سے ان کو رام کر کے اپنا گرویدہ بنالیا اور اتباعِ حق و عدل
کی ہدایت کی پھر رستہ ادخری وغیرہ مقامات میں خبر رسانی کا انتظام کیا ڈاک کی نشر لین مقرر
کیں اور ہر کارے متعین کئے۔

یہ معلوم کر کے نیازی بک کی ہمت اور بڑھ گئی کہ انہر بک بھی اس کی طرح مطالبہ دستور کے
لئے کھڑے ہو گئے ہیں اور دیہات و قصبات میں دستوری حکومت کے طریقہ پر انتظامات
کر رہے ہیں اور بہت سے لوگ اور قبائل ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔

مناستر کے شعبہ کو جب یہ خبریں پہنچیں تو اس کے منبر غرور گئے کامیابی نے ان کی ہمتوں کو اور
بڑھا دیا اور اتفاقِ رائے قرار پایا کہ حاکم مناستر کو اطلاع دیا جائے کہ

موجودہ حکومت غیر شرعی ہے۔ اس لیے کہ وہ دستور کا بغاوت کرتی ہے اور اپنی چاہتی ہے کہ غیر شرعی حکومت کو الٹ دے اور حق صریح دستور کا حکم دے گا تو نام نہاد ہے۔

اس کے بعد مناسٹر کے شعبہ کی نیازی بک کے پاس ۹ روسی ہوا تو تین اور بعض حکام بھیجے اور مطلع کیا کہ کسی پاشا کو ایک مذاقی کے قتل کر دیا اور صبح دم صبح ۱۰۰ سپاہیوں میں سے نکل آیا بلینڈ میں جب یہ خبر پہنچی تو حال حکومت اور سلطان انگریز کے لئے اور خود امیر عثمان پاشا کو کسی شاگرد کو قتل کر کے روانہ کیا گیا مناسٹر کے شعبہ کو جب عثمان پاشا کے قتل کی خبر ملی تو اُس نے فوراً جلب طلب کیا اور ممبروں سے عثمان پاشا کے متعلق مشورہ کیا ضرورت حال کے مطابق یہ رائے قرار پائی کہ عثمان پاشا کو قتل کرنے کے لیے جاسے نہ نہ مگر نہ کیا گیا میرے اور اس حکام میں مصلحت کے لئے نیازی بک کے پایا جاسے۔

اس خاصہ میں نیازی بک نے البانیہ کے بہت سے شہروں قصبوں اور دیہاتوں کا دورہ کیا دیان کے باشندوں میں روح حریت پیدا کی لوگوں سے جمعیۃ اتحاد ترقی کے نام پر ہجرت اور ثبات قومی کا حلف لیا اس حرکت میں نیازی بک کے ساتھ بلخانچہ سر وی البانی اور روانی سب شریک ہو گئے اور سب نے استحکام عہد اور استقلال پر حلف اٹھایا نیازی بک کی قوت روز بروز بڑھ رہی تھی اور چونکہ اس کی تحریک میں نمایاں ہلو یہ ہوتا تھا کہ وہ حصول دستور میں مذاہب و اقوام کی تفریق کو خوار رہتا ہے اور دستور حاصل کرنے کے لئے اتحاد اقوام و مذاہب ضروری ہے کیونکہ دستور تمام اقوام کے لئے ہوگا اور کسی مذہب یا قوم کی اس میں تخصیص نہ ہوگی اس لئے تمام اقوام و مذاہب کے لوگ اس کے ساتھ تھے اور جو حق جہت سے اور مسلم اس کے شریک ہوتے جاتے تھے تو اس سے ہی عرصہ میں نیازی بک کی شوکت نمایاں ہونے لگی وہ جہاں جاتا لوگ اس کا استقبال کرتے تھے یہی مذہب ماحول منتہی کرتے اور مذاہب دعا میں کرتے تھے کہ وہ اس کو کامیاب فرمائے اور قوم کے مفاد حاصل ہونے میں نیازی بک کی نرم گفتگو منسلوک اور اخلاق سے لوگوں کو اس کا یقین ہو گیا تھا کہ ان اتحاد و ترقی و پیروی اور شرعی حکومت ہی اور یہ وہ تمام ملک کو مطالبہ سے آنا دیکر اس کے دستور دلانا چاہتی ہے۔

البانیہ کے شہروں سے خارج ہو کر نیازی بک نے پاشا کی طرف جاتے کار آمد ہی کیا تھا

کو مناسبت کے شعبہ نے اُس کو فوراً طلب کیا اور وہ ایک مختصر سی جیسٹ لیکچر مناسبت کی طرف روانہ ہوا قریب پنچ پکر شعبہ کا ایک خط اسے ملا جس میں اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ عثمان پاشا کو فوراً گرفتار کر لے نیازی بک نے یہ حکم پا کر فوراً عثمان پاشا کے مرکز کا محاصرہ کر لیا برقی پیام رسائی کے ذریعہ لوگوں کو ڈالا اور محاصرہ میں سے تھپاڑے لگے اور پھر اندر گھس کر اس کو روہین پنچا جس میں عثمان پاشا تھا اس وقت عثمان پاشا سو رہا تھا نیازی بک نے اس کو جگایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے کہا اظہار غیظ و غضب کا موقع نہیں ہے آپ اطمینان رکھیں آپ کو کوئی اذیت نہ دی جائیگی ہمارا مقصد خوریزی نہیں ہے بلکہ صلح و اشتی سے پناہ کام کرنا ہے۔

یہ کہ نیازی بک نے انجمن اتحاد و ترقی کے شعبہ مناسبت کا وہ خط جو اسے ملا تھا عثمان پاشا کے حوالہ کیا اور کہا

آپ ہمارے ہومان ہیں اور ہم آپ کو اپنے مرکز رسد لجا بیٹھے
عثمان پاشا نے خط کو پڑھا اور پھر ہناشروع کیا خط کی بر لطف عبارت اور انجمن کی فوجی قوت کی کیفیت معلوم کر کے ہر ششدر رہ گیا اور یہ پڑھ کر اسے اور بھی حیرت ہوئی کہ انجمن شمس پاشا کی طرف اس کو قتل کر دینا ارادہ نہیں رکھتی بلکہ یہ بھی نہیں چاہتی کہ اس کو ضعیف ہی اذیت پہنچے۔

خط پڑھ کر عثمان پاشا خاموش ہو گیا اور نیازی بک نے اس کو اپنے سواروں کی حفاظت میں دیکر رسد روانہ کر دیا حکومت نے انجمن اتحاد و ترقی کی کامیابی کو دیکھ کر اور یہ معلوم کر کے کہ مقدمہ نسکی فیلق و ملحقین میں پانچ ہزار آدمی ہوتے ہیں اتحاد و ترقی کے ساتھ ہو گئی ہے انا طول کی فیلق کو احرار سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا لیکن وہ بھی یہاں پہنچ کر احرار سے مل گئی اور سلطان اور دیگر جوان صدمت اس خبر سے ششدر و حیران رہ گئے اور اپنی ناکامی پر افسوس کرنے لگے۔

چہتر و ان باب

مناصل دول کا جواب

انجمن مطالبہ تعلیم کا اردوائی کو دست دینے کے لئے مناسبت دول کے جواب کے چہتر و ان سے منظر

کر رہی تھی مگر دوسرے اطمینان ہو جانے پر پوری قوت سے اپنا کام شروع کرے وسط جولائی ۱۹۰۸ء میں راضی واپس آگیا اور فوراً جلسہ منعقد کیا گیا۔ ممبروں کے اطمینان سے بیٹھ جانے پر شخص کی اجازت سے راضی نے بیان کیا کہ وہ تمام تفصیلات سے جا کر ملا اور بادشاہت پیش کی تمام تفصیلات نے اپنی اپنی حکومت سے استصواب کر کے اپنی پر رائے ظاہر کی کہ وہ اس معاملہ میں انجمن سے ہمدردی رکھتے اور طلب دستور میں کوئی ختم نہیں دیکھتے ہیں اور یہ کہ وہ اس میں کسی قسم کی افراتفری نہ کر سکتے۔

راضی کے الفاظ ختم ہونے پر ممبروں میں صورت حال پر ہوا بحث شروع ہوا اور اتفاق رائے قرار پایا کہ پہلے حکمے مابین سے دستور کا مطالبہ کیا جائے مسجد یک نے اس کے متعلق حسب ذیل الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا

مطالبہ دستور کی کارروائی کا آغاز کہ نہ سے پہلے میرے نزدیک مناسب یہ ہو کہ ہم اپنے بھائی فوزی بیک سے جو حال میں انجمن کا ممبر تھا اس کے متعلق مشورہ کر لیں اور دیگر جہان آرا سے بھی کہ وہ دونوں یلدر کے حالات سے زیادہ واقف ہیں ممکن ہے ان کے مشورہ سے کوئی مفید بات حاصل ہو جو ہمارے لئے آسان بن پیدا کرے

تمام ممبروں نے اس رائے سے اتفاق کیا اور مسجد یک کو اس خدمت پر نامور کیا گیا کہ وہ فوزی بیک اور جہان آرا سے اس معاملہ میں مشورہ کرے مسجد یک راضی کو ساتھ لیکر روانہ ہوا راستہ میں اس نے راضی کو جہان آرا اور شیرین کے حالی سے آگاہ کیا اور بتلایا کہ وہ سالونیک گیا تھا لیکن شیرین اس کو عدنان نہیں ملی اور معلوم ہوا کہ طماز اس کو ساتھ لیکر قیحدہ کو تلاش کرنے گیا ہے راضی اس تجربہ سے عین ہو گیا اور اس کے غم و الم میں اور اضافہ ہو گیا لیکن اس نے صبر و ضبط سے کام لیا اور خاموش رہا ظہیر آفتاب کے بعد دونوں اس گاؤں میں پہنچے جس میں فوزی بیک اور جہان آرا مقیم تھے فوزی بیک اس وقت مکان کے سامنے باغیچہ میں ٹہل رہا تھا مسجد یک کو دیکھ کر وہ خوش ہو گیا اور آگے بڑھ کر ملا یا مسجد یک نے راضی سے اس کا تعارف کرایا اور پھر سب مکان میں داخل ہوئے اطمینان سے بیٹھ کر مسجد یک نے واقعہ سے فوزی بیک کو آگاہ کیا اور پھر کہا انجمن نے قرار دیا ہے کہ سلطان سے دستور کا مطالبہ کیا جائے اس معاملہ میں آپ کی اور جہان آرا

کی رائے سے منظور ہو اور اسی لئے میں حاضر ہوا ہوں
 فوزی بیک میں اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں یہ موقع نہایت اچھا ہے میری رائے میں یہ
 کے ساتھ سلطان سے دستور کا مطالبہ کیا جائے سلطان کی قوت بہت کم زور ہو گئی ہے اور وہ
 بہت پریشان ہیں اس موقع کو ضائع نہ کرنا چاہیے مجھے یقین ہے کہ اگر پوری قوت اترتی ہے تو
 اس وقت اُن سے دستور کا مطالبہ کیا گیا تو وہ دستور دینے پر مجبور ہوں گے
 باہم اسی قسم کی باتیں ہو رہی تھیں کہ فوزی بیک نے ایک شخص کو ادھر آتے ہوئے دیکھا اور وہ
 خاموش ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگے قریب آئے پورا منٹ اس کو دیکھتے ہی پوچھا کہ وہ اس کی
 محبوبہ شیریں کا خادم خریستو ہے اس کا دل زور زور سے حرکت کرنے لگا اور وہ غیرین ہوا اور بدلتا
 کرنے کے لئے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا خریستو نے وہیں میں تھا اور اس کی طرف اس نے دیکھا ہی نہیں
 اور دروازے کے قریب پہنچتے ہی بلند آواز سے کہا

فوزی بیک . فوزی بیک

یہ کہہ کر اٹھ اڑ گیا اور اپنے سانس کو روک کر آئے میں بھولی گیا تھا درست کرتے لگا۔

فوزی بیک نے کہا

خریتو کیا ہے

خریتو۔ صاحب پاشا یہاں آیا ہوا ہے اور آپ کی فکر میں ہے

صاحب پاشا کا نام منکر لے کر کے روٹنگے کہڑے ہو گئے اور چلا کر کہا

خریتو..... وہ ملعون کہاں ہے

خریتو نے اس وقت تک کسی کو دیکھا نہیں تھا اور اس کی آواز سن کر ہکا اور اس کی طرف دیکھ کر آگے

بڑھا اور چلا کر کہا

میرے مالک راضی فندی..... آپ کہاں..... کیا آپ راضی ہیں

یہ کہہ کر اس نے راضی کے ہاتھوں کو چمکائے انھوں نے لگایا اور وہ نے لگایا اور پھر سانس کو روک

کر کے کہا

خداوند تعالیٰ کا شکر نہ کر سکتے کہ اس نے آپ سے دوبارہ ملایا..... کیا عجیب اتفاق ہو گا اس

وقت میرے پرگہ چاہتے اور میں ان کو شیریں کے پاس پہنچاتا اور اس کو اپنا رہنے پہنچاتا
راضر شیریں کہاں ہے؟

خیر لیتو وہ مناسبت کر کر چپ ایک ڈیڑھ دن اپنے والد کے ساتھ مقیم ہیں

راضر اور صاحب کہاں ہیں؟

خیر لیتو آج صبح کر چکے ہیں، ساراں سندھ اس کے فرج کے فدیہ کی ایک کو آگاہ کر کے کہ گئے جہاں ہیں
وہ وہیں موجود تھا

راضر اور اب وہ لحد کہاں ہیں؟

خیر لیتو جی ہاں وہ یہاں آیا ہوا ہے

یہ سن کر راضی فرزند کی بات کو جان کر کھنکھاتا اور کہا

سیدی میں انا تو جانتا ہوں مگر وہ وہ مناسبت کر کر چاہتے اور میں اسے موت کا مزا چکاؤں

راضر اور سب کے ساتھ سہارا لے کر شیریں راضی فرزند کے دریافت کیا

خیر لیتو شیریں کی مہر دگی میں صاحب کا لہذا کے ہاں ہونا کیا معنی ہو گا؟

خیر لیتو سیدی میں تاسہ اتنے غور کر بیان کرتا ہوں آپ کے پلڑے شیریں یا اس پر بیٹ شیریں کی

دلہاسی سے باہر ہیں چنگین تو خود ملے جاگتا تھا کہ کیا اور مجھ سے مدد پائی غرض ہم دونوں ساتھ اور

ملنے پہنچے میں بلذریں خادون میں مل گیا اور سبے لگا جب صاحب شیریں اور ہم یہاں آ کر دہان سے

نکل کر ہاگین تو رہی ان کے ساتھ ہوا اور چپے چپاتے ہم سب لوگ مالوئے کے بیچ اور ایک محل

میں ٹھہرے مالوئے کا پنچر شیریں نے اپنی والدہ سے نہا جا جن کو وہ اپنی مدافعی کے وقت ساؤ کیا

چھوڑ گئیں جس جہاں آسا اور فدیہ کی سہ اجازت لیکر گھر گئیں میں ابھی ساتھ تھا کہ پنچر معلوم

ہوا کہ ان کی والدہ گھر میں نہیں ہیں صرف والدین لہذا نے شیریں کو دیکھ کر اٹھا سرت کیا اور ہر باقی

سے کہا

شیریں چھوڑا تم آگئیں نہادی والدہ نہیں ڈیڑھ گھنٹے گئی ہیں غالباً آج ہی آ جائیگی

دوسرے دن صبح کو صاحب بانٹا آیا اور شیریں اس کو دیکھ کر بیان آئے پر حجت ہی بلوم ہوئی

صاحب کو پاشا کا خطاب مل گیا تھا اور اب وہ امر کی طرح قسبی لباس پہنتا اور بے بدین سربہ خروج

کرتا تھا دو تین روز بعد میں نے اپنے آقا ہماز کو دیکھا کہ وہ شیرین کے سامنے صاحبِ پاشا کے عزت و
 و مرتبہ کا ذکر کر رہا ہے اور ان کو اس پر کما دہ کرنا چاہتا ہے کہ چونکہ راجہ قتل ہو گیا اور اب اس کی بیوی
 ممکن ہو سکتے ہیں وہ صاحبِ پاشا کو جو مقررینِ سلطانی میں داخل ہو کر مل کر میں اسی کے ساتھ انہوں
 نے یہ بھی ذہن نشین کرنا چاہا کہ انہیں اتحاد و ترقی کی طرح کامیاب بنیں ہو سکتی اور عنقریب اس کو
 تہا کر دیا جائیگا شیرین نے باپ کی تمام باتیں خاموشی سے سنی اور کچھ جواب نہ دیا اور جب کئی عرصہ
 میں سے اس قسم کی تحریک کی گئی تو آخر انہوں نے صاف الفاظ میں اپنے والد سے کہہ دیا کہ وہ آئندہ اس
 قسم کی باتیں ان کے سامنے نہ کیا کریں

شیرین کو اگرچہ اس وقت تک اس کا علم نہیں ہو کہ آپ زندہ ہیں لیکن وہ آپ کی محبت پر قائم
 ہیں غرض چند روز بعد صاحبِ پاشا آئیں چلا گیا اور شیرین اپنے والد کے ساتھ رہنے لگیں دن
 رات روتی تھیں نہ کھانا اچھا معلوم ہوتا تھا نہ پینا ہر وقت اپنی والدہ کو دیر یافت کرتی رہتی
 تھیں آخر ایک دن پڑوسی سے پتہ چلا کہ وہ سناستہ میں ہیں میں نے اپنے آقا ہماز سے کہا کہ شیرین
 کی صحت بہت خراب ہو گئی ہے اور وہ ہر وقت اپنی والدہ کو بلو کر کے روتی رہتی ہیں مناسب
 کہ ان کو سناستہ پہنچے وہ اس پر رضی ہو گئے شیرین بہادر مجھ پر ہمارے ایک نے اس قدر بات بتائی
 کر رہی تھیں کہ ہم دونوں کی حالت ایک قدمی کی سی تھی گھر سے باہر نکلتا تو ممکن تھا اور کسی شخص
 سے بات کرنے کی اجازت بھی ہم کو نہ تھی غرض ہم سناستہ پہنچے اور اس ہوٹل میں ٹھہرائے
 گئے جہاں ہم اب جا رہے ہیں ہوٹل میں پہنچ کر شیرین کی حالت کچھ درست ہو گئی اور ان کو مرے
 آقا سے اطمینان دلایا کہ ان کی والدہ کو بلا لیا گیا ہے اور وہ جلد آنے والی ہیں کئی روز گذر گئے
 لیکن وہ نہ آئیں اس عرصہ میں صاحبِ پاشا بہادر آنا چاہتا رہا وہ طے طرح کی قسمیں کھینچتا تھا اور شیرین
 کی خدمت میں جھگڑے کے طور پر پیش کر کے ان کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اس کی طرف
 توجہ نہ کرتی تھیں کل شام میں نے صاحبِ پاشا کو ہماز یک سے یہ کہتے سنا کہ غرضی یک اور جہان آباد
 کی طرف میں جاؤ اور جلد کوئی کام نہ دے ان کو نقصان پہنچا سکیں میں لایا لاس ہے میں یہ سن کر ڈر گیا
 اور شیرین سے اس کا ذکر کیا انہوں نے مشورہ دیا کہ جس طرح ممکن ہو ان کے پاس نہ جاؤ اور صاحب
 پاشا کے ارادہ سے آگاہ کر دو چنانچہ میں فوراً ہوٹل سے نکلا اور جلد سے جلد یہاں پہنچا

رامزر کیا وہ ملعون ایسی ہماری فکریہ میں ہے خیر اب اس کا وقت آگیا ہے اور اس کی موت اس کے سر پر کھیل رہی ہے

یہ کہہ کر رامزر نے طنپنچہ کو بھر کر ہاتھ میں لیا تاکہ جس وقت صاحب بک پر نظر پڑے فوراً اس کو گولی کا نشانہ بنادے

غرض ایسی قسم کی باتیں کرتے سب ہوٹل کے قریب پہنچے خیریتوان سے جدا ہو کر آہستہ آہستہ ہوٹل میں داخل ہوا اور رامزر وسیع بک اس کے پیچھے پیچھے چلے ہوٹل کے دروازہ پر پہنچ کر اطمینان سے رامزر اور وسیع بک کھڑے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ خیریتوان واپس آیا اور افسوسناک لہجہ میں کہا کہ وہ سب لوگ تو ہاگ لگے ایک کا بھی تہ نہیں

رامزر کہا ان چلے گئے

خیریتوان ہوٹل واسطے سے معلوم ہوا کہ میرے جانے کے بعد ہی وہ لوگ سوار ہوئے اور کہیں چلے گئے۔

سعید معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے جانے پر ان لوگوں کو شبہ ہو گیا اور وہ کہیں دوسری جگہ چلے گئے۔

رامزر اس وقت بہت کھڑا تھا خیریتوان نے اس کی طرف دیکھ کر کہا آپ اس کام کو مجھ پر چھوڑ دیجئے میں جلد سے جلد ان کا پتہ لگا لوں گا... مہروانی فرما کر یہ بتلا دیجئے کہ میں آپ سے کہاں آکر ملوں

رامزر جس وقت آہٹیں پتہ چلے فوراً جناب توحیدہ کو جو اپنے عزیزوں میں مقیم ہیں اس کی خبر دینا اور اگر مجھے اطلاع دینی ہو تو فلاں پتہ پر خط لکھنا خیریتوان ہنسنے لگا اچھا اب آپ شریف لجاوے

سعید بک اور رامزر واپس چلے آٹار راہ میں سعید بک نے دیکھا کہ رامزر نہایت مضطرب اور

پریشان ہوا اور غم و الم کے آثار چہرہ سے نمایاں ہیں سعید بک نے توجہ مبٹانے کے لئے کہا بیٹا اس خیال کو چھوڑ دو کچھ ہونا ہو گا ہو رہیگا۔ آؤ ہم جلد سے جلد پہنچ کر شعبہ مناسٹر کو فوراً کیمپ کی رائے سے اطلاع دیں۔

یہ کہہ کر وہ قانون پر بھی سے ہمدرد ہوئے اور مناسبتوں پر بھی انہیں کے دشمنوں کو فوری بیک کی روانہ سے
 آگیا کہ کیا اور کیا ہو گا کہ ان کو راستہ میں دوسروں کا فوری ہر دہائیہ ترین مصیحتیں پر عرض سے فوری جلسہ
 طلب کیا اور ان کے فوری قرار پایا کہ حکمرانین سے دوسروں اور پارلیمنٹ کے قیام کا مطالبہ کیا جائے
 چنانچہ ان کے قرار دہیہ سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کی ضرورت ہو گی کہ آگیا

جناب اقدس حضرت مولانا خاں

تھانہ اویسہ کوہستان لالی دہستان میں عرض ہو کہ ہم جناب والا کے رحم و کرم کے منتظر ہیں اور اس کے
 کردار میں ہیں کہ جناب والا کے قانون اساسی کے مطابق فرامین اور ضام و رکازہ اور حکام کو اس میں
 ہر کام میں ہونا چاہیے کہ وہ اس کے قانون اساسی اور دستور کے مطابق جانے کا شایع حکم ہو
 عدالت اور شہر میں ہونا کہ ان کے حقوق کو رکھنا اور اس کے ان کے حقوق میں کوئی خلل نہ پڑے یا ہوسکے
 لیکن اگر عدالتوں نے فرامین یا کوئی کے نامی فرامین میں کچھ مخالفت فرمادہ کہ ان کے حقوق میں
 کا حکم صادر نہ ہو تو یہ کیا ملک میں عدالتوں کے کہ ان کے نامی فرامین میں کچھ مخالفت فرمادہ کہ ان کے حقوق میں
 ملک کے تمام لوگوں کو رسوا و شایع ہوا کہ ہم فوجی اور سپاہ و علما و مشائخ اور تمام مذہب کے پیر و بزرگ
 استشار کے کہ اس کے مطالبہ میں شریک ہیں اور سب نے اپنے مطالبہ پر شکم و منتقل رہنے کا ارادہ کیا ہے
 ۱۰۔ تھانہ لالی دہستان ۶

جمیۃ الاتحاد و الشرقی

مرکز نیابتی

اٹھارواں باب

سلطان محمد علی شاہ

ابن اتحاد و ترقی کو کوششوں میں مصروف رہنے دیجئے آئیے ہم سلطان عبدالحمید خان کی
 حالت و کمین جان آگیا کہ فرامین ہونے سے اگرچہ سلطان کے طلب میں آئندہ خطرات کیجے
 بقدر سے رعب بٹھیر گیا تھا لیکن وہ اپنی حکمت سے خاموش نہ رہے اور ارادہ کر لیا کہ ابن اتحاد و ترقی
 کے ممبروں سے پورا مذاقہ کرنا اور جس طرح ممکن ہو ان کو قتل کرنا چاہیے شمس پاشا پر سلطان کو کمال

اعتقاد تھا اور اس کی روانگی کے بعد انہیں اس کا یقین ہو گیا تھا کہ وہ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گا اور انہیں کو تباہ و برباد کر دے گا لیکن چند ہی روز بعد سلطان کی ان امیدوں کا خاتمہ ہو گیا اور شمسی پاشا کے مارے جانے کی خبر نے سلطان کو بدحواس کر دیا متعدد اضطراب بڑھ گیا اور تمام میدانیں ساقط ہو گئیں۔

جہاں آرا کے نیچے جا سوس چھوڑے گئے تھے ان سے اطلاع ملی کہ جہاں آرا فوری یک یک نیکہ خانہ میں مقیم ہے شمسی پاشا کو اس خبر کے معلوم ہونے ہی فوراً احکام پہنچ گئے کہ جہاں آرا اور فوری یک کے گرفتار کر لیا جائے لیکن ان احکام کے پہنچنے سے پہلے شمسی پاشا موت کے منہ میں گر تار ہو گیا پھر خدمت پر عثمان پاشا کو مقرر کیا گیا اس کو یہی نیازی یک نے گیسر گرفتار کر لیا پھر اناطول کی سپاہ کو مقابلہ کے لئے بھیجا وہ بھی احترام سے مل گئی ان تمام خبروں نے سلطان پر ناگوار اثر ڈالا اعلیٰ و دماغ بیکار ہو گئے اور مایوسی طاری ہونے لگی۔

فوجی قوت کے ہاتھ سے نکل جانے پر سلطان کو اب یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں احرار غالب نہ ہجائیں اور حکومت کو الٹ دینے کی کوششوں میں انہیں کامیابی نصیب نہ ہو جائے اس خیال نے ان کو اور پریشان کیا اصرار مایوسی کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اس خوف سے کہ کہیں کوئی قاصد بری خبر لیکر آئے نہ ان کی اختیار کر لی اور تمام لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا حال حکومت پر بھی ہر اس طاری تھا اور کسی کو سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کی جرأت نہ ہوتی تھی لیکن جب وہ کسی سے غصے تو اضطراب و قلق ظاہر نہ ہوتا تھا نہایت مطمئن اور مستعد نظر آتے اور معلوم ہوتا کہ واقعات کا کچھ بھی اثر ان پر نہیں ہو گا۔ مگر کئی روز تک سلطان کی یہی حالت رہی جب وہ سوتے تو رات کو ڈراؤنے اور ہولناک خواب نظر آتے نہ تو اسی قسم کی خبروں نے سلطان کو اس قدر اضطراب بنا دیا تھا کہ اضطراب و غصہ سے تمام اعضاء تنگ گئے تھے کئی روز کی خوب بیداری نے انہیں خون کو تر بنا دی تھیں اور چہرہ زرد ہو گیا تھا۔

ایک روز صبح کی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ حاجب نے بانسکاتب کے حاشیہ پر ایک خط پیش کیا۔ بانسکاتب حاضر ہوا اس وقت اس کے ہاتھ میں شعبہ مناسر کا وہ تار تھا جو اس نے سلطانہ دستور کے لئے سلطان کی خدمت میں روانہ کیا تھا بانسکاتب نے ملکہ خدمت میں پیش کیا سلطان نے

نار کو بڑھا کر اس کے مضمون سے انہیں کچھ زیادہ حیرت نہیں ہوئی کیونکہ وہ اس سے زیادہ متوقع تھے انہوں نے اس وقت اپنے ضعف کو محسوس کیا اور ان کے دلیں یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر احرار ضرور غالب آجائیں گے اور ان کی زندگی خطرہ میں ہے لیکن مٹا بھریہ خیال آیا کہ وہ اپنی زندگی کو محفوظ رکھنے کے لئے بے رہنمائی خراج کرے گے اور میں طرح ممکن ہو گا اپنے کو خطرہ سے محفوظ رکھیں گے۔ نار کے برعکس اٹھارہ اور حسن بنعیر کا سلطان بہ بڑا اثر پڑا اور ان کے دلیں آیا کہ وہ احرار کے مطالبات کو قبول کر لیں لیکن اس خصوص میں دندار اور اعیان سے مشورہ ضروری تھا۔

دندار نے کئے جانے کے بعد احرار بہت خوش تھے اور انہیں اس کا یقین تھا کہ سلطان ان کے مطالبہ کو قبول کر لیں گے فدائی، فوجی انصر اور خدیو تھا نیازی بک اور انور بے وغیرہ زیادہ مسرور نظر آتے تھے لیکن ان سب میں راجہ منورم تھا اور شیرین کی گمشدگی اسے پریشان کئے ہوئے تھی۔

اناسی وان باب شیرین اور مصائب

لہاز کے یکایک ہوٹل چھوڑ دینے سے شیرین نے محسوس کیا کہ وہ خریستوب کے غائب ہو جانے سے بے ہوش ہو چڑھنے پر مجبور ہے۔ بین خریستوب کے ہوٹل سے غائب ہو جانے نے ان کے دلیں خطرہ پیدا کر دیا ہے کہ اس نے اس کی یہاں موجودگی سے احوال کو آگاہ کر دیا ہو گا اور وہ اس کو چھوڑ دینا ضرور کوشش کرے گا اس لئے اس کو لیکر سالونیک چلا آیا۔

جلال کو صاحب سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ راجہ منورم ہے اور احرار میں اس کا بڑا اثر ہے۔

سالونیک پہنچ کر طارنے شیرین پر بھروسہ کیا پابندیان عالمہ کو یون جو پہلے نہیں یعنی وہ اس کو نہ باہر نکلتے دیتا تھا اور نہ کسی کو اس سے ملنے دیتا تھا صاحب بدستور دیکھ کر اسے پاس لے آیا اور عرصہ تک اس سے گفتگو کی۔

جب اسے صرف تاثیر ہوئی کہ اس وقت تک اس کا علم نہ تھا کہ راجہ منورم، بڑا اور دلیز سے نکل آیا ہے اور احرار ترقی کی گمشدہین جلدی تھیں اور ان کی متواتر کامیابیوں سے صاحب کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔

کہ احرار اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جائیں گے اور کسی پائنت کے مار ڈالے جانے اور عثمان پاشا کے گرفتار کئے جانے اور مطالبہ دستور کا تدارک سلطان کی خدمت میں پہنچ جانے کے بعد تو اس کو احرار کے غلبہ میں کوئی شک ہی باقی نہیں رہا اس لئے اس نے اب محسوس کیا کہ اس کا عیش مکدر ہو گیا ہے اور زندگی خطرہ میں ہے مناسب یہ ہے کہ جس طرح ممکن ہو شیریں سے عقد کر کے اس کو کسی دوسری جگہ لجا دے تاکہ اس کی آمد و بر آئے اور اطمینان سے دوسرے ملک میں اپنی زندگی عیش سے گذارے اس خیال کو پیش نظر رکھ کر اس نے طہار سے خرمش ظاہر کیا کہ وہ جلد سے جلد عقد کے فرض سے سبکدوش ہو طہار نے صاحب گد خدائش کو سبب دیکھا اور شیریں سے کہا

بیٹی بحیثیت باپ ہونے کے بجائے تہلہ نکاح کر لیا پورا اختیار حاصل ہے..... کل انشاء اللہ قاضی آنکھا اور تہلہ نکاح صاحب پائنت سے طہار دیکھا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تہاری بیٹی عقی اور جنوں کی باتوں میں اگر صاحب پائنت جیسے دو متمدد اور ذی عزت دلاؤ کو کو کبر و حسرت و افروغی سے عمر بھر ماتھ مارا رہوں

شیریں اس قسم کے مطالبہ اور خواہش کو سنتے سنتے تنگ آگئی تھی اور روز روز کے بھڑکھڑکی سے اسے اپنی زندگی دوبہر ہو گئی تھی اور لڑکی کی طرف سے جو نہ کہ وہ بایں ہو چکی تھی اس لئے اس نے باپ کے جواب میں خاموشی مناسب بھی اور ارادہ کر لیا کہ جب خدا نخواستہ ایسا موقع آئیگا تو وہ اس فخر سے جو اس نے ایسے ہی موقع کے لئے اپنے پیڑوں میں جھپٹا رکھا ہے اپنا کام تمام کر کے قلعہ زندگی کے معائب سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر لگی

خوبی تو ہڈیل سے سید بک اور سامعہ کو نصرت کر کے طہار کا پتہ لگائی کوششوں میں مصروف ہوا اور اسے جلد معلوم ہو گیا کہ طہار سالونیک میں ہے یہ معلوم کر کے وہ سالونیک ٹیک اس روز بیچا جس روز کہ عقد قرار پایا تھا یہ پہلے اس نے حقیقت حال سے آگاہی حاصل کی اور یہ معلوم کر کے کہ آج عقد ہونے والا ہے اس نے رات کو تار پر اطلاع دی کہ وہ نونا شریف لائین وہاں آج اس سے واقف تھا کہ رات کو وقت پر نہیں پہنچ سکتا اور جب تک وہ یہاں پہنچا جاوے گا تو وہاں پہنچا جائیگا لیکن اس نے اپنا فرض ادا کیا اور جہاں اس کے اسکان میں تھا اس نے کہا

تار روانہ کرنے کے بعد اس نے کوشش شروع کی کہ طہار کے گھر میں پہنچنے کی کوئی سہولت نکالے اگرچہ

یہ امر ناممکن تھا لیکن وہ بپتولی کو کپڑوں میں چھپا کر قلعہ سے دو گھنٹہ پیشتر طہاز کے دروازہ پر پہنچا اور موقع کا انتظار کرنے لگا توڑی ویر میں قاضی دو گواہوں کو سبکدیا آخر سید نے چاہا کہ ان کے ساتھ وہ بھی گھر میں چلا جائے لیکن گواہوں نے اسے اندر داخل ہونے سے روک دیا ادھر سے ایسا ہو کر اس نے چاہا کہ کسی سردی یا کڑکی سے اسے گولی چلانے کا موقع مل جائے لیکن کوئی ایسی سردی یا کڑکی بھی اسے نہ ملی آخر سب طرف سے بالوس ہو کر اس نے ارادہ کیا کہ کھڑکے شیرین کو اس سے تو آگاہ کر دے کہ راسخ زندہ ہے اور بلڈ سے آگیا ہے یہ ارادہ کر کے اس نے کاغذ پر چند سطریں لکھیں اور طہاز کے ایک پڑے کی ایک خادوم سے مل کر اس نے اس کو اس پر ارادہ کیا کہ وہ یہ کاغذ شیرین کو پہنچا دے خادوم اپنے مالک کے گھر کی کھڑکی سے ٹھکڑا طہاز کے باور چھانے میں داخل ہوئی اور دیکھا کہ ایک اجنبی شخص شیرین کی ٹگڑائی پر مقرر ہے اور اس کی حرکات و سکنات کو غور سے دیکھ رہا ہے اتفاق سے شیرین توڑی ویر میں ٹھمتی ہوئی باور چھانے میں آئی اور خادوم نے کاغذ اس کی طرف پھینک دیا اور خود خوراً باہر نکل آئی شیرین نے کاغذ کو زمین سے اٹھا لیا اور کو لکھ دیکھا خلیفہ کے خط کو پہچانا اور پڑھنا شروع کیا لکھا تھا

شیرین راسخ زندہ ہے اور عقیقہ سب تمہاری مدد کو پہنچنے والا ہے تم اطمینان رکھو اور خوف نہ کرو یہ معلوم کر کے وہ خوش ہو گئی سرت سے چہرہ دیکھنے لگا اور کاغذ کو چھپا کر در و درسا کہا کہ اگر اپنے کمرہ میں جا کر لیٹ رہی طہاز شیرین کے اس حیلہ میں آگیا اور سمجھا کہ چونکہ شیرین پر زیادہ سختی کی گئی ہے اس لئے اس کا بیار ہو جانا بہت ممکن ہے لیکن صاحب پاشا اس حیلہ کو تیار کیا اور اس ہی دلیہ میں راسخ کا خیال کر کے خوف اس پر طاری ہونے لگا

اس وقت صاحب پاشا، قاضی اور شاہد کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے صاحب پاشا تیار داری کے ارادہ سے اٹھا اور شیرین کے کمرہ کے دروازہ پر چنگڑا طہاز کو خالی کر کے کہا سیدی کیا میں حاضر ہو سکتا ہوں۔

طہاز پاشا تشریف لائے شاید آپ کی تدبیر سے شیرین کی صحت عموماً کر آئے صاحب کہ میں داخل ہوا شیرین نے نقاب چہرہ ہٹا لیا تاکہ اس کے انہوں کو کوئی نہ دیکھ سکے صاحب پاشا نے کمرہ میں داخل ہو کر شیرین پر ٹکڑا لیا اور اس کے ہاتھ میں کاغذ

کھا پرزدہ دیکر ارادہ کیا کہ وہ اس کے ہاتھ سے لیکر دیکھے کہ اس بن کیا ہے چنانچہ اس ارادہ سے
اس نے شیرین کو مخاطب کر کے کہا

خاتونِ ذرا ہاتھ تو دکھائیے دیکھوں بھی کسی ہو

یہ کہہ کر اس نے شیرین کے ہاتھ کی طرف ہاتھ بڑھایا شیرین نے ہونا ہاتھ کھینچ لیا اور پلنگ سے
اٹھ کر نفرت و حدوت ہے صاحبِ بک کی طرف دکھا۔

صائب بھی کڑا ہو گیا اور چاہا کہ زبردستی شیرین کے ہاتھ سے کاغذ کو جبین نے شیرین نے صائب
کے ارادہ کو محسوس کر کے نہایت کرخستہ آواز میں کہا

اسے ذیلِ شخص میرے سامنے سے دور ہو

طاہر نے چلا کر شیرین کو دھمکایا اور کہا

شیرین خبردار یہ کیا کہ رہی ہو صائب ہاشا کی تو بین میری تو بین ہو ہوش بین آؤ نہیں میری
تو بین کرتے شرم نہیں آتی

صائب سیدی اس کا خیال نہ فرمائیے ان کی طبیعت اچھی نہیں ہو بین صرف یہ کاغذ دیکھنا چاہتا
ہوں جو ان کے ہاتھ میں ہے۔

شیرین بہتہ بہتہ کہہ کر اس کو نہ دیکھ کر کہ اس کا سوا لہ تہین یا س بین ڈال دے گا

صائب (مسکرا کر) یہ کاغذ مجھے مایوس کر دے گا یہ کیونکر

یہ کہہ کر اس نے طاہر کی طرف دکھا اور کہا

سیدی شاید شیرین نے اس وقت تک مجھے پہچانا نہیں اور راضی کی محبت ابھی ان کے دل سے گئی

نہیں..... شیرین یہ کاغذ مجھے دید و بین دیکھوں اس میں کیا ہے۔

راضی کا نام سن کر شیرین کے چہرہ پر رون آگئی اور اس نے مسکرا کر کہا

ہاں اس کاغذ کا لہذا تمہارے لئے ضروری ہے لو پڑھو۔

یہ کہہ کر شیرین نے کاغذ صائب بک کی طرف پھینک دیا اور غور سے اس کے چہرہ پر نظر ڈالی تاکہ معلوم

کر سکے کہ راضی کے مدد کو پہنچنے کی خبر اس پر کیا اثر کرتی ہے اسی کے ہاتھ اچھے نے شجر کو زبردست کیا

جو کہ پڑوں بین چہا سے جو سے تھی۔

صائب نے کانغہ کو چڑھا اور تھک لگا کر کہا
 لوگ تم سے غارتی کریں گے، ہاں رامز صائب کمان رامز کی نوٹی ہی باقی نہیں اور جس طرح اس
 کے دوسرے منہ سے لائی تیار دھبہ ہوا ہو گئے وہ ہی اور تھک رہا ہے بقیہ اتحادیوں کا بھی یہی خسر
 ہونے والا ہے

شیرین سے اب ضبط نہ ہو سکا اور غنیمت اک اجہ بین صائب کی طرف دیکھ کر کہا
 دور ہو بد نصیب..... رامز کا دل ایسے الفاظ میں کرتے تھے شرم نہیں آتی کہاں تو اور کہاں دیکھ
 چہ نسبت خاکہ را با عالم پاک.... شرم شرم آہ تجھے شرم سے واسطہ..... تیرا منہ تیرا
 ہے اور تو تو ملک داستان کا خاتن ہے

صائب کو حلوں میں تھا کہ کانغہ میں ہو لگا ہے جمع ہے رامز زبہ ہے اور جب اس کو شیرین کا حال
 معلوم ہو گا تو وہ لڑتا بہان پہنچے گا اس خیال نے آستہ لایوس کرو یا اور اب وہ عقد سے نا امید
 ہو کر انتقام پر آمادہ ہو گیا تاکہ رامز کے آنے سے پہلے شیرین کو قتل کر کے اپنا جی ٹھنڈا کرے
 یہ ارادہ کر کے اس نے پتول کو سنبھالا اور شیرین کی طرف نشانہ باندھ کر کہا
 شیرین ہوش میں آنو ابھی زندگی کو بیاہ نہ کرو

طراز نے جب صائب کو پتول بٹھاتے ہوئے دیکھا تو شیرین کا ہاتھ بچڑا کر دھکائی لگا شیرین
 نے طراز سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور دور جا کر کھڑی ہو گئی اور چاہا کہ خبر حال کر صائب پر حملہ کرے
 کہ یکایک دروازہ کھلا اور مہم پتول چلنے کی آواز آئی اور کسی نے کہا "یہ انجمن اتحاد ترقی کی طرف
 سے ہے" اور پھر دوسری گولی چلی اور کسی نے کہا اور "یہ رامز کی جانب سے"

صائب پاشا درو سے چلا یا پتول ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا اور وہ زمین پر گر کر خاک و خون
 میں لوٹنے لگا صائب پاشا کو قتل دیکھ کر طراز ڈر گیا اور عہد پاس بٹاری ہو گیا اور کانپتے
 ہوئے اس نے دروازہ کی طرف دیکھا لیکن کوئی شخص راستہ نظر نہ آیا قاتل اچھا کام کر کے جا چکا
 تھا یکایک طراز کی نظر اس کا غلبہ پڑی جو شیرین نے صائب کے پاس پہنچا کر بانٹا کانغہ اس
 نے اڑٹا لیا اور رامز کے زبہ ہونے اور جلد سے جلد بہان پہنچنے کی خبر معلوم کر کے خوف لے اس
 کو گھیر لیا اور چلا کر اس نے کہا

اس جرم عظیم کا ارتکاب میرے گھر میں کس نے کیا ہو
یہ کمرہ باہر نکلا اور معین بن قاضی اور ایک گواہ کو جو کھڑے ہیں خوف سے کانپ رہے تھے دیکھ کر
یہ کیا ہوا..... کس نے اس جرم کا ارتکاب کیا

معینی سیدی بن ابیہ کہہ سکا کس نے یہ کام کیا..... میرا خیال ہے کہ شاید یہ ارتکاب اس
گواہ نے کیا ہے جو میرے ساتھ آیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گواہ انجنیٹا دور قی کا ممبر تھا یہ کچھ
محکمہ شریعہ کے دروازہ پر بٹا ہوا جن کو ہم نے اپنے ساتھ لے لیا تھا دوسری قاضی اور طہار ہاتھوں میں
شغول تھے اور نادہر گولہ بان چلنے کی آواز سن کر تمام گھر میں گھس آیا تھا ادھر سب لوگ حیرت
اس عجیب غریب قتل کو دیکھ رہے تھے اور خاموش و خوفزدہ تھے شیرین صائب کو قتل دیکھ کر بہت
خوش ہوئی اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کے ماتھے قتل سے طوطا نہیں ہوئے اور خدا نے بروقت اس
کی مدد کی

محکمہ کے کادیوں کے جمع ہو جانے پر شیرین کمرے سے نکلی اور دوسرے کمرے میں چلی گئی اہل اندہ سے
دروازہ بند کر لیا طہار نے ایک نوکر کو نہاد میں بھیجا کہ سپر کو بلایا تاکہ وہ واقعہ کی رپورٹ ملے
بجائے اور اس سے کہہ دے کہ اس سپر کو اسکا کرے کہ مقتول صائب پانچا ہے اس سے اس کی غرض
پہنچی کہ پولیس مستعدی سے قاتل کا تہہ لگانے میں مصروف ہو

محکمہ کے تمام لوگ پولیس کے آنے کا انتظار کر رہے تھے اور صائب پانچا کی نش کمرے میں پڑی
تھی جس کو طہار نے اب بند کر دیا تھا نوکر کو گئے ہوئے دیر ہو گئی اور پولیس نہ آئی طہار نے دوسرا
آدھی بجاد بھی بٹھرا پھر تیسرا آدھی بجاد بھی نہ آیا طہار سخت پریشان تھا اور سوچ رہا تھا کہ پولیس
اس وقت تک کیوں نہیں پہنچی کہ کیا گلی میں اس نے خود غل کی آواز سنی اور پھر لوگوں کو حیرت
مساوات، اخوت، دستور، دستور..... خداوند تعالیٰ فوج کو زندہ رکھے..... خداوند تعالیٰ
قوم کو برقرار رکھے، کے نعرے لگاتے ہوئے نہ طہار اس شور و غل اور نعرہ کی آواز سن کر اور
گہرا گہرا آؤ کر شکی سے گلی میں جاتا کہ دیکھا یہ دیکھ کر وہ حیرت میں رہ گیا کہ لوگ مجھ سے اور علم لئے
ہوئے ہیں اور سرت سے اچھلتے کودتے اور ایک دوسرے سے گلے ملتے باز آؤں اور محلوں میں
بھروسہ پھر لوگوں میں ہر ایک مذہب اور قوم کے لوگ تھے اور سچی یہودی اور مسلمان ایک

دوسرے سے معاف کر رہے تھے مگر اور شرارہ اقرین کرتے اور اشعار پڑھتے جاتے اور دستور کی خوشیاں مناتے جاتے تھے۔

اسی وان باب

الفوز الکبیر

ہمارا اور گھر میں اس وقت چنے آدمی تھے سب مسرت کے ان محبوں سے نادان تھے لیکن انہیں جلد قرآن سے معلوم ہو گیا کہ سلطان نے احرار کے مطالبہ دستور کو قبول کر لیا ہے اور دستور کا اعلان کر دیا گیا ہے اس خوشی میں بہار اور محال حکومت خوشیاں منانے پھرتے ہیں اور اب ہمارا کو محسوس ہوا کہ پولیس کا عملہ احرار کے خوف سے ہٹا گیا ہے اور حکومت اس وقت انہیں اتھاڑ دیتی ہے ہاتھ میں آکر یہ خیال کر کے ہمارا ڈر گیا اور حقیقت حال کو غصی رکھنے ہوئے اس نے ایک حقل رقم قاضی کو دیکر کہا کہ وہ صاحب پاشا کی نقش پران سے لجاوے اور دفن کر دے اس کے بعد اس نے ٹوٹی کی خوشنودی کو مقدم بھاگیندہ کہ جانا تھا کہ شیرین احرار میں سے ہے اور یہ بھی اسے معلوم ہو چکا تھا کہ رانز زندہ چر چنانچہ وہ اس خیال سے اس کو روکے دروازہ پر پہنچا جس میں شیرین تھی۔

شیرین جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے صاحب کے قتل کے بعد اس شخص سے کچھ تنازعہ ہوا۔ دوسرے کو روک دیا گیا تھا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا اور کاغذ کے مضمون پر غور کر رہی تھی اسے یقین تھا کہ رانز جلد آئے گا اس لئے وہ نہایت عجیبی سے راز کا انتظار کر رہی تھی کہ کیا ایک اس کے کان میں خود کی آواز آئی شیرین اس سے کچھ بھی شاعرانہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ پولیس آئیگی اور اس سے کچھ شوق و غل ہو گا اس لئے اس نے اس کی پروا نہ کی اور کوئی کڑی سے جھلک کر باغ کی طرف دیکھا اور بیکو باغ میں کھڑا پا کر وہ مسرت سے اچھل پڑی اور اس کو اشارہ سے بلایا۔ آخر یہ خوش خوش مکان میں داخل ہوا اور شیرین کے پاس پہنچا شیرین نے خریستہ کے کمرہ میں داخل ہوتے ہی دریافت کیا۔

رانز کہاں ہیں۔
خریستہ وہ کل صبح پران پہنچ جائیگا۔

اس کے بعد شیرین کو اس نے تمام واقعات سے آگاہ کیا اور پھر کہا
خدا کا شکر ہے کہ صاحب باک کے قتل سے نہ صرف آپ کے بلکہ تمام قوم کے مصائب کا خاتمہ ہو گیا
شیرین یہ کیونکر

خبر لیتو کیا آپ نے شور و غل کی آوازیں نہیں سنیں.... لوگ مسرت سے اچھٹے کودتے پھر رہے ہیں اور شہر
کے بازاروں، گلیوں اور محلوں میں حصول دستور کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں
شیرین اس وقت تکسہ و اتعانت نہ واقعتاً ہی کیونکہ اخبارات اور رسائل اس کو پڑھنے کے لئے نہیں دیتے
چاہتے تھے کہ وہ ان سے حالات معلوم کر سکی اس نے تیب سے دریافت کیا
دستور..... دستور.... یہ تم کیا کہہ رہے ہو صاف صاف بیان کرو

خبر لیتو خاتون خرم دستور مل گیا احرار نے سلطان سے دستور کا مطالبہ کیا اور سلطان نے ان کے مطالبہ
کو صرف ان باب میں بخشا اس کی تفصیل خباب راضی اندی آپ کو سنائی گئی
شیرین خبر لیتو کے افعال سے بے حد متعجب رہی اسے یقین نہ آیا وہ سمجھنے لگی کہ وہ خواب کی طرح رہی ہو.... راضی
رہائی حصول دستور اور مصائب قتل و یرتک وہاں باقون پر غور کرتی رہی اور پھر صاحب کے قاتل کی جاگرتی
نے اسے حیرت میں ڈال دیا کچھ دیر کے بعد اس نے خبر لیتو کی طرف دیکھا اور دریافت کیا

امان کمان ہیں

خبر لیتو وہ مناسبتیں ہیں اور حیرت سے بہن ممکن ہو وہ بھی راضی کے ساتھ تشریف لائیں بیچ تک صبر کیجئے
انشاء اللہ وہ صبح صبح پہنچ جائینگے دونوں اسی قسم کی باتوں میں مصروف تھے کہ دروازہ کسی نے کھٹکایا شیرین
نے دریافت کیا کہ کون ہے معلوم ہوا کہ اس کے والد طہاز اسے بہن

شیرین نے دروازہ کھولا اور باپ کی طرف دیکھا آنسو ٹپک رہی آنکھوں سے جاری تھے اور اپنی حرکات پر بدام
تھا جھک کر اس نے شیرین کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا

بیٹی میں تم کو یہ مسرت آگے خبر سناتے آیا ہوں کہ سلطان المعظم کے حضور ہے احرا کو دستور مل گیا اور
راضی زندہ ہے خداوند تعالیٰ اس کو ہم سے جلد ملائے اور مسرت و اطمینان کا موقع بخشے

شیرین نے باپ کی زبان سے یہ حیرت زا اطلاع سنی لیکن اسے تعجب نہ ہوا کیونکہ یہ جانتی تھی کہ وہ ضعیف الکر
اور جلا پسند شخص ہے اگرچہ اس نے باپ کے ہاتھوں بہت سی تکالیف اٹھائی تھیں اور پھر وہاں کے معاملہ میں

لیکن اس وقت وہ تمام تائین بھول گئی تھی انداس انقلاب کو خدا کی قدرت پر منحصر کر رہی تھی وہ
 اٹھی اور دیب سے باپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا
 ابا جان خدا کا شکر ہے آخر کار احرار کا میاب ہوئے
 اس کے بعد کہا

ابا جان خریستو کو بلا لیجئے وہ باہر کھڑا ہے
 طہاز نے خریستو کو بلایا اور ہر بانی سے اس کی طرف دیکھ کر کہا
 خریستو تم جس طرح پہلے گھر کا اختتام کرتے تھے اب بھی اسی طرح گھر کا کام سمجھا لو
 رامن کا حال سنئے خریستو کا تار اس کے پاس تھا اس پر پانچا جس وقت کہ سلطان کا تار دستور عطا کر
 جا پہنچا تھا اس وقت کہ اس کے ہاتھوں میں اس کا تار تھا اس نے اس کو دیکھ کر کہا کہ وہ حیرت میں پڑ گیا اور
 نہ چنے انکا آیا وہ یہاں رہ کر اپنے ساتھیوں اور قوم کی مسرتوں میں حصہ لے یا سالونیک جا کر شہرین سے
 لے آخر غور و تامل کے بعد سالونیک کا جانا مناسب معلوم ہوا اور توجہ کو ساتھ لیکر وہ پہلی گزری
 سے سالونیک روانہ ہوا رامن کے والد عیدیک اس وقت کہ میں باہر تھے۔ رامن انہیں اطلاع دے دیئے
 بغیر سالونیک سے چل کر دوسری روز صبح کو سالونیک پہنچ گیا اسٹیشن پر خریستو استقبال کو موجود تھا۔
 خریستو سے رامن کو سارے حالات معلوم ہوئے صاحب پاشا کے مارے جانے سے اسے بہت خوشی
 ہوئی لیکن اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے اور اس کا اسے
 افسوس ہوا لیکن یہ معلوم کر کے کہ ایک جانباز نوجوان سندائی کے ہاتھوں سے جس نے اس کے
 قتل پر انہیں کے ایک جلسہ میں عہد کیا تھا مارا گیا ہے اس کی مسرت میں اضافہ ہو گیا ہو اور
 اپنے ہاتھ سے نہ مارے جانے کا جو افسوس تھا وہ بھی جاتا رہا۔

اسٹیشن سے نکل کر رامن نے دیکھا کہ دستور کی خوشحیاں تمام شہر میں منادی جا رہی ہیں اور
 لوگ جوق در جوق باغیوں، جنگیوں اور مخلوق میں دستور کا نعرہ لگاتے پھرتے ہیں اور یہودی
 مسیحی مسلمان بوڑھے جوان اور بچے سب ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں مسرت آمیز آوازاں
 اور پر لطف نعرے مچھلتے ہیں کی جا رہی ہیں۔

غیرین نے رات بڑی چھپی سے کافی صبح ہوئے ہی اس نے خریستو کا اسٹیشن بھیجا اور غور

رامز کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔ توڑی دیر بعد دروازہ پر گٹاڑی ٹھہرنے کی آواز آئی
 نے سنی اور کھڑکی سے جہان کو دیکھا کہ گاڑی سے اس کی والدہ اور رامز اتر رہے
 ہیں یہ دیکھ کر وہ دوڑی اور دروازہ پر پہنچ کر مان کا استقبال کیا مان نے گلے سے لگایا پیشانی
 پر بوسہ دیا اور سب خوشی کے انسوؤں سے روئے اس کے بعد شیرین نے رامز کو
 سلام کیا اور دھڑکتے ہوئے دل سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا سے رامز نے دیکھا
 کہ شہزادہ غم سے شیرین بہت کمزور و نحیف ہو گئی ہے اور مقاومت الم سے چہرہ کا
 رنگ زرد پڑ گیا ہے۔

دروازہ تین داخل ہونے ہی طہاز ملا رامز کو اس نے سینہ سے لگایا پیشانی پر
 بوسہ دیا اور پھر غم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا کہ کیا
 پیارے عزیز تمہاری سلامتی اور دوبارہ ملاقات پر ہم کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے
 کہ باپوسی کے بعد اس نے تم سے ہم کو ملایا۔

رامز نے بھی طہاز کے انقلاب کو اس کے صنف رائے اور غیر متقل مزاج ہونے پر معمول
 کر کے اس کی کمزوریوں کو شیرین کی طرح نظر انداز کر دیا اور شیرین کی طرف دیکھا کہ اس کی
 رائے حاصل کی شیرین نے اشارہ سے بتلایا کہ گذشتہ باتوں کو بھول جاؤ اور منہی خوشی سے
 ملو رامز آگے بڑھا اور طہاز کے ہاتھوں کو چوما اور پھر سب کو مین داخل ہوئے اور
 باتیں کرنے لگے توڑی دیر مین طہاز اور توحید گھر کے کامرن مین مصروف ہو گئے
 اور شیرین و رامز تنہا کمرہ مین رہ گئے۔

رامز اور شیرین اس وقت بہت خوش تھے اور ایک دوسرے کی طرف مسکرا مسکرا کر بچتے
 اور باتیں کرتے جاتے تھے محب و محبوب کی اس وقت کی باتیں احاطہ تحسیر مین
 نہیں آسکتیں اس لئے ہم ان کو ناظرین کے ذوق پر چھوڑ دیتے ہیں۔

دوسرے دن معید بک بھی سالو دیک پہنچ گئے اور رامز کی اس رائے سے اتفاق کیا
 کہ طہاز بک کے جرائم کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔ اس سلسلہ گفتگو مین معید بک نے ظاہر کیا کہ
 انجن اشاد و ترقی کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے انتقام لے دیا مین

سب سے زیادہ انجمن کے ممبروں پر سلطان عبدالحمید خان نے مظالم اٹھائیاں
کی ہیں لیکن دستبرد مل جانے کے بعد احرار نے ان سے تعرض نہیں کیا اور ان کے تمام
جرائم کو نظر انداز کر دیا اور اب وہ ان کو بمنزلہ والد کے خیال کرتے اور واجب التحظیم
سمجھتے ہیں۔ پھر محبوبہ کے والد سے کسی قسم کے انتقام کا خیال کیونکر درست ہے۔ چند روز
بعد سالونیک میں احرار کی کثیر تعداد جمع ہوئی جس میں فوجی افسر جمال حکومت اور
سامن کے اور بہت سے دوست تھے تمام احرار رامز سے بہت محبت رکھتے تھے کیونکہ
وہ ان کا شاعر اور بہترین مضمون نگار تھا سعید بک کی تحریک سے رامز اور شیرین
کی شادی کا جلسہ قرار پایا جس میں تمام احرار خصوصاً انور بک، نیازی بک، فوزی بک
ڈاکٹر مناظر اور جہان آرا شریک ہوئے اور ساعت سعید میں نکاح پڑھا گیا۔
خداوند تعالیٰ نے جدا کی کے بعد رامز اور شیرین دونوں کو ملایا اور یوسی کے
بعد دستور عامل ہوا دونوں باتوں کی خوشی کا ایک عجیب و غریب سلسلہ عقیدے کے جلسہ
میں نظر آ رہا تھا اور انھیں کے چہرے سے مسرت نمایاں تھی۔

————— ❦ —————
 لہذا

مدینہ بک انجینی بکوز کی چند کتابوں کی نہرت

اس کتاب میں بحوالہ قرآن مجید و احادیث حضرت رسول خدا صلعم اور صحابہ کرام کی زندگی کے واقعات نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ وہ اللہ اور آپ کے رفقا کلام الہی کی تعلیم پر کس قدر کاربند تھے اور اپنی زندگی کو انہوں نے کیونکر بسر کیا۔ ان ڈاکٹروں کے ترقی کا ایک راز تھا اس کے علاوہ بہت سے نایاب مضامین اور کلام اللہ وجودہ و ملت ہستی اور آئینہ ترقی کے اسباب بھی آیات قرآنی و احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز زندگی سے دکھلائیں کتاب اپنے موضوع پر اچھوتی اور بے غفل ہے جس کا مطالعہ ہر مسلمان کا فرض ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ قیمت صرف ایک روپیہ (عمر)

نون جبرٹی کے قانون جبرٹی ایک ایسا ضروری قانون ہے جس سے تقریباً اپنی زندگی میں آپ امیر سرگھس کو کام پڑتا ہے اس ضرورت کو ملحوظ رکھ کر کتاب تیار کی گئی ہے اس میں ضروری مسائل کے بعد قانون جبرٹی کے ضروری نظائر قواعد و ضوابط احکامات متعلقہ جبرٹی منجمہ جات عالم دیگر قوانین و قواعد جبرٹی و طریقہ شناخت نشانات انگوٹھا منہ علیہ و شعر جامہ رسوم و قواعد و سفر خرچ وغیرہ نہایت سلیس اردو میں لکھے گئے ہیں نہایت مفید کتاب اور ہر کاروباری شخص کو لینداز طبقہ کے لئے اس کا پاس رکھنا لازمی ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت صرف عظم محمدی کے علم فرائض یعنی تقسیم وراثت یہ ایک علم ہے جس کا جاننا ہر ایک صاحب جاہ و مال کے لئے لازمی ہے ہزاروں آدمی اپنے کسی عزیز اور رشتہ دار کے وارث ہونے میں اور وراثت کے علم سے غافل رہنے کے سبب غفلت پر تے ہیں۔ اس کتاب میں میراث کے تقسیم کے قواعد نہایت وضاحت سے لکھے گئے ہیں۔ اردو میں اس قسم کی کوئی کتاب آج تک تیار نہیں ہوئی چھ مرتبہ یہ کتاب طبع ہو چکی ہے اور متعدد فروخت ہو چکی ہے ہمارے پاس مصنف مرحوم کے نظر ثانی شدہ رسالہ کے کچھ نمونے موجود ہیں جن کا یہ قیمت صرف ۱۲۔

نمونہ نمبر ۱۲۔ فارسی ڈراما ڈیر خان لکڑوان کا اردو ترجمہ جس میں دو بیویاں کرنے کے مسئلہ پر نہایت سبب کش لکھی اور پر مذاق طریقہ پر اس کے خطرناک نتائج دکھائے گئے ہیں قیمت ۱۲۔

نیچر مدینہ بک انجینی بکوز سے طلب فرمائیے

جو ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے

یہ اخبار دینی، اخلاقی، سیاسی اور فنی ضرورتوں کا ذخیرہ خبروں کا مجموعہ قوم اور
 اسلام اور ملک سچا خادم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کو تازہ کرنا والا جذبات حق خدا
 دہی کی افزائش کرنے والا۔ یکم مئی ۱۹۱۲ء سے نہایت آب تاب کے ساتھ صاف
 اور خوش خط شہر کچنور اضواء مجیدہ ہے شائع ہوتا ہے جس کی مقبولیت کا اندازہ
 اس سے ہو سکتا ہے کہ صوبہ کے اردو اخبارات میں کثیر الاشاعت ہونے میں
 سب سے ممتاز ہے۔ قیمت سالانہ بیس روپیہ ششماہی تین روپیہ
 چار آنہ ہے۔ سہ ماہی دو روپیہ غامق ہے حواہ ہر لیہ مئی آرڈر روانہ فرمائی
 یا وی۔ پی کی اجازت دین۔ اور ہندوستان سے باہر یعنی ممالک غیر
 قیمت سالانہ آٹھ روپیہ لی جاتی ہے جو ہر لیہ مئی آرڈر آتی جاتی
 نمونہ کار پر ہفتہ روانہ کیا جاتا ہے۔

نیاز مند محمد مجید حسن مالک منیجر اخبار مدینہ کچنور اردو پبلشر